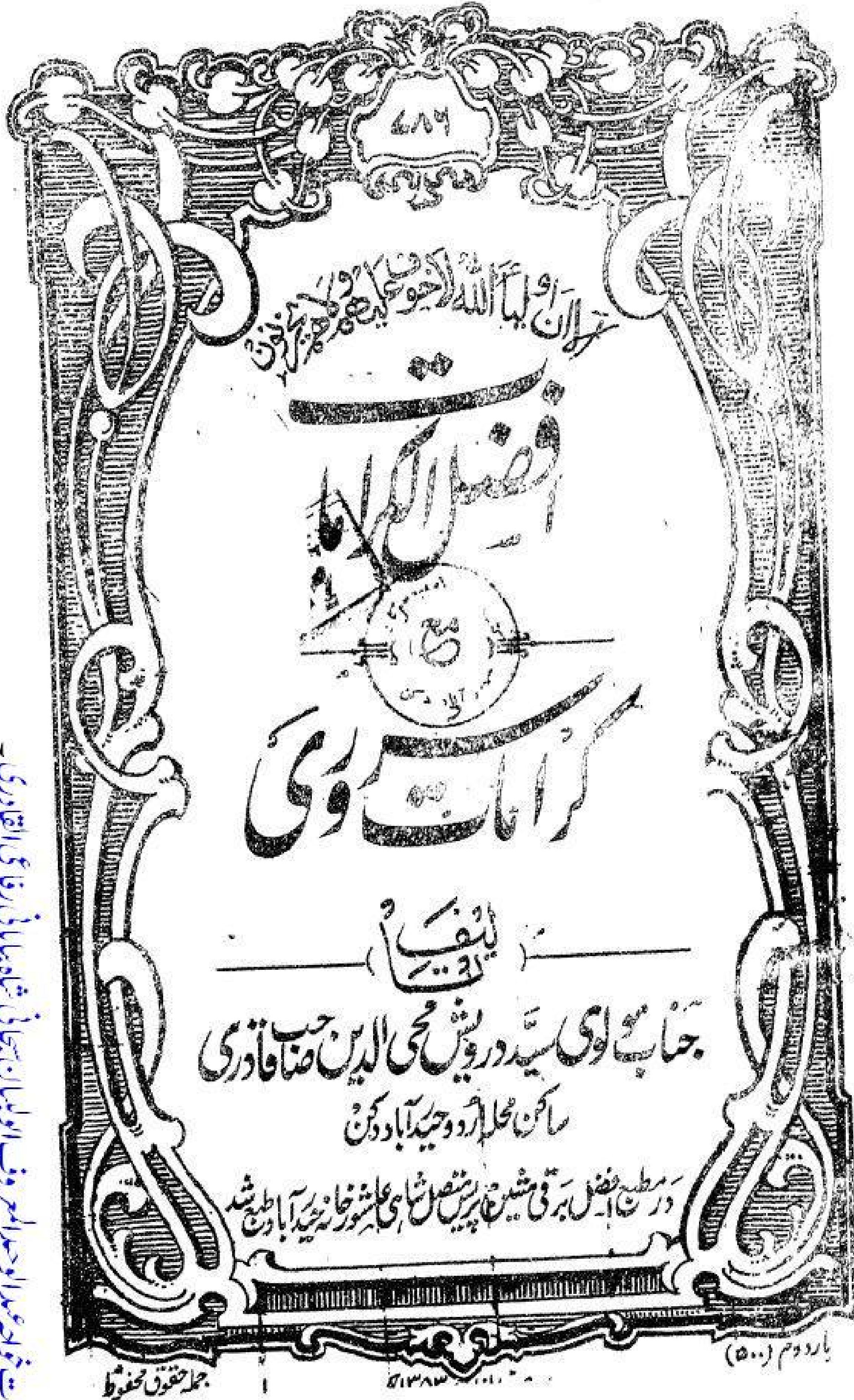
حضرت خواجہ عبد الوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔



email : contact@afzalbiabani.net

حضرت خواجہ عبد الوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ الذی خلق الانسان من تفاوتہ و فضل بعضہ علی بعض و ارسل الینا سیدنا سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین

وانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف   وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست   ہمہ نورہا پرتو نور اوست

اما بعد ناظرین کرام پر واضح ہو کہ آج سے تخمیناً بیس بائیس سال قبل اس کتاب کی تالیف واشاعت کا شرف بفضلہ تعالیٰ اس کمترین کو حاصل ہوا تھا۔ ہمارے حضرت پیر و مرشد سید شاہ سرور بیابانی قدس سرہ کا خیال مبارک اس کی تالیف و تدوین کی طرف مائل تھا۔ اسی بنا پر اس غلام آستانہ افضلیہ نے اس کا ارادہ کیا اور بفضلہ و کرمہ حضرت پیر و مرشد قبلہ کی زندگی ہی میں تالیف ہذا اتمام کو پہونچی۔ جس کو حضرت کے سمع مبارک تک پہونچنے کا افتخار بھی حاصل ہے۔ البتہ اس کی طباعت کا انتظام حضرت کے روبرو نہ ہو سکا۔ اس میں بھی مصلحت علیم تھی کہ حضرت کے وصال مبارک کے بعد قبل اشاعت اس کا حصہ دوم حضرت کے حالات مبارک میں بہ تحقیق معلومات خود و بروایت مریدین، معتقدین معتبرین ترتیب دیکر ساتھ ساتھ شائع کر دیا گیا۔

ان دو حصوں کا نام افضل الکرامات معہ کرامات سروری ایک ہی تالیف میں ایک ہی جا رکھا گیا۔

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

چونکہ یہ کتاب حضرت کے وصال مبارک کے کچھ ہی دن بعد نیچے اوسی سال طبع ہو گئی۔ لہذا ہاتھوں ہاتھ نکل گئی۔

زمانۂ دراز سے نہایت اشتیاق فرمایا جا رہا ہے کا تقاضا اس کے طبع ثانی کے متعلق تھا۔ آج مجھے بے انتہا مسرت ہے کہ اس کی طبع ثانی کی سعادت بھی میرے ہی لئے محفوظ تھی۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنم ۔۔۔ منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشت

ذوات اولیاء اللہ مظہر ذات الٰہی ہیں۔ جو فانی بوجود خود و باقی بوجود حق تعالیٰ رہتے ہیں۔ وجود ذات حق تعالیٰ اون کی شان میں متجلی رہتا ہے۔ یہی مقام مقام وصال الٰہی اور مقام ولایت اور قرب حق تعالیٰ ہے۔ اسی مقام پر بندہ جمیع مخلوقات پر متصرف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں بندہ تقید عبدیت سے آزاد ہو کر فانی بذات حق تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور وجود حقیقی ذات حق تعالیٰ اس بندۂ فانی کی صورت میں متجلی رہتا ہے۔ اس لئے اس بندہ کے افعال حق تعالیٰ کے افعال ہو جاتے ہیں۔ یہاں پہونچکر بندہ فعّالٌ لما یُرید کا مظہر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ مادام العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتی اکون سمعہ وبصرہٗ فبی یسمع وبی یبصر۔ سلطنت حقیقی سے بھی یہی مراد ہے کہ اولیاء اللہ جو چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ پس نہ اون کی سلطنت کو زوال ہے اور نہ اون کے تصرفات کو بندش۔ قرآن شریف میں ارشاد مبارک ہوتا ہے کہ اللّٰہ ولی الذین اٰمنو یخرجھم من الظلمات الی النور ایمان حقیقی سے مراد یہ ہے کہ مومن کے قلب میں تجلی ذات حق سبحانہ تعالیٰ اور ارتفاع غیریت ہو۔ ظلمات سے تعین عبدیت اور الی النور سے مراد فنائیت بذات حق سبحانہ تعالیٰ ہے۔

پس ولی وہی ہے جو فانی بخود اور باقی بحق ہو جاتا ہے۔ خدا کے ساتھ دوستی کے معنے یہی ہیں کہ فناء ذات خود در ذات حق تعالیٰ۔ لہذا جب وہ خدا کا ولی ہو جاتا ہے۔ خدا اوس کا ولی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آیت صدر میں ارشاد ہے۔

مگر اس گروہ اولیاء اللہ میں بھی مدارج ہیں اور یہ مدارج تواتر تجلیات اور تقرب الی اللہ کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ یوں تو آپ میں آثار ولایت زمانہ طفلی ہی سے

نمودار تھے۔ لیکن جب آپ ریاضات اور مجاہدات شاقہ کے ساتھ اس طرف رجوع ہوئے تو آپ کی پرورش باطنی خاص فیضان حضرت غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہونے لگی اور وہ دولت سرمدی سرفراز ہوئی جو بلالحاظ حیات وممات تاقیام قیامت ہر آن ترقی میں ہے۔ یہ فیضان مخصوصہ حضرت غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

اس زمانۂ آخر میں حضرت قدس سرہٗ کی ذات مبارک اولیا متقدمین کی مثیل وعدیل ہوئی آپ نے جو جو ریاضت اور مجاہدہ نفس کیا اور وصول الی اللہ میں جو جو مصائب ومشقت برداشت کئے اور پھر بفیضان مخصوصہ غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس درجۂ ولایت پر فائز ہوئے ہیں۔ اور آپ سے جو جو کرامات اور خوارق عادات صادر ہوئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اوس کے لحاظ سے اگر آپ کو اپنے وقت کے بایزیدؒ اور شبلیؒ اور جنید بغدادیؒ کہا جائے بجا و درست ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ جب آپ کو فنائیت کاملہ بوجود حضرت غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل تھی اور فیضان مخصوصہ حضرت غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدرجہ کمال سرفراز تھا۔

حضرت غوث الاعظم سید الافراد والاحباب قطب الاقطاب غوث الملکوت امام المقربین الیہ المعشوقین سیدنا ومیلنا فی الدارین کی شان ولایت ومحبوبیت سے نہ نا واقف ہے۔ آپ کو حق تعالیٰ نے اپنی محبت کا وہ جام پلایا ہے کہ زمانہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے آپ تک کسی کو ایسا جام محبت نصیب نہ ہوا اور نہ قیام قیامت تک کسی کو نصیب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

سقانی الحب کاسات الوصال   فقلت لخمرتی نحوی تعالی

جس قدر اولیاء اللہ آپ سے پہلے گزرے وہ سب اپنی ارواح سے اور آپ کے ہم عصر اپنے ذوات سے آپ کی تعظیم اور تکریم کئے۔ آپ کے بعد جس قدر اولیاء اللہ ہوئے اور قیامت تک ہونگے وہ سب آپ ہی کے رشحۂ فیض سے فیضیاب ہوئے اور ہونگے۔ خواہ وہ کسی طریقہ میں کیوں نہوں۔ ہر طریقہ میں آپ ہی کا فیض ہے۔ حضرت احمد ذریع زنجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہو صاحب القدم الذی ہ صعت رقا   ب الاولیاء علانۃ بغیر تشاجر

یہی وجہ تھی کہ آپکے شیخ خرقہ حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخزومی نے بعد عطاء خرقہ خلافت آپ سے خود خرقہ پہن لیا۔ قال القاضی ابو سعید المخزومی المذکور لبس شیخ عبد القادر جیلی منی خرقۃ ولبست منہ خرقۃ یتبرک کل منہما بالآخر اور اسی لئے آپ کے شیخ صحبت حضرت شیخ حماد دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں من یبلغ مبلغ الشیخ عبد القادر فانہ رجل محبوب۔

آپ کو فنائیت اپنے جد حضرت رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے وجود مبارک میں بدرجۂ اتم حاصل تھی۔

چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ :- باللہ ھذا وجود جدی لا وجود عبد القادر
قسم بخدا کہ یہ میرا وجود میرے جد کے وجود میں فنا ہوچکا ہے۔ اب یہ وجود عبد القادر کا نہیں رہا۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں تک شش جہات عالم میں حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ساری و طاری ہے وہاں تک حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت مشہور و معروف ہے اسی بناء پر ارشاد مبارک ہوتا ہے الجن لھم مشائخ والانس لھم مشائخ وانا شیخ الکل۔

باوجود فنائیت کاملہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اجرائی سنت سنیہ میں کمال درجہ کا خیال رہتا تھا۔ آپ کے زمانہ میں آپ ہی کی ذات سے احیاء دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ظہور پایا۔ اور آپ محی الدین بالیقین ملقب ہوئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

لکل ولی لہ قدم و انی   علی قدم النبی بدر الکمال

اس موقع میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ بیان بھی اہل ذوق باطن کیلئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ ذات مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت اور اصل جملہ کائنات و مخلوقات ہے۔

مشیت الٰہی جب تکوین عالم کی طرف متوجہ ہوئی اور اپنی ذات پاک کا جلوہ مظاہر مخلوقات میں ہویدا کرنا منظور ہوا تو ذات حق تعالیٰ تعین اول میں جلوہ گر ہوا۔ پس یہی تعین اول حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لہذا ذات مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصل و منشاء جمیع مخلوقات ہے۔

تعین اول کو نور اول بھی کہتے ہیں۔ اس نور اول کے تنزلات ذاتی سے تمام مخلوقات کا ظہور ہوا یہی معنے انا من نور اللہ وکل شئی من نوری کے ہیں۔ یعنی میں خدا کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور تمام خلائق میرے نور سے پیدا ہوی ہے۔ ورنہ اس تنزل اول کے پہلے شان الٰہی یہ تھی کہ کان اللہ ولم یکن معہ شئی۔

اس سے ثابت ہوا کہ اصل ومنشاء وجود مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور حق تعالیٰ ہے اور اصل ومنشاء جمیع کائنات وموجودات نور مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک اور لولاک لما اظہرت الربوبیۃ کے یہی معنے ہیں۔ اور اسی معنے سے آپ رحمۃ للعالمین ہیں کہ آپ اصل اور مبداء ہر شئی کے ہیں۔ والدین کو جو محبت اولاد سے ہوتی ہے اوس کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اولاد کے اصل ومبداء ہوتے ہیں۔

پس تعین اول جامع اور اصل تمام موجودات کا ہے۔ اور یہ تعین اول عین ذات حق تعالیٰ ہے۔ ذات حق تعالیٰ کو اس تعین میں کوئی حجاب اور واسطہ نہیں ہے۔ اور باقی تمام موجودات میں ظہور ذات حق تعالیٰ اسی واسطہ سے ہے۔

نور مطلق متجلی ز جمال رخ تو ۔۔۔ کافر است انکہ کند شبہ پرستیدن تو

عالم ظہور میں صورت انسانی حامل تعین اول ہوی وحملھا الانسان سے اسی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ تجلی ذات حق تعالیٰ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بلا حجاب متجلی ہے اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم منشاء ومبداء جمیع موجودات ہے۔ لہذا جمیع کائنات پر محیط ومحاط ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بلا توسط وتوسل آپ کے وصول الی اللہ ناممکن ہے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ۔

خلاف پیمبر کسی رہ گزید ۔۔۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اس کے معنی یہی ہیں کہ واسطہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی دوسرے واسطہ سے منزل مقصود کو پہونچنا یعنے موصل الی اللہ ہونا محال ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ۔ وہ وسیلہ ذات مبارک حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

یہ مقام مقام وحدت ہے جو عین مقام احدیت ہے -

مولانا روم ؒ اسی مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :-

مصطفیٰ را حق بدان وحق ہمیں مصطفیٰ ؐ نور رب العالمین

الغرض خدمتگزاری اولیاء اللہ جس طرح جس تفہیم سے بھی ہو باعث حصول برکات وفوائد دارین ہے - اس نیاز مند کو بفضلہ تعالیٰ علاوہ تالیف ہذا اس خاندان عالی کے بعض اور خدمتگزاریوں کا شرف بھی حاصل ہے - مثلاً تحریک تعطیل مقامی بزمانہ عرس شریف - قیام ریل بزمانہ عرس شریف روبروئے درگاہ شریف - تعمیر افضل منزل مکمل - آغاز تعمیر گنبد مبارک حضرت پیرو مرشد قبلہ تا تکمیل کرسی - ترتیب واقعات تعمیر گنبد مبارک حصہ اول ودوم - اس کے علاوہ اور بعض خدمات بھی جو قسوم میں تھے ظہور پائے - اللھم استقمنا علیٰ عتبۃ اولیائک واتنا رضاء حبیبک ومحبوبک واولیائک دائماً ابداً آمین ثم آمین

برکات معنوی کے علاوہ تالیف احوال اولیاء اللہ میں بظاہر دو فائدے معلوم ہوتے ہیں - ایک یہ کہ امتداد زمانہ کے باوجود آئندہ زمانہ میں طالبین کو صحیح حالات اور کرامات کا علم ہو سکے - ممکن ہے کہ یہ ذریعہ ہدایت کا بھی ہو جائے -

دوسرے یہ کہ بالعموم ہر محب کو ذکر محبوب سے خاص دلچسپی ہوتی ہے - اسلئے ایسی تالیف محبان صادق کی دلچسپی کا ذریعہ بن سکتی ہے -

واضح ہو کہ اس تالیف میں جہاں کہیں حضرت کا لفظ استعمال ہوا ہے - اوس سے ہمارے حضرت پیرو مرشد سید شاہ سرور بیابانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراد ہیں - اور جہاں کہیں حضرت قدس سرہٗ کا لفظ استعمال ہوا ہے اوس سے مراد عالیجناب مستطاب کاشف سرائر حقیقت واقف رموز معرفت یکہ تاز میدان وحدانیت بلند پرواز عرصہ گاہ ربوبیت مقبول بارگاہ صمدیت محبوب محبوب سبحانی حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ ہیں

اس کتاب میں دیباچہ کے علاوہ ایک مقدمہ اور چار باب ہونگے اور ایک خاتمہ -

مقدمہ میں سلسلہ نسب اور آپ کے بزرگوں کے حالات -

باب اول میں زمانہ طفلی و ریاضت، کے حالات -

باب دوم میں فیضیابی اہل زمانہ کے حالات -

باب سوم میں کرامات عالم حیات -

باب چہارم میں وہ کرامات جو آپ کے وصال مبارک کے بعد ظہور پذیر ہوئے -

خاتمہ میں حضرت قدس سرہ کے چند ارشادات اور آپ کی مدح میں چند غزلیات -

ترتیب بار اول کی نسبت بار دوم میں کچھ طرز عبارت اور طریق بیان کا فرق آگیا ہے - لیکن مضمون اور واقعات بالکل من و عن وہی ہیں - البتہ یہ دیباچہ اضافہ ہے فقط -

خاکسار

درویش محی الدین عفی عنہ

محلہ اردو حیدرآباد دکن

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ

حضرت خواجہ عبد الوحید المعروف ابو لبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری -

مقدمہ

حضرت قدس سرہ کا خاندان ابًا عن جدٍ نہایت مقدس سادات کرام سے ہے۔ سلسلہ بہ سلسلہ علماء و فضلاء، اتقیاء و اولیاء اللہ ہوتے آئے ہیں۔ بالعموم قاعدہ یہ ہے کہ ممدوح کی مدح میں مبالغہ سے کام لیا جاتا ہے۔ مؤلف ناچیز نے اس کا بڑا خیال رکھا ہے کہ ایسا نہ ہونے پائے۔ اسی خیال کے مدنظر تالیف ہٰذا اول میں حضرت پیر و مرشد قبلہ کو سنائی گئی۔ جس کے کل روایات کا ماخذ بھی حضرت ہی سے ہے۔ حضرت کی ذات مبارک خود ایسے تخیلات مبالغہ وغیرہ سے بدرجہ کمال مبرا تھی۔

حضرت قدس سرہ کے اجداد میں حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ کی ایک تالیف جس کا نام پنج گنج ہے مولوی حبیب اللہ صاحب وکیل ساکن محلہ افضل گنج کے پاس محفوظ ہے۔ اس کتاب میں حضرت قدس سرہ کے اجداد کرام کے مفصل حالات مندرج ہیں۔ وکیل صاحب موصوف نے اس امر پر اظہار رضامندی کیا تھا کہ اس کتاب کی نقل کرلی جائے مگر مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ اب بھی یہ سعادت ہر صاحب چاہیں حاصل کرسکتے ہیں۔

حضرت سید شاہ غلام علی صاحب قادری الموسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک تالیف مشکوٰۃ النبوۃ قلمی حضرت مصنف خاندان موسویہ میں اب تک موجود ہے اور اس کا ایک نسخہ قلمی حضرت مصنف کتب خانہ آصفیہ میں بھی موجود ہے۔ اس میں حضرت قدس سرہ کے بھی بعض اجداد کرام کے حالات موجود ہیں جس سے چیدہ چیدہ مشرف ہونے کا اس ناچیز کو بھی شرف حاصل ہوا ہے۔ لہذا مشکوٰۃ النبوۃ سے بعض حالات اس میں درج کرونگا۔

نسب شریف حضرت سید شاہ افضل بیابانی ولد حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی ولد حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی ولد حضرت سید شاہ فاضل بیابانی ولد حضرت سید شاہ امین بیابانی ولد حضرت سید شاہ فاضل بیابانی ولد حضرت سید شاہ عبدالملک بیابانی ولد حضرت مخدوم سید شاہ اشرف بیابانی

ولد حضرت مخدوم سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدست اسرارہم۔

حضرت مخدوم سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہٗ مشہور اولیاء اللہ سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب درجہ بدرجہ حضرت سیدی سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کو پہونچتا ہے۔ لقب بیابانی کی ابتدا آپ ہی سے ہے۔ آپ نے صحرا و بیابان میں ریاضات شاقہ کیا۔ اسلئے آپ کی شہرت لقب بیابانی کے ساتھ ہو گئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک سید شاہ عبد الکریم ہے۔ والدہ ماجدہ حضرت قدس سرہ آپ کے والد ماجد کی حقیقی عمزاد بہن تھیں۔ اس لحاظ سے حضرت قدس سرہ کا نسب پدری و مادری حضرت سید شاہ فاضل بیابانی پر باہم مل جاتا ہے۔

اگرچہ آپ اولاد حضرت اقدس رفاعیہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہیں۔ لیکن بیعت کا طریقہ معمولاً آپکے پاس محض قادریہ عالیہ تھا۔

تفصیل اجداد کرام حضرت مخدوم سید شاہ ضیاء الدین بیابانی کے فرزند حضرت مخدوم سید شاہ اشرف بیابانی آپ کے فرزند حضرت سید شاہ عبد الملک بیابانی۔ آپ کے فرزند حضرت سید شاہ فاضل بیابانی آپ کے فرزند حضرت سید شاہ امین بیابانی قدس سرہم۔ ان سب حضرات کے مزارات انبڑ شریف میں ہیں جو قریب قندہار واقع ہے۔

آپ کے دو فرزند۔ حضرت سید شاہ افضل بیابانی و حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہما۔

حضرت سید شاہ افضل بیابانی کے چار فرزند۔ سب لاولد۔ ایک دختر جس کی اولاد راجبندری میں موجود ہے۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ کے دو فرزند۔ حضرت سید شاہ عبد القادر بیابانی و حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی قدس سرہما۔

حضرت سید شاہ عبد القادر بیابانی کی ایک صاحبزادی جو حضرت قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی کی تین صاحبزادیاں جو سب کے سب لاولد۔ ایک فرزند حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی قدس سرہٗ۔

حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی کے چار فرزند اور دو دختر۔ دو دختروں میں ایک لاولد اور دوسری دختر کو ایک صاحبزادی۔ جو میر تراب علی صاحب تحصیلدار کو منسوب ہوئیں۔ جس کے بطن سے ایک صاحبزادی تھیں جو ہمارے حضرت سید شاہ سرور بیابانی قدس سرہ سے منسوب ہوئیں۔ جن کے بطن سے حضرت کے بڑے صاحبزادگان مولوی سید شاہ غلام افضل صاحب بیابانی و مولوی سید شاہ محی الدین بادشاہ صاحب بیابانی ابقاہم اللہ تعالیٰ اس وقت بقید حیات ہیں۔

حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی کے چار فرزندوں میں سے دو صغر سنی میں اور ایک نوجوان لاولد انتقال کئے۔ بقیہ ایک فرزند حضرت سیدنا سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ ہیں۔ جن کے حالات و فضائل میں یہ ناچیز مکتوب باردوم زیر تالیف ہے۔ اور جن کا گنبد مبارک موضع قاضی پیٹہ ضلع ورنگل ریاست حیدرآباد دکن میں واقع ہے۔

احوال وفضائل اجداد کرام | آپ کے اجداد کرام میں حضرت مخدوم حاجی سیاح سرور صاحب قدس سرہ جو حقیقی بھانجے اور داماد حضرت شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہیں۔ پاک پٹن شریف سے مامور من اللہ ہو کر قندھار تشریف لائے اور وہیں قیام پذیر رہے۔ آپ کی گنبد مبارک بھی قندھار ہی میں ہے۔

جب آپ پاک پٹن شریف سے چلے تو راستہ میں بمقام دہلی حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ سے ملاقات فرمایا۔ حضرت سلطان محبوب الٰہی قدس سرہ نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ ہمارا آخر وقت ہے۔ آپ چند روز یہاں ٹھہر جائیں۔ چنانچہ آپ نے چند روز وہاں قیام فرمایا اور حضرت سلطان محبوب الٰہی قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد وہاں سے نکلے۔

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ نے حضرت مخدوم کا اسم مبارک سید شاہ سعید الدین تحریر فرمایا ہے۔ اور آپ کو نبسہ خواجہ گنج شکر لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

جب آپ قندھار شریف پہونچے۔ آبادی میں ایک بھٹیارن کے مکان پر قیام فرمایا۔ کھانے کا انتظام بھی اوسی کے پاس تھا۔ ایک روز آپ نے اوس بھٹیارن کو غمگین پاکر اوس سے اوس کا سبب

دریافت کیا۔ اوس نے عرض کی کہ اس موضع میں ایک مدت معینہ پر دیو آیا کرتا ہے۔ جب وہ آتا ہے اوس کو ایک آدمی بھگت دیا جاتا ہے۔ آج میرے لڑکے کی باری ہے اسلئے میں محزون ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے لڑکے کے معاوضہ میں ہم جائینگے۔ تو متامل نہو۔ یہ سن کر اوس کو حیرت ہوئی۔ بہرحال یہ طے پاگیا کہ آپ دیو کو بھگت دے جائیں۔

وہاں کے رسم و رواج کے موافق آپ کو ایک بنڈی پر پوریوں کے ساتھ بٹھلا دیا گیا۔ اور مقام مقررہ پر پہونچا دیا گیا۔ جب دیو پہاڑ سے نکل کر بنڈی کے قریب آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کھڑے رہ۔ دیو سہم کر کھڑا ہو گیا۔ عصا کو حکم ہوا کہ اس کو مار۔ بس ماریں پڑنے شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔

چنانچہ حضرت کے گنبد مبارک کے پایئن اوس دیو کی قبر آج تک مشہور ہے۔

بزمانہ مدار المہامی راجہ چندو لعل متوفی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قندھار شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ اوس زمانہ میں دیو کی قبر کا پتھر اتفاقاً ہٹ گیا اور دیو اپنا سر باہر نکالا۔ لوگ پریشان ہو گئے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیو کے پاس تشریف لے گئے۔ دیو نے پوچھا کہ کیا حضرت حاجی سیاح سرور صاحب ہنوز زندہ موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں زندہ ہیں۔ یہ سن کر دیو سر قبر میں کرلیا اور لوگوں نے اوس پر پتھر رکھ دیا۔

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ بہ سلسلہ تذکرہ حضرت حاجی سیاح سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"قطب المشائخ یحییٰ منیری بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وے کاملان این طائفہ بود۔ شان عظیم و ہمت بزرگ داشت۔ آں قدر آداب مذہب صوفیہ در تصانیف وے یافتہ می شود کہ جائے دیگر کم بنظر در آمدہ باشد۔ شیخ یحییٰ منیری بزرگ و صاحب کرامات بود۔ اما شیخ شرف الدین مرید و خلیفہ نجیب الدین کبری است"۔

واضح ہو کہ شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں۔ کتاب مشکوٰۃ النبوۃ میں ان بزرگان کرام کے اور بھی حالات اور خوارق عادات مسطور ہیں۔

حضرت مخدوم سید شاہ ضیاء الدین بیابانی قدس سرہٗ

آپ کا لقب پیر سقرلاطی ہے۔ کثرت استعمال سے سقلاطی مستعمل ہوتا ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ اکثر بانات کی چادر اوڑھا کرتے تھے۔ سقلاط بانات کو کہتے ہیں۔ آپ بہت مشہور اولیاء اللہ سے ہیں۔ صاحب کرامات کثیرہ بھی ہیں۔ آپ کا مزار مبارک انبڑ میں ہے۔ آپ کی ایک ریاضت گاہ اونے پڑاوہ کی ندی میں جو جالنہ کے قریب ہے۔ واقع ہے۔ جب ندی پور رہو جاتی ہے۔ وہاں کا عود وان' غلاف' مورچل پانی پر تیرتے رہتے ہیں۔ اور پانی اترنے کے بعد اپنے مقام پر آجاتے ہیں۔ آپ نے اپنے لئے تعمیر گنبد کی ممانعت کی اور فرمایا کہ میرے فرزند شاہ اشرف کی گنبد بنائی جائے۔

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ حضرت کے احوال اس طرح نقل فرماتے ہیں۔ "آن عارف ربانی آں واقف رمز نہانی حضرت مخدوم سید شاہ ضیاء الدین بیابانی نسب عالی داشت۔ صاحب کرامات و خرق بودہ ریاضت شاقہ ومجاہدہ در صحرا و بیابانہا فرمودہ بسلسلہ رفاعیہ فائز بودہ ماذون بسلاسل قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ وغیرہ۔

وکتاب مطلوب الطالبین از تصانیف اوست۔ ہم بوسے ہمشیرۂ حضرت سانگڑے سلطان منسوب بودہ وہم او را بیعت و ارادت از سلطان موصوف است واو نیز از اولاد سیدی سید احمد کبیر رفاعی است قبر شریفش متصل قصبۂ انبڑ در بیابان فقرا با دبنا ساختۂ مخدوم است۔ زیارت گاہ خلق است۔"

حضرت مخدوم سید شاہ اشرف بیابانی قدس سرہٗ

آپ حقیقی بھانجے حضرت سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہ کے ہیں۔ آپ کا گنبد مبارک انبڑ شریف میں ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ وقت بغرض حصول شرف ملاقات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعد ملاقات بوقت رخصت آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل آپ فقیر کے پاس معہ لشکر ہمراہی نان ماحضر ملاحظہ فرمائیں بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت کی دعا مطلوب ہے اور کسی تکلیف کی ضرورت نہیں۔ مگر جب آپ نے دوبارہ

فرمایا۔ بادشاہ نے ادباً قبول کرلیا۔ حضرت نے تیاری کے لئے ایک من آٹا اور ایک من گوشت کا حکم دیا۔ شب میں پخت و پز ہوا۔ صبح بادشاہ مع لشکر حاضر آیا۔ آپ نے اپنی چادر دیگ اور روٹی پر اڑھا دیا سب لوگ اور چھ ہزار لشکری سیر شکم ہو گئے۔ ربع حصہ باقی رہ گیا جو خادمین وغیرہ کو تقسیم فرما دیا گیا۔

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ حضرت کے احوال اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ :- آں مخدوم عرفانی آں مخزن راز سبحانی سالار وقت حضرت مخدوم شاہ اشرف بیابانی است رحمۃ اللہ علیہ حضرت ایشاں فرزند کلاں مخدوم ضیاء الدین بیابانی بودند و او خواہر زادہ و داماد حضرت سانگڑے سلطان مشکل آسان بودند حضرت سید شاہ علی سانگڑے سلطانؒ۔ صاحب پنج گنج گوید قبر شریفش در قندھار است۔ چلّہ او کہ دوازدہ سال ریاضت کردہ بر قلعہ دولت آباد واقع است و طریق بیعت او بہ پنج واسطہ بحضرت مخدوم حاجی سیاح سرورؒ می رسد رحمۃ اللہ علیہ۔

وہم صاحب پنج گوید روضۂ مبارک ایشان یعنے مخدوم شاہ اشرف بیابانی مکان ولکشا۔ صفت گنبد شریفش بدیدنش سرور دلہا می نماید کہ قطعہ جنت معلوم می شود و نیز متصل گنبد یک درخت نیم بود کہ یک شاخ رو بروئے گنبد شریف سایہ نمودہ بود برگ آں شاخ نیم مثل شہد و شکر شیریں بود۔

حضرت سید شاہ امین بیابانی قدس سرہٗ

آپ کا مزار مبارک بھی امبڑی میں ہے۔ آپ کا سن قریب سو برس کے تھا۔ ایک بار ماہ محرم شریف کی مجلس مرثیہ خوانی میں جو آپ کے مکان کے سامنے ہوا کرتی تھی۔ آپ تشریف لے گئے۔ حالات غم سن کر آپ پر رقت اور بیہوشی طاری ہوئی۔ لوگوں کو خیال ہوا کہ شاید آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی ہے۔ جب ہوش آیا۔ آپ نے فرمایا کہ سواری مبارک حضرت سید الشہداء علیہم السلام نہضت افروز ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ اب میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنی خدمت میں بلا لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی چند روز رہو اور پانچ پھول سرفراز فرمایا کہ یہ پھول جب خشک ہو جائینگے تمہاری عمر ختم ہو جائیگی۔ ہوش آنے کے بعد وہ پھول آپ کے پاس موجود پائے گئے۔ اور پانچ سال تک

وہ پھول تازہ رہے - پانچ سال آپ بھی زندہ رہے - آپ کے بعد آپ کا انتقال ہوا وہ پھول اوسوقت مرجھا گئے - اور حسب وصیت وہ پھول آپ کے سینہ پر مزار شریف میں رکھدئے گئے -

حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہٗ

حضرت سید شاہ امین بیابانی قدس سرہ کے انتقال کے بعد آپ اور آپ کے بھائی سید شاہ فاضل بیابانی انبڑ شریف سے حیدرآباد تشریف لائے - آپ نے اورنگ آباد میں علوم ظاہری کی تعلیم پائی - آپ نہایت کاملین سے ہوئے ہیں - صبح شام آپ سے خرق عادات ظاہر ہوتے تھے - آپ فرماتے تھے کہ ملک الموت مجھ سے پوچھ کر میری روح قبض کرینگے -

نواب راجبندری آپ کا بے حد معتقد تھا - آپ کو مع اہل وعیال راجبندری لے گیا اور مرید بھی ہوگیا - آپ وہیں تشریف رکھتے تھے -

ایک وقت کا ذکر ہے کہ قلّت بارش کی وجہ آثار قحط نمایاں ہوئے - گنگا ندی کا اور باولیوں کا پانی خشک ہوگیا - اوس زمانہ میں وہاں کا عہدہ دار بالا ایک انگریز تھا - اوس نے تمام مشائخوں کو جمع کیا اور کہا کہ سرکار نے آپ حضرات کو جاگیرات وغیرہ محض دعا ریاست کے لئے دے رکھی ہے - اب وقت دعا ہے - اگر اسی طرح امساک باراں رہیگا آپ حضرات کی معاشیں ضبط کردیجائیگی - سب لوگ پریشان ہوگئے - اور حضرت سے عرض کئے کہ لاج آپ کے ہاتھ ہے - آپ نے فرمایا کہ میری صرف ایک جاگیر ہے آپ حضرات کے جاگیرات زیادہ ہیں - لہذا آپ کو دعا کرنا چاہیئے - الغرض جب سب لوگوں نے مجبور کیا - آپ گنگا میں تشریف لے گئے اور دعا فرمایا - فضل الٰہی کہ اوسی وقت ابر آیا اور اسقدر پانی برسا کہ تھوڑی دیر میں گنگا کا پاٹ پور آگیا - حتیٰ کہ لوگوں نے آپ کو ندی سے اوٹھا لایا -

اکثر آپ اہل وعیال سے علیحدہ رہتے تھے اور کبھی کبھی دوپہر کو بہ قالب شیر نمودار ہوتے ہیں -

آپ کا انتقال راجبندری میں ہوا - آپ کی سجادگی آپ کے آل میں چلے آرہی ہے جن کے بعض فرز

قاضی پیٹہ آکر ہمارے حضرت سے فیضان خاندانی حاصل کئے اور حلقہ بیعت میں شامل ہوے۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہٗ

آپ جب انبڑ سے حیدرآباد تشریف لاے تو بلدہ میں حضرت سید قطب عالم بخاریؒ کی مسجد میں قیام گزیں ہوے۔ یہ مسجد قطب الملک کی زوجہ مسماۃ حیات ماں صاحبہ کی بنا کردہ ہے۔ یہاں آپ نے علم و فضل حاصل کیا۔ آپ کا رشد و صلاح و اتقا ہمیشہ حضرت سید قطب عالم موصوف کے پیش نظر رہتا تھا۔ موصوف صدر مفتی بلدہ اور متولی مسجد تھے۔ بلحاظ شرافت خاندانی و لیاقت علمی موصوف کا ارادہ حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ سے اپنی نبیری مسماۃ شہزادی بی صاحبہ منسوب کرنیکا ہوا۔ حضرت نے اپنے بڑے بھائی صاحب حضرت سید شاہ افضل بیابانی قدس سرہ سے اجازت حاصل کرکے قبول فرمایا۔ اور شادی ہوئی۔

حضرت سید قطب عالم صاحب بخاری نے داماد کو اپنے گھر رکھ لیا اسلئے کہ سواے ان صاحبزادی کے جن کو آپ سے شادی کردی تھی آپ کا کوئی اور وارث نہ تھا۔ خدمت قضارت ورنگل معہ تین مواضع جاگیر مشروط الخدمت ان داماد کے نام منتقل کرادئے۔ حضرت سید شاہ فاضل بیابانی اس وقت سے موضع قاضی پیٹہ میں اقامت اختیار کرئے۔ اب اس خاندان میں صرف ایک موضع قاضی پیٹہ جاگیر مشروط بقضاۃ باقی ہے۔

حضرت سید شاہ فاضل بیابانی قدس سرہ کی ایک صاحبزادی حضرت سید شاہ سرور حسینی صاحب سے جو حضرت سانگڑے سلطان مشکل آسان کے پوتے تھے منسوب ہوئیں۔ ان کے بطن سے ایک صاحبزادی تولد ہوئیں جو حضرت سید شاہ حسینی بادشاہ صاحب قادری الموسوی صاحبزادہ حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہم سے بیاہی گئیں۔ حضرت سید شاہ موسیٰ قادری قدس سرہ۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ درگاہات حضرات موسویہ قریب پل کہنہ حیدرآباد واقع ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ یہ خاندان ناچیز مؤلف کا ننیال ہے۔ اس سلسلہ کی بنا پر ہمارے حضرت نے اراضی بیوی صاحبہ مقطعہ

موقوعہ جاگیر قاضی پیٹہ جو حضرت سید شاہ حسینی بادشاہ صاحب قدس سرہ کو جہیز میں ملی تھی۔ میری شادی کے بعد مجھے سرفراز فرمادیا۔ بفضلہ تعالیٰ آج تک یہ قطعہ ان دو مقدس خاندانوں کے باہمی تعلقات رشتہ داری کی یادگار حضرت کا عطیہ علیٰ حالہٖ میرے قبضہ میں ہے۔

حضرت سید قطب عالم صاحب کے متعلق صاحب مشکواۃ النبوۃ فرماتے ہیں :-

آں زبدۂ بنی آدم آں قدوۂ ارباب کرم مشیخت پناہ حضرت سید قطب عالم است۔ حضرت ایشاں فرزند خلف سید میراں بخاری بودند در حیدرآباد در محلۂ یوسف چوک سکونت داشتند۔ از علماء وقت بود۔ در علم فصاحت و بلاغت نظیر نہ داشت۔ خدمت افتا حیدرآباد داشتند۔ نواب نظام الملک آصفجاہ مغفور بسیار توقیر ایشاں می کردند۔ عالم متبحر و فاضل زبردست بود۔ صاحب اخبار الانوار گوید ایشاں را اجازت مریدی و خلافت از پدر اوشاں رسیدہ بود۔ وے مرید و خلیفہ اکمل سید میراں محمد مدرس بود کہ در عہد عالمگیر بادشاہ مفتی بلدہ حیدرآباد بود۔ حاصل کلام ایشاں بعد وفات پدر بزرگوار بخدمت مذکورہ تلمذ کرد۔ بعدہ قائم مقام پدر شدند۔ طلبا را درس علوم می دادند و بآواز بلند تقریر علمی می کردند و را فضائل علمی صاحب تقویٰ و ریاضت بودند۔ نیز محقق وقت بود کہ اکثر مسائل صوفیہ را بتوجیہ حقیقت در قالب شریعت بیان می کردند۔ کسی کہ ارادہ می آوردند در سلسلہ قادریہ بیعت می نمودند۔ خود را قادری می گویانیدند۔ سہ صد شاگرد رشید داشت۔ در خلق و مروت ہمت و تواضع نظیر نہ داشتند۔ اکثر مردم را درس علم بہ کمال محبت می دادند۔ عالمی از ذات ایشاں فیض علم می برد۔

صاحب رسالہ پنج گنج می فرماید کہ حضرت ایشاں از صبح تا قریب دوپہر روز از وفات پدر درس مامور داشتے و درمیان درس حرف و حکایت دنیاوی کسے نگفتے۔ بسیار بزرگان بلدہ حیدرآباد خصوص لوائح و لمعات از و سند کردہ بودند۔ مادر شریفہ ایشاں از اولاد شاہ بہاء الدین باجن بود۔

عمر شریف یک صد و پنجسالہ بود۔ ایشاں را یک پسر بود مسمی سید حافظ میراں مرحوم۔

راوی گوید کہ وفات ایشاں در سال ایک ہزار یک صد و شصت و سہ ہجری واقع شد۔ چہارم ماہ شوال المکرم سنہ الیہ۔ قبر ایشاں زیر صحن مسجد سوق مسطور در حیدرآباد نزدیک پدر بزرگوار است رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت سید شاہ عبدالقادر بیابانی قدس سرہٗ

آپ بھی اولیاء کرام سے تھے۔

آپ نے اپنے آخر زمانہ میں ایک روز ارشاد فرمایا کہ مجھے غسل بیابانی ملاؤ۔ یہ ہمارا آخری نہانا ہے۔ نہاتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو پانی راستہ تک بہا یا نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ بہہ گیا۔ تب آپ نے غسل ختم کیا۔

اوسی شب میں علاقی رشتہ داروں نے آپ کو شہید کر ڈالا۔ آپ کے دو فرزند بھی آپ کے ساتھ شہید ہو گئے۔ آپ کی صاحبزادی حضرت قاسم بی صاحبہ بہت خورد سال تھیں۔ دایہ نے آپ کو بوریہ میں لپیٹ کر کونے میں کھڑا کر دی۔ اس طرح آپ بچ گئے۔ یہ قاسم بی صاحبہ محترمہ حضرت قدس سرہٗ کی والدہ ہیں۔

حضرت سید شاہ غلام حسین بیابانی قدس سرہٗ

آپ بھی اولیاء کاملین سے ہیں۔ بوجہ تعلق عقیدت آپ اکثر شکستہ دنیا قیام پذیر رہتے تھے۔ خانگی اوقات میں اکثر مستی و مدہوشی کا عالم رہتا تھا۔ دنیا سے بہت کم تعلق رہتا تھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی نسبت حضرت سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہٗ کی ہمشیرہ سے کی۔ اس طرح ان دونوں خاندانوں میں نسبتوں کا تبادلہ عمل میں آیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ حسب رواج ملک تاشہ کا جوڑا پہن کر دولہن کے گھر تشریف لے چلے تو راستہ ہی سے جوڑا پھاڑ پھاڑ کر فقراء پر تقسیم کرنا شروع کیا۔ دولہن کے گھر پہنچتے تک صرف استر باقی رہ گیا۔

یہ حال دیکھ کر لوگوں نے حضرت سید شاہ موسیٰ قادری صاحب علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ دولہا دیوانہ ہے عقد مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بڑا بزرگ ہے۔ میں جان بوجھ کر یہ نسبت کیا ہوں اور یہ بھی فرمایا کہ میں اپنی بہن دیرہا ہوں۔ کسی اور کی بہن نہیں دیرہا ہوں۔ بہرحال عقد منعقد ہوا اور دولہن گھر آ گئی۔

آپ کی عادت تھی کہ شب بھر بہ شغل ذکر الٰہی صحن میں ٹہلتے رہتے تھے اور دن کے وقت تنہا

بنگلہ میں بیٹھے رہتے - ماسوی اللہ کے طرف توجہ بہت کم رہتی تھی - ایک شب تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے محل مبارک اپنے حجرہ سے بہت ہی خائف باہر تشریف لائیں اور فرمانے لگے کہ حجرہ میں شیر نمودار ہوا ہے سب لوگ جمع ہو گئے - اتنے میں آپ آنکھیں ملتے ہوئے اوسی حجرہ سے باہر تشریف فرما ہوئے جب آپ سے لوگوں نے یہ ماجرا بیان کیا - آپ نے فرمایا کہ محل میں نیند کے آنکھوں سے ایسا دیکھے ہونگے -

اس موقع میں حضرت جلیل کا ایک شعر یہاں خوب پھبتا ہے -

علیؓ کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ اوس گھر کا ہر ایک بچہ   یہاں پیدا ہوا شیر خدا معلوم ہوتا ہے

ایک وقت آپ اپنے علاقہ کے کسی صاحب سے ایک سیلہ دھویا ہوا لیکر بجانب موضع راپرتی روانہ ہوئے - موضع راپرتی قاضی پیٹھ سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر ہے - وہاں جاکر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ہم یہاں مرنے آئے ہیں - کفن بھی ساتھ لائے ہیں - تم لوگ ہمارے لئے جگہ کا انتظام کریں - اور ہمارے موت کی اطلاع قاضی پیٹھ کو کردیں - لوگ سخن دیوانگی سمجھ کر اس بات کا کچھ اطمینان نہ کئے مگر اوسی شب حضرت کا انتقال ہو گیا - آپ کی قبر منور موضع راپرتی میں ہے -

ان کے تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ -

ایک صاحبزادی کمرخی گنبد کے سجادہ سے منسوب ہوئیں -

دوسری حضرت ملتانی بادشاہ صاحب بیدر شریف کے خاندان میں منسوب ہوئیں -

تیسری حضرت میرن شاہ صاحب ساکن ہنمکنڈہ سے منسوب ہوئیں -

حضرت میرن شاہ صاحب کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ہنمکنڈہ میں ایک سال قحط ہوا - حضرت میرن شاہ صاحب پانی لانے کے لئے تھانے کے طرف جارہے تھے - راستہ میں ایک شیر ملا جو اکثر ہنمکنڈہ والوں کو ستایا کرتا تھا - آپ نے شیر کا کان پکڑ لیا - اور فرمایا کہ کیوں بے پہلے ہی لوگ قحط سے پریشان ہیں - تو اور بھی اون کو پریشان کیا کرتا ہے - خبردار پھر یہاں نہ آنا - اوس روز سے وہ شیر ہنمکنڈہ میں نظر نہ آیا -

---

حضرت سید شاہ غلام محی الدین بیابانی قدس سرہٗ

آپ حضرت سید شاہ موسیٰ صاحب قادری قدس سرہ کے حقیقی بھانجے ہیں۔ آپ کو آپ کے چچا حضرت سید شاہ عبد القادر بیابانی قدس سرہ کی اکلوتی صاحبزادی منسوب تھیں۔

آپ عالم متبحر اور سالکانہ مشرب رکھتے تھے۔ آپ بعد فراغ علوم ظاہری نمکنڈہ سے قاضی پیٹھ تشریف لائے۔ ایک وقت کثرت بارش کی وجہ لوگ پریشان ہو گئے۔ لوگوں کا خیال ہوا کہ تالاب کا کٹہ ٹوٹ جائیگا۔ کیونکہ کٹہ پر سے پانی بہہ رہا تھا۔ سب لوگ حضرت سے دعا کے خواستگار ہوئے۔ آپ تالاب پر تشریف لے گئے اور وضو کر کے دعا فرمایا۔ اوسی وقت آپکی دعا مستجاب ہوئی اور پانی موقوف ہو گیا۔

آپ کے چار فرزند دو صاحبزادیاں تھیں۔ تا تقوں نے صغر سنی میں دو صاحبزادوں کا کام ختم کر ڈالا۔ ایک صاحبزادے جوانی میں رحلت کر گئے۔ بقیہ ایک صاحبزادے ہمارے حضرت قدس سرہ ہیں۔ صاحبزادیوں میں ایک صاحبزادی لاولد انتقال کئے۔ ایک صاحبزادی کی آل کا سلسلہ ہے۔

نوٹ:۔ جن بزرگوں کے تذکرے مشکواۃ النبوۃ سے نقل کئے گئے ہیں اون کے سنین زمانہ بھی کتاب موصوف سے برآمد ہو سکتے ہیں۔ اسلئے کہ صاحب مشکواۃ النبوۃ نے اپنے اجداد کرام کے ہم عصر بزرگوں کا ذکر ساتھ ساتھ کیا ہے۔ اسلئے سنین زمانہ ان بزرگوں کا برآمد ہونا چنداں دشوار نہیں۔

حضرت خواجہ عبد الوحید المعروف ابو لبیان سجانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔

واقف اسرار لی مع اللہ کاشف رموز انی انا اللہ مربع نشیں آسمان مکاشفت شمع شمستان مراقبت مخلع بخلعت فاخرہ سرمستی محلی بحلیۂ اعزۂ سرمدی یکہ تاز میدان وحدانیت بلند پرواز عرصہ گاہ ربوبیت مقبول بارگاہ صمدیت خلاصہ خاندان مصطفوی نقاوہ دودمان مرتضوی اجلہ سادات حسینی سرکردہ بزم عشاق زمانہ زینت بخشائے محفل رندانہ سلالۂ باریابان درگاہ ربانی محبوب محبوب سبحانی حضرت حافظ سید شاہ افضل بیابانی رفاعی القادری قدس سرہ العزیز

اللھم اجعلنا فی حفظہ واوصلنا الی برکاتہ وفیضہ آمین ثم آمین

باب اوّل

آپ کی طفلی وریاضت کے حالات

آپ کا وصال مبارک غدر دہلی سے تخمیناً چھ ماہ قبل یعنے ۱۲۷۳ھ ہجری میں بعمر مسنونہ ۶۳ سال ۲۷ صفر المظفر کو ہوا۔ اس حساب سے آپ کا تولد ۱۲۱۰ھ ہجری میں ہوتا ہے۔

حضرت قدس سرہ کی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ علیہا اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ آپ کی کیفیت بچپن ہی سے غیر معمولی نظر آتی تھی۔ صفحۂ پیشانی نورانی سے آثار کشف وکرامات ظاہر وباہر تھے۔

آپ فرماتی ہیں کہ ایک بار میں اپنے خالہ زاد بھائی حضرت سید مرتضیٰ حسینی صاحب کے گھر محلہ قطبی گوڑہ حیدرآباد دکن میں تھی۔ آپ صحن مکان میں ہم عمر بچوں میں کھیل رہے تھے۔ سب بچے صحن میں باؤلیاں بنا رہے تھے۔ آپ نے بھی ایک باؤلی بنایا۔ قدرت الٰہی کہ اوس میں پانی نکل آیا اور وہ گڑھا پانی سے

بھر گیا۔ اس کو دیکھ کر آپ کے ماموں صاحب نے آپ کی والدہ صاحبہ سے کہا کہ یہ آپ کا لڑکا
بفضلہ تعالیٰ خدا کا ولی اور صاحب کرامات ہوگا۔ ؎

یہ جس کی طفلی ہے اوس کا شباب کیا ہوگا

تعلیم و تدریس آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے والد ماجد قدس سرہ سے ہوئی۔ اس کے بعد آپ
حضرت فقیر اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بغرض تعلیم بمقام قلعہ ورنگل تشریف لیجانے لگے
آپ فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں ایک بار میں جب ورنگل جا رہا تھا۔ راستہ میں شام ہوگئی اور آدمی پیچھے
رہ گئے۔ میں جب گنج شہدا پہونچا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک جماعت کثیر جن کے ساتھ مشعلیں روشن
ہیں میرے آگے پیچھے چل رہی ہیں۔ جب میں قلعہ پہونچا وہ مجمع شہدا غائب ہوگیا۔

اور ایک واقعہ بھی اس طرح ارشاد فرماتے تھے کہ قلعہ میں ایک فقیر مست برہنہ پڑے رہتے
تھے۔ اور وہ کبھی کبھی ہمارے اوستاد کے پاس بھی آیا کرتے تھے۔ اوستاد اون کی تواضع کھانے
پینے سے کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت اوستاد صاحب کہیں دعوت میں تشریف لے گئے اور مجھ سے
فرما گئے کہ اگر وہ فقیر صاحب آئیں تو اون کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانا اور پانی پلانا۔ کچھ عرصہ میں وہ
فقیر صاحب تشریف لائے۔ میں حسبہٗ عمل کیا۔ شاہ صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے
اولیاء اللہ کو بڑی قوت دی ہے۔ وہ ایک جگہ مرکر دوسرے مقام پر ظاہر ہو سکتے ہیں۔ مجھے یہ خیال ہوا
کہ شاہ صاحب ایسا کیوں ارشاد فرما رہے ہیں۔ چندہی روز کے بعد وہ شاہ صاحب نے ایک روز
ہمارے اوستاد سے فرمایا کہ اب ہم مرتے ہیں اور آپ کو وصیت کرتے ہیں۔ اوستاد صاحب نے
کہا کہ ابھی آپ ارادہ نہ فرمائیں۔ آپ کی برکت ہے۔ شاہ صاحب نے کہا۔ نہیں اب ہم جائینگے۔
وصیت یہ ہے کہ ہماری نعش کو غسل و کفن نہ دیا جاے اور نہ دفن کیا جاے۔ پیر میں رسی باندھ کر
اس قلعہ کے اطراف پھرایا جاے اور پھر کوٹھے پرے جا کر ڈال دیا جاے۔ ایسا ہی ہوا کہ دوسرے
روز صبح اون کا انتقال ہوگیا۔ سب لوگ جمع ہوے۔ اون کے معتقدین نے بہت کچھ تکلف کرنا چاہا
ہمارے اوستاد صاحب نے فرمایا۔ میں بھی کچھ انتظام کر سکتا ہوں۔ مگر حضرت شاہ صاحب کی وصیت کے خلاف

پس اسپر عمل ہونا چاہیئے - جب شام ہوگئی کچھ لوگ محافظت نعش کے لئے شب میں بیٹھے رہے - تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ نعش کے سب اعضا علیحدہ علیحدہ ہو رہے ہیں اور پھر ایک ایک عضو غائب ہونا شروع ہوا - یہاں تک کہ سب اعضا غیب ہو گئے - محافظین نعش نے شب میں ہی یہ کیفیت پھیلا دی اور خود بھی اپنے اپنے مکانوں کو چلے گئے - تیسرے روز جب زیارت ہو رہی تھی اور لوگ جمع تھے - چند سوداگر بھی وہاں پہونچ گئے جو اوسی وقت بلدہ سے آئے تھے - اون سوداگروں نے بیان کیا کہ یہ شاہ صاحب کل ہم سے راگیاپور میں ملے اور باتیں کئے ہیں - غالباً راگیاپور سابق میں رگھوناتھ پلی کا نام تھا - ہم نے کہا کہ آپ کی ذات ورنگل میں ہمارے لئے موجب امن وعافیت تھی آپ نے فرمایا - نہیں میں اب حیدرآباد جا رہا ہوں - تم لوگ نعمت اللہ شاہ صاحب سے ہمارا عشق کہنا اور شاہ افضل بیابانی کو دعا اور باقی سب سے کہدینا کہ میں خیریت سے ہوں - حیدرآباد جا رہا ہوں -

حضرت قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب حضرت نعمت اللہ شاہ صاحب کی تعلیم سے مجھے کچھ سواد سواد پیدا ہوا اور شوق زیادہ ہوا - اوسی زمانہ میں والد ماجد کا انتقال بھی ہو گیا - لہذا میں بغرض حصول علم قاضی پیٹھ سے حیدرآباد کا ارادہ کیا -

راستہ کا بھی ایک عجیب قصہ آپ فرماتے تھے کہ راستہ میں یکایک آپ کو خناق کی شکایت ہوگئی جس میں گلے بھر جاتے ہیں) - آپ کو پیاس بھی لگ رہی تھی - آپ نے کسی چشمہ کے طرف ارادہ کیا - وہاں پہونچے تو ملاحظہ فرمایا کہ چشمہ کے ایک طرف شیر اور دوسری طرف خنزیر کھڑے ہوئے ایک دوسرے پر غرّا رہے ہیں - آپ فرماتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر خائف ہوا - اتنے میں دیکھا کہ وہاں ایک بزرگ سیاہ فام کھڑے ہوئے ہیں - جنہوں نے مجھے ایک روٹی عنایت کی - میں وہ روٹی کھالیا - بعد معلوم ہوا کہ وہ حضرت خضر علیہ السّلام تھے -

حیدرآباد پہونچ کر آپ قطبی گوڑہ میں اپنے ماموں سید مرتضی حسینی صاحب کے مکان میں قیام پذیر ہوئے - آپ فرماتے ہیں کہ پہلے میں مولوی قطب الدین صاحب سے پڑھنا شروع کیا - اس کے بعد مولوی حافظ سید صدرالدین صاحب سے حصول درس شروع کیا - یہ دونو اساتذہ اپنے وقت کے عالم متبحر

اور باخدا بزرگ تھے ۔

آپ فرماتے ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ ان ہی اساتذہ سے میں علوم دینیہ سے فارغ اور حافظ قرآن شریف ہوا ۔

فیضان ابتدائی آپ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں اکثر حضرت سید شاہ غلام علی صاحب قادری الموسوی کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا کرتا تھا ۔ جو رشتہ میں میرے تایا ہوتے تھے ۔ ایک روز آپ آرام فرما رہے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا ۔ دیکھا کہ آپ کا قلب شریف ذکر کلمۂ طیب سے جاری ہے ۔ حضرت جب بیدار ہوئے ۔ میں حضرت کے اطراف پھر کر دست بستہ کھڑا ہو گیا ۔ حضرت نے پوچھا ۔ تم نے کچھ دیکھا ہے ۔ میں نے عرض کیا ۔ جی ہاں حضرت کا قلب شریف بعالم نوم ذکر کلمۂ طیب سے جاری تھا ۔ اوس وقت حضرت نے ہدیہ دعا ارشاد فرمایا کہ " الٰہی جیسا میرا حال ہے ان کا حال بھی ایسا ہی فرما " اور ذکر کلمۂ طیب کی تلقین بھی فرمائی ۔

حضرت قدس سرہ فرماتے تھے کہ منجملہ علوشان حضرت سید شاہ غلام علی صاحب قادری الموسوی یہ تھا کہ سفتہ میں ایک بار حضرت خضر علیہ السّلام آپ کی ملاقات کو آیا کرتے تھے اور آپ کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ سالہا سال آپ نے کبھی آرام نہ فرمایا ۔

حضرت قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مولانا مولوی حافظ صدرالدین صاحب سے راہ خدا کا طالب ہوا ۔ مولانا موصوف بہت بڑے صاحب حال تھے ۔ ارشاد فرمایا کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ آپ پہلے مجازاً اپنا دل کسی سے وابستہ فرمائیں ۔

حضرت مولانا حافظ سید صدرالدین صاحب بسا بزرگ اور بڑے صاحب تقوی تھے چنانچہ آپ کے تقوی کا ایک حال کتاب محامد حمادیہ جلد دوم میں مسطور ہے کہ ایک روز آپ بھاجی خرید لائے ۔ گھر پر آکر دیکھے تو ایک یا دو کٹے زیادہ تھے ۔ اب اس خیال سے کہ اس میں جو کٹہ زیادہ ہے وہ معلوم نہیں کہ کونسا ہے ۔ بھاجی نہیں پکوایا ۔ دوسرے روز سب کٹے لیکر بھاجی والی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تیرا کونسا کٹہ ہے اس میں سے نکال لے ۔ اوس نے عرض کی کہ

ہم ہاد تا ایک دو زاید دے دیتے ہیں۔

آپ کے اور بہت احوال مبارک ہیں جو کتاب مذکور میں مندرج ہیں۔

آپ اس مکترین مؤلف کے دادا حضرت سید زردعلی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے حقیقی نانا ہیں۔

حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بجانب میدک چل نکلا۔ راستہ میں موضع پاپنا پیٹھ کی پہاڑی میں کچھ توقف کیا۔ اتفاقاً وہاں ایک رنگریزنی مسماۃ رکنابائی پر نظر پڑی۔ بتاثیر برکت ارشاد حضرت مولانا موصوف میرا دل رکنابائی کا وابستہ ہوگیا اور حالت دگرگوں ہونے لگی۔ ایک قدرتی معاملہ تھا کہ رشتۂ الفت روز بروز قوی ہوتا گیا۔ حالت یہ ہوگئی کہ دن بھر پہاڑی میں رہوں شب بھر اوس کے دروازہ پر کھڑا رہوں۔ سب لوگوں کو میرے اس حال کا علم ہوگیا۔ اوس کا خاوند مجھے کچھ نہ کہتا تھا۔ ایک روز اوس کے خاوند نے مجھے چپت بھر کر دیا۔ اوسی روز سے مجھے چپتے کی عادت ہوگئی۔ اسی طرح چھ ماہ گزرے۔ چھ ماہ کے بعد رکنابائی کا انتقال ہوگیا۔ میں بھی اوس کی میت کے ہمراہ گیا اور نعش جلانے تک کھڑا رہا۔ اس کے بعد پھر بلدہ واپس آگیا اور پھر بلدہ سے قاضی پیٹھ مراجعت کیا۔

ریاضات ومجاہدات عشق مجازی کی آگ قلب میں روشن ہوگئی تھی اوس کا اس قدر استیلا ہوا کہ عشق حقیقی اپنے طرف کھینچا۔

توئی مطلوب گر مشغول غیرم توئی معبود گر نزدیک دیرم

العشق نارٌ اذا وقع فی القلب فیحرق ماسوی المحبوب

جب آپ قاضی پیٹھ پہونچے۔ موضع بھٹ پلی کے پہاڑ میں ۱۲ سال تک شب بھر مشغول عبادت الٰہی رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اکثر میرے پاس بھیڑیئے رہا کرتے تھے۔ میں اون کو ہٹا دیا کرتا تھا۔ سالہا سال آپ وہاں نماز معکوس ادا کئے ہیں۔ اور عشق الٰہی میں ہمیشہ روتے رہتے تھے۔ وہاں آپ کی پشت مبارک پر دیمک چڑھ گئی تھی۔ زخم پڑ گئے تھے۔ بعض لوگوں نے اس کا معائنہ بھی کیا ہے۔ ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ

آپ کی پشت مبارک جیلنی کے موافق ہوگئی تھی -

حضرت قدس سرہ اوس زمانہ میں بے انتہا متقی اور عالم استغراق میں رہتے تھے - ایک بار حضرت کے زانو پر چولہے سے آگ گر گئی اور گوشت میں گھس گئی - حضرت قدس سرہ کو اوس کا احساس تک نہ ہوا - دن میں آپ موضع میں تشریف لایا کرتے تھے - ایک بار آپ نے دھکتی ہوی آگ دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کیا یہ آگ جلاتی ہے - اور اپنا دست شریف انگیٹھی میں گھسا دیا - دست شریف پر کچھ اثر سوزش ظاہر نہوا - آپ پہاڑ بوڑ اگٹہ اور نمکم تالاب کوٹ چرو اور اوس کے قریب کی چٹان پر بھی مشغول یاد الٰہی رہے ہیں - آپ فرماتے تھے کہ جب میں اوس چٹان کے پاس مشغول رہتا - وہاں ایک جن قوی ہیکل ہمیشہ سامنے حاضر رہتا تھا اور فرمانبرداری کا منتظر رہتا تھا -

موضع قاضی پیٹھ کے تالاب بندم کے آخر پر بھی ایک چٹان ہے - وہاں پہلے گنجان پلاس بن تھا - آپ نے وہاں بھی ذوق و شوق الٰہی میں ایک زمانہ گزارا ہے -

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ ایک بار آپ نمکنڈہ سے قاضی پیٹھ تشریف لارہے تھے - میں بھی ساتھ تھا - جب آپ تالاب بندم پر پہونچے - فرمایا کہ جب ہم اس پتھر پر یاد الٰہی میں رہتے تھے ایک پلاس کے درخت کو بتلا کر ارشاد فرمایا کہ اس درخت پر بھی کچھ دیکھے ہیں - اور اوس جھاڑ کو لپٹ کر آپ رونے لگے - یہ سنت انبیا ہے - حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی پہلی مرتبہ تجلی ذات الٰہی پہاڑ پر اور دوسری مرتبہ درخت پر ہی ہوی ہے -

حضرت قدس سرہ بھی اوس پتھر پر مورد تجلیات ذات الٰہی ہوے ہیں - اور آپ کو اوس درخت پر بھی تجلیات ہوے ہیں - آپ شب بھر میں اوس جگہ چار سجدے کرتے تھے - ایک سجدہ میں جب استیلا انوار ذات الٰہی کا ہوتا اوس کے شکریہ میں دوسرا سجدہ کرتے - علیٰ ہذا چار سجدوں میں صبح ہوجاتی تھی - حضرت قدس سرہ کے مریدین اوس پتھر کو کوہ طور ثانی کہتے ہیں -

یہ حضرت کی علو شان تھی کہ اس طرح مسلسل تجلیات الٰہی کا ورود آپ پر ہوا کرتا تھا - ورنہ مراتب ولایت تو یہ ہیں کہ کسی ولی کو عمر میں ایک مرتبہ کسی کو عمر میں دو مرتبہ یہ شرف و امتیاز حاصل ہوا ہے وہ

اسی میں مست رہتے ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ نے آپ کو کامل اور اکمل درجہ ولایت پر فائز اور سرفراز فرمایا اس
لحاظ سے ہر وقت وہر آن تجلیات ذاتی سے سرفرازی ہوتی رہی۔ ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ
ذوالفضل العظیم۔

ظہور تجلیات کے متعلق حضرت پیرو مرشد قبلہ اور بعض واقعات اس سے زیادہ بھی ارشاد فرمائے گئے
جو حیطہ تحریر میں نہ آسکے۔

فیضان حضرت غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں بھٹ پلی کے پہاڑ میں مغلوب الحال
اور محو انوار الٰہی رہتا تھا۔ ایک روز بفضل ایزدی سواری مبارک حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی پیران
پیر غوث الاعظم دستگیر سیدی میراں محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوی۔
اور مجھے دولت سرمدی سے سرفراز فرمایا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنا پاک کھاندا حضرت رضؓ کی پالکی مبارک کو دیا۔ اس کے بعد آپ کی پرورش
باطنی ذات مبارک حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلا توسط ہونے لگی۔

جب آپ یہ فیضان غوثیہ محبوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دولت سرمدی سے سرفراز ہوے۔ آپ کا ارادہ
ہوا کہ زمانہ آپ کے انوار و برکات و فیض سے بہرہ یاب ہو۔ چنانچہ اس کا سلسلہ اس طرح شروع ہوا کہ
اوس زمانہ میں رسالہ کنٹنجنٹ کا مقام ہمکنڈہ قرار پایا۔ اور رسالہ بالعموم اچھے خاندانی اشخاص سے
ماموور تھا۔ جن میں بعضوں کو خدا طلبی کا شوق بھی تھا۔

باب دوم

فیض یابی اہل زمانہ کے حالات

یوں تو حضرت قدس سرہ کے فیض یافتہ اور مریدین بہت تھے۔ مگر ان میں بعض اشخاص کو درجۂ امتیاز حاصل ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں کہ آپ کے فیض سے کمال درجہ سرفراز اور دولت معنوی سے پوری طرح مالامال ہوئے۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ حضرت قدس سرہ کے دستِ شریف پر تخمیناً بیس ہزار اشخاص شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ کی لب لگائی ہوئی مصری کھا کر تخمیناً دو ہزار اشخاص حلقۂ بیعت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کئے۔

واضح ہو کہ مریدی کے دو قسم ہیں۔ ایک یہ کہ صرف داخل سلسلہ ہوجانا۔ دوسری یہ کہ وصول الی اللہ کا راستہ سیکھنا۔

شیخ کی جانب سے تربیت بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تربیت ریاضت کہ شیوخ مریدین سے ریاضت ذکر و شغل مجاہدۂ نفس لے کر واصل حق کرتے ہیں۔ دوسری تربیت ہمت کہ شیخ محض اپنی ہمت اور توجہ سے مریدین کو فائز الی المطلوب کردیتا ہے۔ اس میں مرید سے ریاضت و مجاہدہ نہیں لیا جاتا۔ یہ طریقہ تربیت کا مخصوص ہے۔

حضرت جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

بمیخانہ جامی نہ از خود رود   مگر ہمت شیخ او می برد

عادت الٰہی یہی ہے کہ کمالات باطنی سوائے وسیلۂ شیخ کے میسر نہیں آتے۔ کتب سیر و تصوف و سلوک دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بجز دستگیری شیخ کامل وصول الی اللہ ناممکن ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

محض قرآن وحدیث پڑھ کر کوئی شخص کامل اور ولی نہیں بن سکتا - جیسے کہ کوئی شخص محض علم طب پڑھ کر طبیب نہیں بن سکتا - تا وقتیکہ کسی طبیب کے ہاتھ پر تجربہ نہ حاصل کرے -

حضرت قدس سرہ کے فیضان راہ نمائی وارشاد رہبری سے راہ خدا طلبی میں موصل الی اللہ ہونے والے حضرات کے اسماء شریف یہ ہیں :-

حضرت محمد خاں صاحب - حضرت شمس الدین خاں صاحب - حضرت نامدار خاں صاحب - حضرت مرزا زلفن بیگ صاحب - حضرت مولوی حاجی محب اللہ خاں صاحب - حضرت بڑے میاں صاحب - حضرت سید عبدالرحیم صاحب - حضرت سرور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہم اجمعین -

حضرت محمد خاں صاحب و حضرت شمس الدین خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہما

حضرت محمد خاں صاحب - حضرت قدس سرہ کے پہلے فیض یافتہ ہیں - آپ کو خدا طلبی کا شوق تھا شیخ کامل کی تلاش رہتی تھی - اسی تلاش میں اکثر مقامات پر آپ حاضر ہوا کرتے تھے - دیوان حافظ کے اشعار پڑھنا اور اس کے مطالب سمجھنا ہمیشہ مطمح نظر رہتا تھا - جب آپ نمکنڈہ میں رسالہ کے ساتھ تشریف لائے - کسی صاحب کی لیاقت کا شہرہ سن کر دیوان حافظ کے بعض اشعار کا مطلب پوچھنے اون کے پاس گئے - وہ صاحب نے مطالب بیان کیا - اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ قاضی پیٹھ میں جو قاضی صاحب رہتے ہیں وہ دیوان حافظ کے مطالب خوب بیان کرتے ہیں - آپ وہاں تشریف لے جائیں تو مناسب ہوگا - خاں صاحب ایک روز قاضی پیٹھ حاضر ہوے - حضرت قدس سرہ نے اونہیں دیوان حافظ کیا پڑھایا عشق و محبت کا اصلی سبق پڑھا دیا - سوزش محبت قلب مشتاق میں پیدا ہو گئی -

باشد بہر یکے را تعیین قبلہ گاہے ۔۔۔ من قبلہ راست کردم ہر طرف کج کلاہے

جب آپ قاضی پیٹھ سے نمکنڈہ واپس ہوے - حضرت نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں گھوڑوں کا چنا گلی میں بھر رہا تھا - مجھ سے مخاطب ہو کر محمد خاں صاحب نے فرمایا - بھائی نامدار میں ایک

اچھی جگہ دیکھ کر آیا ہوں تو بھی چل - میں نے کہا - بھائی تم ایسا ہی دیکھا کرتے ہو - مجھے معاف رکھو - اب تو مجھے پیٹ بھرنے کا کام ہے - محمد خاں صاحب میرے کام میں شریک ہو گئے اور فرمانے لگے تم چلو تو سہی - پھر حضرت محمد خاں صاحب اور حضرت نامدار خاں صاحب دونوں مل کر قاضی پیٹھ آئے -

نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ محمد خاں صاحب راستہ میں قاضی پیٹھ کے طرف مسلسل سجدے کررہے تھے -

بمقامی کہ نشان کف پائے تو بود   سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہم دونوں قاضی پیٹھ پہونچے - محمد خاں بھائی تو روتے ہوئے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے - حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ کیا خاں صاحب آپ حقہ پیتے ہیں - میں نے عرض کیا - جی ہاں - حضرت نے اپنے دست مبارک سے حقہ بھر کر مجھے عنایت فرمایا اور میں بے تمیزی سے حضرت ہی کے سامنے پی لیا - پھر ہم دونوں رسالہ کو واپس آ گئے - بعد واپسی میں نے محمد خاں صاحب سے کہا کہ آپ حضرت کے سامنے کچھ بات نہ کئے - آپ نے فرمایا -

اگر یک سر موئے بر تر پرم   فروغ تجلی بسوزد پرم

محمد خاں صاحب کی عادت تھی کہ ہمیشہ حضرت قدس سرہ کے روبرو روتے رہتے تھے - اشک مسلسل جاری رہتا تھا - عاشق صادق تھے - زاہد و متقی شب زندہ دار بھی تھے -

حضرت نے ادن سے پہلے پہلے بہت آزمائشیں کیں - اکثر جھڑک دیا کرتے تھے - اور اپنے پاس آنے سے منع فرماتے تھے -

بالآخر حضرت کا اثر فیض خاں صاحب کے طرف متوجہ ہوا - کچھ زمانہ ذکر و شغل میں معروف و مشغول رہے - پھر آپ ریاضات شاقہ میں ایسے منہمک ہوئے کہ ۱۲ سال شب زندہ دار رہے - پھر تو مست رہا کرتے تھے - ستر کا تک خیال اٹھ گیا - ملازمت - گھر بار سب چھوٹ گیا - ادن کے رشتہ داروں کو ناگوار ہونے لگا اور یہ خیال ہوا کہ یہ سحر کا اثر تو نہیں ہے - ایسی حالت دیکھ کر شمس الدین خاں صاحب جو محمد خاں صاحب کے چھاٹے بھائی تھے - حضرت قدس سرہ کی

خدمت میں بہ ارادہ سیاحت حاضر ہوئے۔ اور حضرت سے کچھ سوالات کئے۔ آپ نے کچھ التفات نہ فرمایا
جب آپ گھر میں تشریف لے جانے لگے اور دروازہ تک پہونچے۔ شمس الدین خاں صاحب وہاں
پہونچ کر حضرت پر مصر ہوئے۔ دروازہ کے قریب ایک باؤلی تھی۔ حضرت نے خاں صاحب سے
فرمایا کہ اس میں تمہارا جواب ہے دیکھ لو۔ دیکھتے ہی شمس الدین خاں صاحب کی حالت دگرگوں
ہو گئی۔ کپڑے پھاڑ کر بھاگ نکلے۔ اور بھٹ پلی کے پہاڑ میں جا بسے۔ ع

جس پر نگاہ پڑ گئی دیوانہ کر دیا

خاں صاحب اوس پہاڑ میں دو مہینے رہے۔ اس مدت میں بجز غذائے روحانی کچھ کھائے
نہ پیئے۔ ان کے رشتہ داروں کے حضرت پر تقاضے ہونے لگے۔ بالخصوص نسبتی بھائیوں نے
حضرت کو بہت تنگ کر دیا کہ ان کو بلا لیا جائے۔ بالآخر تنگ آکر حضرت نے اون کو بلا لیا۔

حضرت پیر و مرشد قبلہ فرماتے ہیں کہ وہ پہاڑ میں محو تجلیات و انوار الٰہی رہتے تھے۔ اس لئے
کبھی اون کو غذائے دنیاوی کی خواہش نہیں ہوئی۔

خاں صاحب فرماتے تھے کہ ایک روز سیتا پھل بیر نے قریب کے جھاڑ کا پکا ہوا نظر آیا۔ اوس کے
طرف نفس مائل ہوا۔ مگر حفاظت شیخ کامل کی تھی۔ یہ خیال آیا کہ غذا تو دنیا کے اعتبار سے موضوع ہے
لہذا اس سے باز رہنا چاہیئے۔ غرض جب ساتواں روز ہوا۔ خاں صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ پہاڑ میں
ایک آواز آئی شمس الدین اب آجاؤ۔ میں متحیر ہو گیا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے اور خیال کیا
کہ اب بستی کو تو نہ جاؤں گا۔ پھر آواز آئی شمس الدین اب آجاؤ۔ یہ آواز معلوم ہوتا تھا۔ کہ
حضرت قدس سرہ کی آواز ہے۔ پھر بھی مجھے وہاں سے اوٹھنے میں توقف رہا۔ پھر تیسری آواز
آئی اور ساتھ ہی اوس کے بھوک اس شدت کی معلوم ہوئی کہ میں وہاں نہ ٹھیر سکا۔ جب آپ پہاڑ سے
آئے۔ حضرت قدس سرہ نے آپ کے رشتہ داروں کو لے کر راستہ پر استقبال فرمایا اور اون کے سر کے
بال دو ماہ کے اپنے سامنے حلق کروا ئے اور خود ہی لے لئے۔ آپ کو کبھی جذب اور کبھی سلوک رہتا تھا
یہ دونوں بھائی صاحب کرامات و خرق عادات ہوئے ہیں۔

حضرت پیرو مرشد قبلہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت قدس سرہ کا دریائے عشق الٰہی عجیب طرح جوش زن تھا۔ فیضان عام کی اور عقیدتمندوں کی کثرت کی وجہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت ہی آبادی میں رہ سکینگے نہ آپ کے عقیدتمنداں وارادتمنداں رہ سکینگے۔

چنانچہ ایک بار حضرت قدس سرہ کی والدہ ماجدہ نے میر تراب علی صاحب جمعدار ساکن نمکنڈہ کے پاس جو حضرت کے برادر نسبتی اور مرید تھے کہلا بھیجیں کہ آپ لشکر نمکنڈہ کنٹنجنٹ میں جاکر محمدؐ خاں صاحب وغیرہ سے فرمائیں کہ تم لوگوں کے آنے سے میرے فرزند بے قابو ہوجاتے ہیں - تم لوگ آئندہ قاضی پیٹہ نہ آویں - والا تم سے خدا کے پاس مواخذہ ہوگا -

پیرو مرشد قبلہ فرماتے ہیں - کہ میں بھی ماموں میر تراب علی صاحب کے ساتھ رسالہ گیا - اگرچہ میں کم عمر تھا مگر مجھے یاد ہے کہ محمدؐ خاں صاحب روٹی پکارہے تھے - آٹے میں نمک کے ساتھ راکھ بھی شامل تھی -

حضرت نامدار خاں صاحب

اسی موقع میں حضرت نامدار خاں صاحب بھی بیعت سے مشرف ہوگئے - یہ خاں صاحب بھی حضرت سے فیضان خاص حاصل کئے ہیں اور صاحب معنی ہوے ہیں -

خاں صاحب فرماتے ہیں - کہ ایک مرتبہ میں حضرت کے ساتھ تھا - حضرت تالاب بندم پر تشریف لے گئے - میں دیکھا کہ وہاں ایک بزرگ نمودار ہوے - وہ بزرگ اور حضرت دونوں آپس میں بڑی دیر تک بانک کھیلتے رہے - کوئی کسی پر غالب نہ آتا تھا - دونوں حضرات برہنہ تھے - فقرائی لنگوٹ کسا ہوا تھا - کچھ دیر بعد وہ بزرگ غیب ہوگئے اور حضرت نے اپنی دولت سرا کے طرف ارادہ فرمایا -

خاں صاحب کہتے ہیں کہ میں راستہ میں حضرت سے پوچھا کہ وہ دوسرے بزرگ کون تھے - آپنے فرمایا کہ وہ حضرت شاہ بو علی قلندر تھے - رحمتہ اللہ علیہ -

نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ مرید ہونے کے بعد میں خواب دیکھا کہ حضرت کے ساتھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا ہوں - حضرت آگے ہیں - اور میں پیچھے کھڑا ہوں - حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد مبارک فرما رہے ہیں۔ کہ بیٹا سید افضل تم نے ان کو جو مرید کیا۔ ہم کو معلوم ہوا۔ حضرت ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں کہ میں بھی آپ کا ہوں یہ بھی آپ کا ہے۔

مرزا زلفن بیگ صاحب علیہ الرحمۃ

آپ بھی طالب صادق تھے۔ رسالہ کی نوکری کے بعد روزانہ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور نظر فیض اثر کے طالب رہتے تھے۔ مگر حضرت کچھ التفات نہ فرماتے تھے۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ تمہارے حصہ میں نہیں ہے۔ میں مجبور ہوں۔ مگر مرزا صاحب نے دامن نہ چھوڑا۔ برابر حاضر ہوتے رہے۔ اتفاقاً اوسی زمانہ میں وہاں سے رسالہ کی برخواست کا حکم ہوا۔ مرزا صاحب حاضر ہو کر عرض کئے کہ اب رسالہ کے ساتھ غلام بھی جائیگا۔ اب تو رحم فرمائیے۔ حضرت نے پھر بھی وہی مجبوری ظاہر فرمائی۔ بالآخر رسالہ نکمنڈہ سے روانہ ہوا اور مڑیکنڈہ پر بطور منزل جا اترا۔ جناب مرزا صاحب مڑیکنڈہ سے رخصتی ملاقات کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوے اور قدم مبارک پکڑ کر خوب روئے۔ اور نعلین (چپل) اوٹھا کر آنکھوں سے لگائیے اور زار زار رونے لگے۔ اور نعلین چاٹنے لگے۔ بے انتہا بے خود ہو گئے۔ جس کا اندازہ تحریر سے خارج ہے۔ پھر اسی حالت میں مرزا صاحب یہ شعر پڑھتے ہوے رخصت ہوے۔

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل　　　　که خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

جب یہ شعر پڑھتے ہوے چیخیں مارتے ہوے مرزا صاحب تھوڑی دور واپس گئے۔ حضرت کو رحم آ گیا۔ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ مرزا صاحب حاضر ہوے۔ آپ نے فرمایا۔ آج تم رہ جاؤ۔ اگر پروردگار تم کو قبول نہ کریگا تو میں سر زمین میں گاڑ دونگا۔ مرزا صاحب بے انتہا خوش ہوے اور ایک شب رہ گئے۔ اور بتوجہ و فیضان حضرت قدس سرہ اوسی شب میں منتہاے دولت فقر یعنی دیدار الٰہی سے سرفراز ہوے۔

یک تیری نظر کرم نے خواجہ بندہ نواز　　　　ذرہ کو خورشید اور قطرہ کو دریا کر دیا

مقام ناز و محبوبیت حضرت قدس سرہ کا ہے۔ جو کاملین اولیاء اللہ کو سرفراز ہوتا ہے۔

اس کے بعد تو مرزا صاحب کی حالت یہ ہو گئی کہ اینٹ سرہانے اور اثاث البیت میں صرف ایک بوریا اور ایک مٹی کی ٹھلیہ۔

خشت زیر سر و بر طارم ہفت اختر پا ۔۔۔ دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی

گھوڑے کی سلحداری پندرہ سو میں فروخت کر کے تین سو روپیہ بھوپالی کو دے بقیہ بارہ سو کی پوری رقم گنبد مبارک کے انڈے کی تعمیر میں لگا دئے۔

سالکا اسلام گر آسان بودے ۔۔۔ ہر کسی چوں شبلی و ادہم شدے

حاجی مولوی حضرت محب اللہ خان صاحب

یہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور شاگرد تھے۔ عالم، فاضل، بڑے متقی بزرگ تھے اور طلب مولیٰ میں سوزش دروں بھی رکھتے تھے۔

حضرت مولانا علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد جب حضرت قدس سرہ کی شہرت سنی۔ نامدار خاں صاحب سے خواہش کی کہ مجھے بھی حضرت کے بارگاہ میں پہونچائیں۔ خاں صاحب نے کہا کہ میں دورسے بتلا دونگا۔ دونوں مل کر رسالہ سے قاضی بیہٹہ آئے۔ دولت خانہ میں حضرت تشریف نہ رکھتے تھے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ بازو کے چبوترے کے مکان میں تشریف رکھتے ہیں۔ وہاں جاکر دیکھتے تو صحن مکان میں اوکلی پر حضرت آرام فرما رہے ہیں۔ آدھا جسم اوکلی پر ہے اور آدھا زمین پر ہے۔ ع۔

ہے ہمارے شاہ کو طرز فقیرانہ پسند

حضرت کا حال مبارک ایسا ہی تھا کہ کبھی جذب رہتا تھا۔ کبھی سلوک۔ کبھی مکان میں تو کبھی گھوڑے پر۔ کبھی کسی چھپر پر تو کبھی درخت املی کے نیچے زمین پر۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ۔۔۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

انکساری حد سے زیادہ تھی۔ جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے تو صف نعال میں بیٹھ جاتے۔

مسلک یہی طرح کا تھا۔ لباس بالعموم دوش مبارک پر کمبل، پیر میں چپل، موٹا تہہ بند، پلاس کا چھتہ۔

ع۔ خاکساری غرور ہے مرا

ہاں۔ جب نمکنده نماز جمعہ کے لیۓ یا کسی دعوت یا ملاقات کے لیۓ تشریف لے جاتے سفید انگرکھا سفید عمامہ استعمال فرماتے۔ اسلیۓ کہ خدمت قضاءت کا تعلق تھا۔

غرضکہ نامدار خاں صاحب نے محب اللہ خاں صاحب کو دور سے بتلا دیا کہ آپ کے مطلوب و مقصود حضرت قدس سرہ یہی ہیں۔ حاجی صاحب مؤدب سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت جب بیدار ہوۓ اون کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ جناب آپ میرے پاس کیا دیکھے جو تشریف لاۓ۔ ایک دیوانے بیاؤ نے کے کہنے کو آپ کس طرح باور کیۓ۔ واپس جاۓ تو مناسب ہے۔ حاجی صاحب ساکت بیٹھے رہے اور پھر رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد نامدار خاں صاحب، حاجی صاحب سے مل کر دریافت کیۓ کہ آپ نے حضرت پیرو مرشد کو کیسا پایا۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ کیا کہوں ہزار ہا بزرگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا مگر حضرت کو سب سے نرالا پایا۔ بس۔ اب حاجی صاحب اکثر حضرت کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے اور حضرت اونہیں جھڑک دیا کرتے تھے۔ ایک روز یہ بھی ارشاد ہوا کہ حاجی تنا مجھے لوگ بدنام کرتے ہیں۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ میں کچھ خدا کا راستہ نہیں جانتا۔

حاجی صاحب نرے مُلّاہی نہ تھے۔ بزرگوں کے صحبت یافتہ اور خود بھی صاحب سوز و گداز تھے۔ اس ارشاد سے کیا اون کا دل پھر سکتا تھا۔ جب حضرت اون کو اپنے پاس سے چلا دیتے تو جاگیر کے تالاب بندم پر جا کر پہروں روتے بیٹھے رہتے۔ اسی طرح آہ و نالہ میں حاجی صاحب نے ایک زمانہ گزارا۔ معمر بزرگ تھے۔ مرض عشق نے کمال درجہ قلب آلودہ کر دیا تھا۔ نوبت بایں جا رسید کہ ایک بار حضرت اون کو ٹال دیگر مکان میں تشریف لے جا رہے تھے۔ دروازہ تک پہونچے تھے کہ حاجی صاحب سے رہا نہ گیا۔ کیفیت حد درجہ کی مستول ہوی۔ بے اختیار دروازہ میں حضرت کے قدموں پر آ گرے۔ اس قدر روۓ کہ دریاۓ رحمت جوش کر گیا اور حضرت قدس سرہ دہیں کھڑے کھڑے اپنی زبان مبارک اون کے منہ میں پھیر دے۔ ساتھ ہی اون کا تمام جسم منور ہو گیا۔

بس یہی بیعت ہوی - حاجی صاحب پہلے عالم ظاہری تھے اب فاضل معنوی ہو گئے -

جب جاکے مکتب عشق میں درس مقام فنا لیا ۔۔۔ جو پڑھا لکھا تھا نیاز ذی او سے دل سے بھلا دیا!

حاجی صاحب محو انوار و تجلیات رہتے تھے - کیفیت یہ ہوگئی کہ حاجی صاحب تکا ترا نوار و اشراقات سے بے ہوش ہو جاتے تھے - لیکن اس بے ہوشی میں بھی نماز کا برابر خیال رہتا تھا - جب نماز کا وقت آتا ہوش میں آتے اور نماز ادا کر لیتے - حضرت کو اون کی یہ بات بہت پسند آتی تھی - آپ فرماتے تھے کہ میں محب اللہ خاں کو مذہب سنت و جماعت میں یکتا پاتا ہوں - اگرچہ حضرت سے حالت استغراق میں نماز کی پابندی پوری طرح نہ ہو سکتی تھی مگر حاجی صاحب کی اس پابندی کی آپ توصیف کیا کرتے تھے بلکہ ایک بار آپ نے فرمایا کہ محب اللہ خاں میرے محفل کا دولہ ہے -

غرضکہ حاجی صاحب حضرت کے فیضان سے بسا بزرگ اور صاحب کرامات ہوئے -

اولیاء اللہ کی شان وھم فی صلواتھم دائمون کی ہے - صلواۃ حقیقی اولیاء اللہ کی فنا از خود و بقا بذات حق تعالیٰ ہے - یعنی تجلی ذات حق تعالیٰ اون کی ذات میں نمودار رہتی ہے - چنانچہ خود حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ التسلیم کو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے قل ان صلواتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین - فرماد تجئے کہ میری نماز میرے جملہ عبادات میری موت میری حیات خدا ہی کے لئے ہے - یعنے نماز غیر نماز جمیع عبادات، موت و حیات میں مجھ کو مشاہدہ حق تعالیٰ حاصل ہے - الصلوٰۃ معراج المومنین سے بھی یہی مراد ہے -

حضرت بنے میاں صاحب علیہ الرحمہ

آپ بھی حضرت کے فیض یافتہ ہیں - مجاذیب سے صاحب کرامات ہوئے ہیں - ایک بار حضرت نے آپ کو آؤ میرے بنے فرمایا تھا - جب ہی سے آپ بنے میاں مشہور ہوئے - آپ کا نام محمد اعظم خاں ہے آپ کا سب خاندان حضرت ہی کا مرید ہے - آخر زمانہ میں آپ اورنگ آباد میں رہے - وہیں آپکا مزار مبارک بھی ہے -

حضرت سید عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ بیرون پل کہنہ کاغذی گوڑہ میں رہتے تھے - آپ بھی حضرت قدس سرہ کے مرید نعمت یافتہ اور خلیفہ ہیں -

حضرت سرور شاہ صاحب علیہ الرحمہ

آپ طریقہ چشتیہ عالیہ میں حضرت قدس سرہ کے خلیفہ ہیں - ان کا واقعہ ہمارے حضرت اس طرح ارشاد فرماتے تھے کہ میں پاکھال میں اپنے ماموں حضرت میر تراب علی صاحب تحصیلدار کے پاس مدعو تھا - وہاں سے جب واپس آیا اور گفتگو کے سلسلہ میں حضرت قدس سرہ نے مجھ سے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری روح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی مرقدِ انور پر حاضر ہوئی تھی - حضرت مزار مبارک سے باہر تشریف لائے - اور ارشاد فرمایا کہ اگر آپ ہمارے خاندان میں بھی بیعت لیں ہماری عین خوشنودی ہے - چنانچہ حضرت کے ارشاد کے موافق میں سرور شاہ صاحب کو خاندان چشت میں خلافت دیا ہوں - یہ خلافت خاندان چشتیہ بہ احوال صدر مخصوصہ تھی -

حضرت نادار خاں صاحب اور حضرت مرزا لطفن بیگ صاحب نے حضرت قدس سرہ کے مزاج مبارک میں ایسا رسوخ پایا تھا کہ پاؤں دبانے کی سعادت حاصل کرلی تھی - یہ دونوں حضرات روزانہ پاؤں دبایا کرتے تھے - اورنگ آباد، ہنگولی، انبہ، الوال وغیرہ کے مریدین کے عرض معروض بھی دونوں صاحبین کے توسط سے حضرت کی بارگاہ میں ہوتی تھی - اس کی وجہ ان دونوں حضرات کو خصوصیت تھی - ان دونوں کے مقابر بھی حضرت کی گنبد مبارک کے پائین ملی ہوئی ایک ہی جائے ہیں -

ان کا مشرب یہ تھا :-

خواہم کہ ہمیشہ در لوائے تو زیم　　خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود دو عالم توئی و دیگر ہیچ　　در خلق اگر زیم برائے تو زیم

جب ابتدائی زمانہ میں شمس الدین خاں صاحب عشق محبت الٰہی سے مدہوش ہو کر پہاڑ میں جا بیٹھے نوشاں صاحب مذکور کے برادر نسبتی منتجاب خاں اور دوست - موتی خاں رسالدار بہت ہی

شور کرنے لگے - چنانچہ ایک روز آپ رسالہ میں کسی کو مرید فرما کر تشریف لا رہے تھے - موتی خاں راستہ میں آ گئے - اور حضرت سے کچھ نازیبا گفتگو کی - موتی خاں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ فوجی اشخاص کو جو آپ پاس آتے ہیں اس طرح دیوانہ کر دینگے تو آپ قید کر دئے جائینگے - آپ نے فرمایا مجھے کیا قید کرو گے - اپنا قید تو بچاؤ - اس کے بعد موتی خاں جب اپنے وطن گئے - کچھ ایسے واقعات ظہور پذیر ہوے کہ وہ وہاں قید ہو گئے اور قید ہی میں مر گئے - گھوڑے بھی مر گئے - گھر جل گیا - پھر اون کو رسالہ کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی - اون کے فرزند اکبر خاں تیسرے رسالہ میں تھے وہ بھی لاولد رہے - منتجاب خاں کا ہنکنڈہ کا طویلہ جل گیا - اور پیٹ میں درد اس شدت کا ہونے لگا کہ الاماں - مگر وہ متنبہ ہو گئے اور نہایت عجز و الحاح کے ساتھ حضرت کی خدمت مبارک میں عرض معروض کرانے لگے

نامدار خاں صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں پاؤں دبا رہا تھا - مجھے موتی خاں کا خیال آیا - میں بے ساختہ پوچھا - میاں - آپ موتی خاں کے لئے بد دعا کئے جو وہ اس طرح برباد ہو گئے - حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ بھائی نامدار - تم جانتے ہو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لاے - اپنی امت کے واسطے دعا کئے اور جب تک دنیا میں رہے - امت مرحومہ کے لئے دعا کرتے رہے - اور جب دنیا سے تشریف لے جانے لگے - امت کے لئے دعا فرمایا - تم سمجھ سکتے ہو کہ جو شخص آپ کی امت کو بد دعا دیگا بھلا آپ کو کیا صورت بتلائیگا - ہم کسی کے حق میں بد دعا نہیں کرتے - ہاں - ہم کو اگر کوئی رنج دیتا ہے - غیرت الٰہی اوس کا انتقام لیتی ہے -

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ۔۔۔ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

حضرت قدس سرہ نامدار خاں صاحب کو کبھی نامدار اور کبھی نواب سے مخاطب کرتے تھے -

حضرت عبد النبی شاہ صاحب مجذوب علیہ الرحمۃ جن کا گنبد مبارک ہنکنڈہ میں ہے - حضرت قدس سرہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے - اور اکثر فرماتے تھے کہ مجھے یہاں ہنکنڈہ میں حضرت قاضی صاحب نے بٹھایا ہے - جب حضرت قدس سرہ ہنکنڈہ تشریف لے جاتے حضرت عبد النبی شاہ صاحب دور سے دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے اور آداب بجا لاتے - اور حضرت سامنے سے تشریف لے گئے تک کھڑے ہی رہتے -

حضرت پیرو مرشد قبلہ فرماتے تھے کہ حضرت عبد النبی شاہ صاحب کو علاقہ ورنگل کی قطبیت تھی -
جب یہ حضرت قدس سرہ کے پاس حاضر ہوتے تھے - آپ کھانا کھلا کر رخصت کرتے تھے -

ایک اور مجذوب پیر محمدؐ صاحب ہمکنڈہ میں تشریف رکھتے تھے وہ بھی حضرت کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے - حضرت جب ہمکنڈہ تشریف لے جاتے تو واپسی میں مجذوب صاحب موصوف آپ کو بیرا شاہ صاحب کے تکیہ تک پہونچاتے تھے اور پھر آداب بجالا کر واپس ہو جاتے تھے - یہ مجذوب بھی صاحب کرامات تھے -

حضرت قدس سرہ فرماتے تھے کہ ان سے یہاں کا انتظام متعلق ہے یعنے کوتوالی -

حضرت پیرو مرشد قبلہ ارشاد فرماتے تھے کہ رسالہ میں ایک روز سماع ہو رہا تھا - اور حضرت حافظ کی ایک غزل ہو رہی تھی - حضرت قدس سرہ یکایک باز وہٹ گئے اور اسی طرح ختم سماع تک تشریف رکھے رہے بعد برخواست حضرت پیرو مرشد قبلہ نے عرض کیا کہ آپ مجلس میں یکایک باز و کیوں ہو گئے - حضرت نے فرمایا کہ حضرت حافظ صاحب اور حضرت سعدی صاحب کے ارواح تشریف لائے تھے اس لیئے میں بازو ہٹ گیا -

نور محمدؐ صاحب ایک حضرت کے مرید تھے - فرماتے تھے کہ حضرت قدس سرہ کے پیشگاہ میں اقلیم ہند کے اقطاب کے پاس سے روزانہ کاغذات آتے تھے - میں دیکھا کرتا تھا کہ ان کاغذات کے تودے لگ جاتے تھے - آپ اوس کو ملاحظ فرما کر احکام صادر فرماتے تھے -

حضرت پیرو مرشد قبلہ فرماتے ہیں کہ آپ کو اقلیم ہند کی قطبیت تھی -

روشن خاں صاحب جمعدار بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت کی خدمت مبارک میں حاضر تھا - حضرت آرام فرما رہے تھے - میں دیکھ رہا تھا کہ حضرت کا قلب شریف کلمۂ طیب سے جاری ہے -

حضرت پیرو مرشد قبلہ فرماتے تھے کہ ایک روز کسی مرید نے خواب میں دیکھا - آپ نے نام نہیں فرمایا - کہ ایک مکان ہے جس میں اولیاء اللہ کا مجمع ہے - یہ بھی وہاں جا کر کھڑے ہوئے اور اپنے مرشد حضرت قدس سرہ کی تعریف بیان کرنے لگے - اور کہنے لگے کہ ہمارے پیرو مرشد اپنے وقت کے بایزیدؒ

اور شبلیؒ اور جنید بغدادیؒ ہیں۔ جس پر تمام اولیاء اللہ نے کہا کہ بیشک آپ سچ کہتے ہیں۔ بار بار سب اولیاء اللہ یہی کہتے تھے۔ کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ آپ کے مرشد کی ایسی ہی شان ہے۔

منظفر خان رسالدار کہتے تھے کہ ایک بار چند معززین رسالہ آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور اپنے اپنے مقاصد عرض کر رہے تھے۔ ان میں کسی نے عرض کیا کہ ہم خداوند عالم کا کیا شکریہ ادا کر سکتے ہیں کہ اس دور آخر میں ایسے آستانہ کی خادمی کا ہمیں شرف بخشا۔ مگر ہم کو ندامت ہوتی ہے کہ والدہ صاحبہ قبلہ اور ہمشیرہ صاحبہ اور رانی ماں صاحبہ میں شکر رنجی رہتی ہے۔

حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ جناب یہ معاش کا اقتضا ہے میرے خاندان میں یہ بات پیدا نہ ہوتی۔ رکن عام کی وجہ پیدا ہوئی۔ یہ کیا ہے میرے بعد اور ہوگی اور زیادہ ہوگی۔ جس طرح کہ خاندان رسالت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے فساد پیدا ہوا۔ لیکن ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص میرے پاس آئے اور میری دلجوئی کرے تو اس کو فائدہ حاصل ہو۔

حضرت قدس سرہ کی حیات میں بعض اہل رسالہ نے حضرت پیرومرشد قبلہ سے عرض کیا کہ حضرت ان کو خاصی پیشہ نہ آنے دیں مگر وہ ایک شدنی بات تھی جس کے متعلق حضرت قدس سرہ نے بھی پیشینگوئی فرمادی تھی۔

باب سوم

کرامات عالم حیات

(۱) ایک بار حضرت نامدار خاں صاحب ہنگولی جانے کے لئے رخصت و اجازت و شرف قدمبوسی کی غرض سے حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوے - بارش کا زمانہ تھا - آپ نے فرمایا کہ ایام بارش میں کیا تم بھیگتے تکلیف اوٹھاتے جاوُگے - نامدار خاں صاحب نے عرض کیا - پیرومرشد - ہم سپاہ پیشہ ہیں دھوپ بارش کا کہاں خیال رکھ سکتے ہیں - آپ نے فرمایا مجھے تو تمہارا بھیگتے تکلیف اوٹھاتے جانا پسند نہیں - غرضکہ نامدار خاں صاحب حضرت سے رخصت ہوکر ہنگولی گئے - خاں صاحب فرماتے تھے کہ راستہ میں بارش شروع ہوی - چوطرف پانی برستا تھا لیکن میرے اطراف ایک ایک گز پانی نہیں برستا تھا - اتفاقاً راستہ میں ایک برہمن میرے ساتھ ہوگیا وہ بھی میرے ساتھ بارش سے بچتا ہوا چلا - کہنے لگا کہ تم بڑے دیوتا ہو اسلئے کہ چوطرف پانی ہے اور تم اور ہم محفوظ چل رہے ہیں - میں نے کہا - مہاراج شاید تم ہی مہاپرش ہو کہ ہم تمہاری وجہ بارش سے محفوظ چل رہے ہیں - چلتے چلتے ہم کہیں ٹھہر گئے - میں بیٹھا رہا اور وہ برہمن بازار کو گیا اور بھیگ کر آیا - اب اوس کو یقین ہوگیا کہ یہ بارش سے حفاظت خاں صاحب کی وجہ تھی - کہنے لگا کہ خاں صاحب یہ آپ کی کرامت ہے -

(۲) ایک بار حضرت مرزا لطف بیگ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان گئے - وہاں اونہیں فالج کی شکایت ہوگئی - ایک ہاتھ ایک پیر بے حس ہوگیا - منہ ٹیڑھا ہوگیا - بہت کچھ علاج کئے - فائدہ نہوا ایک شب بے اختیار ہوکر رونے لگے اور کہنے لگے کہ شاید مجھے یہاں قضا لائی ہے - قدم مبارک سے دور ہوں - پیرومرشد کی تائید چاہئے - اسی کیفیت عرض و معروض میں سو گئے - مرزا صاحب فرماتے تھے کہ خواب میں حضرت تشریف لائے - اس حالت میں کہ حضرت باؤلی پر ٹہل رہے ہیں - میں اپنا حال عرض کیا -

حضرت خاموش رہے۔ جب تیسری بار عرض کیا تو ارشاد ہوا کہ زلفن بیگم اچھے ہو گئے۔ اوٹھو اور ہمارے پاس آؤ۔ جب نیند سے اوٹھا تو دیکھا کہ ہاتھ منہ سیدھے ہو گئے۔ کوئی شکایت باقی نہ رہی۔ میرے نسبتی بھائی جو شیعی المذہب تھے۔ مجھ سے دریافت کئے کہ یکایک آپ کو یہ کیس طرح صحت ہو گئی۔ میں نے کہا کہ میرے پاس ایک اکسیر تھی۔ جس کو استعمال کرنے سے میرا مزاج اچھا ہو گیا۔ مگر وہ اس بات کو باور نہ کئے۔

(۳) ایک روز اون پر بھی ایسا ہی گزرا۔ کہنے لگے کہ بیشک تمہارے مرشد قاضی صاحب بڑے ولی اللہ ہیں۔ مجھے بھی ۹ ماہ سے بخار تھا۔ آج شب میں حضرت سے عرض کر کے سو گیا۔ حضرت خواب میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ آج سے تمہارا بخار چلے گیا۔ صبح بفضلہ میں اچھا ہو گیا۔

جب میں وہاں سے واپس ہوا خلاف عادت میرے نسبتی بھائی نے ایکے بار دو کوس تک میری مشایعت کی اور حضرت کی خدمت میں بہت بہت قدمبوسی کہلوایا۔

جب میں قاضی پیٹھ حاضر ہوا۔ حضرت صورت دیکھتے ہی تبسم فرمانے لگے۔

(۴) مرزا عبید اللہ بیگ صاحب کو دمّہ کی شکایت تھی۔ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر اور امیدوار حصول صحت ہوئے۔ شکایت بڑی مہلک کیفیت پیدا کر دی تھی۔ دیکھنے والوں کو اون پر رحم آتا تھا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کسی کا علاج کرو۔ انھوں نے عرض کیا کہ علاج سے مایوس ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے اونہیں بہت ٹلایا مگر وہ پڑے ہی رہے۔ ایک روز بہت ہی حالت خراب ہو گئی۔ آپ نے گھر میں سے چھاچ لا کر فرمایا کہ پیو۔ وہ پینے لگے۔ پھر ارشاد ہوا کہ خوب پیو۔ وہ خوب پیے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ خیریت فرمادیگا۔ چنانچہ اون کو مدت العمر یہ شکایت عود نہ کی اور بفضلہ تعالیٰ بخیریت اپنے مکان کو مراجعت کئے۔

(۵) ایک روز حضرت رسالہ میں مدعو تھے۔ وہاں رات ہو گئی۔ مریدوں نے حضرت کو شب میں روک لیا۔ شب میں تین پہر رات کو دیکھتے کیا ہیں کہ آپ کے آرامگاہ پر آپ کے سب اعضاء علیحدہ علیحدہ پڑے ہوئے ہیں۔ خیال ہوا کہ کسی مخالف نے آپ کو شہید تو نہ کر ڈالا۔ اس کا شور و پکار اہو گیا

اتنے میں آپ صحیح و سالم نظر آنے لگے ۔ ع

یک بار میرد ہرکسی بیچارہ بمانی بارہا

(۶) جہاں اب گنبد مبارک ہے وہاں آپنے اپنے لئے ایک خس پوش جھونپڑا تیار کرا رکھا تھا ابھی کبھی آپ وہاں بھی تشریف فرما رہتے تھے - ایک بار تعدد حضرات معززین آپ کے پاس حاضر تھے دیکھتے کیا ہیں کہ آپ یک بیک منہ سے چیتا نکال کر بہت دیر تک سربسجود رہے اور کچھ سراوٹھا کر امن و عافیت و قیام سلطنت کے لئے دعا فرمانے لگے - خان محمد صاحب فرماتے ہیں کہ حاضرین میں سے ایک مرید نے جرأت کرکے حضرت سے خلاف عادت اس طرح سر بسجدہ ہونے کا سبب دریافت کیا - آپ نے پہلے تو فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میرے ایسی ہی دیوانے حرکات ہیں - مگر وہ ایسے ارشادات سے بخوبی واقف تھے - سمجھ گئے کہ حضرت فرمانا نہیں چاہتے ہیں مگر وہ موقع پاکر برابر عرض کرتے رہے - انکی خدمت حضرت کو چیتا بھر کر دینا اور کبھی کچھ نعت کا کرنا اتھی - اس لئے ان کو جرأت و جسارت حاصل تھی - جب وہ زیادہ مصر ہوے - حضرت نے فرمایا - اچھا ہم پرسوں کہینگے - بروز ع.ہ وہ علی الصباح در دولت پر حاضر ہوکر یاد دہی کئے - ارشاد ہوا کہ کیا وہی بات دل میں سمار کھے ہو - اونھوں نے ناز سے عرض کیا - کہ پیر و مرشد کو آج فرمانا ہی ہوگا - ورنہ آج میں کھانا نہیں کھاؤنگا - آپ نے فرمایا - اچھا سہ پہر کو کہینگے - پھر وہ سہ پہر کو حاضر ہوے - حضرت نے اونہیں ہمراہ لے کر گاؤں کے راستہ میں جو چبوترہ ہے وہاں تشریف لاے - اور ارشاد فرمایا کہ اس راستہ سے تم جاکر دیکھو کوئی شخص بلدہ سے آرہا ہے - وہ تھوڑی دور جاکر دیکھے اور کہے کہ کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے - آپ شاید فرمانا نہیں چاہتے - آپ نے فرمایا - تھوڑی دور اور جاکر دیکھو کوئی شخص کندھے پر بندوق اور سر پر پوٹلی لئے آرہا ہے - پھر وہ آگے بڑھ کر دیکھے تو واقعی حسب الارشاد ایک شخص آرہا ہے - وہ دیکھ کر واپس آے - اتنے میں وہ شخص بھی آگیا - حضرت نے فرمایا کہ پوچھو اس شخص سے کہ حیدرآباد کی کیا تازہ کیفیت ہے - اوس نے کہا کہ سراج الدولہ کی بارہ دری میں سو لچبروں کی فوج گھس گئی تھی - آپ نے اوس شخص کے چلے جانے کے بعد ارشاد فرمایا - کہ اس

انقلاب کا انتظام حیدرآباد کے قطب سے نہو سکا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے انتظام کی ماموری ہوئی۔ آپ تشریف لاکر انتظام فرمائے۔ اور میں بھی اسی ضمن میں سر بسجود تھا کہ ریاست کی خبر اور ہر طرح کی حفاظت رہے۔

(۷) افواج بلارام پر جب مسٹر مکنزی کا تقرر ہوا تو ایک سال محرم میں حکم دیا کہ اب کے سال کوئی باجہ بجتا ہوا سڑک پر نہ آئے۔ اور علم نہ اٹھے۔ اتفاقاً ایک روز چند معمولی اشخاص نشان علم لے کر تاشہ باجہ سے مکنزی کے بنگلہ کے سامنے گزرے۔ اوس نے دریافت کیا کہ باوجود ممانعت یہ باجہ اور علم کون نکالا۔ سامنے طلب کر کے تاشہ کو بید سے پھوڑ ڈالا اور آفتاب گیری کو پاؤں سے توڑا اور ساتھ کے مجمع کو برا بھلا کہا۔ مجمع واپس ہو کر سب لوگوں میں اس واقعہ کو بیان کیا۔ اور اس کو اہانت اسلامی خیال کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تخمیناً تین سو آدمی تلوار، لٹھ، چھری سے مہیا ہو گئے۔ اور ارادہ کئے کہ بارکس سے پہلے بندوقیں اور بارود گولی لوٹ لیں۔ اور پھر چل کر حملہ کریں۔ اس ارادہ سے جب لوگ بارکس پہونچے تو پہرہ پر ضابطہ خاں صاحب تھے جو حضرت کے مرید تھے۔ سب لوگوں نے اونہیں کہا کہ تم ہٹ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ معاف کیجئے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں جاگو خاں کا بیٹا ہوں۔ میرے باپ دادا نے کبھی تلوار سے منہ نہیں پھیرا۔ میں ہٹ جاؤنگا تو میرے باپ دادا کے نام کو دھبہ لگ جائیگا۔ اگرچہ تم جماعت کثیر ہو مگر میں جب تک ٹکڑے ٹکڑے نہو جاؤں۔ پہرہ چھوڑ کر نہیں ہٹ سکتا۔ یہ سن کر وہ سب لوگ چلے گئے اور سیدھا مکنزی کے بنگلہ پر پہونچے۔ بنگلہ کا بہت کچھ سامان توڑ پھوڑ ڈالا۔ باغ کے جھاڑیں کاٹ دئے۔ اوس کو بھی اس قدر مارے کہ بے دم کر دئے سمجھے کہ وہ مر گیا۔ اوس کی میم اس گڑبڑ میں بھاگ نکلی۔ اور رزیڈنٹ حیدرآباد کو اس کی اطلاع کر دی رزیڈنسی سے بلارام کی فوج کو حکم ہوا کہ رسالہ کنٹنجنٹ کا محاصرہ کر لیا جائے۔ یہ بھی افواہ تھی کہ بحیثیت مذہبی رسالہ کنٹنجنٹ کو پھونک دینے کی شکل قائم ہو گئی ہے۔ اہل رسالہ کا خیال ہوا کہ یونہی توپوں سے اڑ جانا ہمیت ایمانی سے بعید ہے۔ لڑ کر کیوں نہ مریں۔ غرضکہ یہ لوگ بھی مسلح ہو گئے اور بعض تو گھوڑوں پر سوار ہو کر تھوڑی دور چلے بھی گئے۔ مگر خیال یہ تھا کہ جب تک اودھر سے ابتدا

نہو جائے۔ ہمیں سبقت نہ کرنا چاہیے۔

اس عرصہ میں شام ہو گئی۔ انگریزی فوج میں شاب مہتابے جلتے رہے کہ پہلے رسالہ سے ابتدا ہو۔ حضرت قدس سرہ کے اوس رسالہ میں بہت سارے سوار اور عہدہ دار و مرید موجود تھے۔ ان سب نے مرزا زلفن بیگ صاحب سے عرض کیا کہ آپ کو حضرت کے پاس تقرب حاصل ہے۔ اس وقت دعا کیجئے اور اس بلا سے نجات دلوائے۔ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ میں بہت عاجزی سے دعا کرنے لگا۔ اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت بلا رام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم ادھر ہو اور وہ بلا ادھر۔ بیچ میں میں چادر تانا ہوں۔ اللہ کریم ہے۔ خیریت رکھیگا۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں جب میں بیدار ہوا۔ سب لوگوں کو بشارت دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب ہمیں خوف نہیں۔ تھوڑے عرصہ میں یکایک انگریزی فوج بھاگ نکلی اس طرح کہ گھوڑوں کا اور سواروں کا سامان تک چھوٹ گیا۔ بھاگنے کی وجہ یہ کہتے ہیں کہ اون کو ہر جہت سے ہزارہا مسلمان افواج آتے ہوئے نظر آئے۔ جس کی وجہ وہ پریشان ہو کر فرار ہو گئے۔ اس گڑبڑ میں بعض مریدین نے حضرت کو ملکنزی کے باغ کے کونہ پر برہنہ تلوار زمین پر ٹیک کر کھڑے ہوئے دیکھا۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد میں رخصت لے کر قاضی پیٹھ حاضر ہوا۔ خود ہی حضرت نے فرمایا کہ مرزا صاحب بڑی خیریت ہوی کہ ڈویلین رزیڈنٹ کا دل خدا نے تم لوگوں کی طرف پھیر دیا۔

(۸) ایک بار حضرت نے نامدار خاں صاحب سے فرمایا کہ نامدار تمہارا رسالہ اسحاق پٹن جانے والا ہے تمہارا ارادہ جانے کا ہے یا نہیں۔ صاف صاف کہدو۔ اسواسطے کہ قلم اپنے ہاتھ میں ہے۔ نامدار خاں صاحب نے عرض کیا کہ کیا میاں ضابطہ خاں بھی جائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ اونہیں تو جانا ہوگا۔ نامدار خاں صاحب نے کہا کہ ہندوستان سے میں ضابطہ کے لئے آیا ہوں۔ اب میں اون کا ساتھ کیسے چھوڑوں۔ آپ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ اس کے تین ماہ بعد رسالہ اسحاق پٹن گیا۔ جس کے ساتھ نامدار خاں صاحب اور ضابطہ خاں صاحب بھی گئے۔

(۹) ایک بار حضرت قدس سرہ بلدہ تشریف لائے۔ مرزا زلفن بیگ صاحب بیان کرتے ہیں کہ

ایام گرما تھے مجلس میں بہت لوگ معززین اور علماء وغیرہ حاضر تھے۔ پیرومرشد نے مجھے پنکھا کرنے ارشاد فرمایا میں پنکھا کر رہا تھا۔ حضرت کے روبرو ایک صاحب مؤدب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جب اون کی طرف پنکھے کا رُخ کرتا وہ منع کر دیتے تھے۔ ایک دو بار جب وہ ایسا ہی منع کئے تو حضرت قدس سرہ نے اون سے ارشاد فرمایا کہ یہ کبھی تو اپنے ہی ہیں پنکھا کرنے دیجئے کیا مضائقہ۔ اپھر وہ بزرگ خاموش ہو گئے۔ بعد برخواست مجلس میں عرض کیا کہ پیرومرشد وہ کون تھے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حیدرآباد کے قطب تھے میری ملاقات کو تشریف لائے تھے۔

(۱۰) ایک بار انہی دنوں میں حضرت قدس سرہ قطبی گوڑہ میں محمد وزیر صاحب کے پاس دعوت میں پیدل تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے ہمراہ متعدد اشخاص تھے۔ راستہ میں ایک شخص اجنبی مل کر سلام و مصافحہ کیا اور دریافت کیا کہ حضرت کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اولیاء کاملین سے حضرت قاضی صاحب ورنگل ہیں۔ وہ شخص بھی ساتھ ہو گیا اور پیچھے پیچھے درود شریف پڑھتا گیا۔ معاً حضرت نے اوسکے طرف ملتفت ہو کر فرمایا کہ جناب میں ولی نہیں ہوں۔ شیطان ہوں۔ مجھ پر درود نہ پڑھئے۔

آنچہ می گویم بقدر فہم تست مردم اندر حسرت فہم درست

وہ صاحب پاؤں پر گر پڑے اور معافی کے خواستگار ہوئے۔

(۱۱) ایک روز حیدرآباد سے آپ راجہ کا ٹکا پرشاد برادر زادہ راجہ چندو لعل متوفی کے پاس بمقام الوال تشریف لے گئے۔ واپسی میں شام ہو گئی۔ حضرت قدس سرہ میانہ میں تھے۔ اور حضرت کے صاحبزادہ حضرت پیرومرشد قبلہ گھوڑے پر سوار تھے اور لوگ پیدل ہمراہ تھے۔ اتفاقاً راستہ میں مشعل کا تیل ختم ہو گیا۔ حضرت کے ساتھی سب ٹھیر گئے۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیوں ٹھیر گئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ تیل ختم ہو گیا ہے۔ انگریزی حدود میں بغیر روشنی سواریاں چلنے کی ممانعت ہے۔ تیل آنے کے بعد چلنا پڑیگا۔ آپ نے فرمایا ہماری ڈوچی لاؤ اور اوس میں کا پانی مشعل پر ڈالو۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا کہ وہ پانی برابر تیل کا کام دے رہا تھا۔ مشعلیں برابر جلتی رہیں اور قیامگاہ تک اوسی روشنی میں پہونچے۔ قیامگاہ پر قوالیں حاضر تھے۔ سماع شروع ہوا اور مشعلیں صحن مکان میں گاڑ دی گئیں اور

شب بھر اوسی ڈولچی کے پانی سے نہلاتی گئیں۔

(۱۲) ایک گوسائیں جو بڑا ریاضت کرنے والا تھا۔ نواب ناصر الدولہ بہادر نے اوس کو طلب کیا تھا رضنہ رغنہ نکمنڈہ پہونچا۔ بڑے بڑے گوسائیں اوس کے پاؤں دابا کرتے تھے۔ بعض مسلمان بھی اوس کی ریاضتوں کی وجہ اوس کے ملنے کے شایق رہتے تھے۔ ایک روز وہ حضرت کے مرید حضرت سرور شاہ صاحب کے پاس آیا۔ سرور شاہ صاحب کا ارادہ ہوا کہ اپنی قوت باطنی اوس پر غالب آجائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہوتے ہیں تو حقانیت اسلام کے لیے جو کرامت طلب کرتے ہو بتلائی جاسکتی ہے۔ اوس نے کہا کہ اگر آپ کے مرشد میرے دیول سدبیور مقفل میں بجسمہ پائے جائیں تو میں مسلمان ہوجاؤنگا۔ سرور شاہ صاحب آکر حضرت سے عرض کئے کہ حضرت اس گوسائیں کی خواہش پوری فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اوس کی قسمت میں اسلام نہیں ہے۔ سرور شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اتمام حجت ہوجائے۔ آپ نے فرمایا بہت خوب۔ چنانچہ دوسرے ہی روز جب وہ گوسائیں دیول کا دروازہ مقفل کرکے پوجا پر بیٹھ گیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ آپ مورتی کے بازو بجسمہ رونق افروز ہیں۔

پریرو تا ب مستوری ندارد بہر نامے کرخوانی سر برآرد

کچھ عرصہ تک گوسائیں حضرت کو دیکھتا رہا اور جب وہ کسی دوسرے طرف متوجہ ہوا۔ آپ وہاں سے غائب ہوگئے۔ پھر جب وہ گوسائیں سرور شاہ صاحب سے ملاقات کیا۔ تو کہا کہ واقعی حضرت دیول میں موجود تھے مگر مجھ سے کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ وہ ایسے ہی عذرات کریگا۔ اسلام اوس کے حصہ میں نہیں ہے۔

(۱۳) حاجی ولی محمد صاحب حضرت کے مریدین سے تھے۔ جب حج بیت اللہ شریف کو حاضر ہوئے۔ تخمیناً دو ماہ بعد حضرت قدس سرہ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ ہمارے حاجی کا جہاز طوفان میں آیا۔ پیراں صاحب نامی ایک مرید اور ہمارے حضرت اوس وقت وہاں موجود تھے۔ ان لوگوں نے دن تاریخ لکھ لیا۔ جب حاجی صاحب واپس ہوئے اور واقعات سفر حرمین الشریفین بیان کئے۔ پیراں صاحب نے تاریخ طوفان نکال کر دیکھا۔ تو حاجی صاحب کے بیان سے موافق تھی۔

(۱۴) حاجی صاحب یہ سن کر کہے کہ اس سے زیادہ سنئے کہ جب میں مکہ معظمہ گیا وہاں ایک بزرگ مولوی قدرت اللہ صاحب جو وہاں کے مقتدا اور مرجع خاص و عام تھے میری بڑی تعظیم کرتے تھے۔ میں نے ایک بار عرض کیا۔ مجھ جیسے غریب کی آپ کیوں تعظیم فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں جب تم کو دیکھتا ہوں حضرت قاضی صاحب یاد آجاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ حضرت کو کیسے پہچانتے ہیں۔ تو مسکرا کر فرمائے کہ وہ یہاں تشریف لایا کرتے ہیں اور ہم سے ملاقات ہوا کرتی ہے۔

(۱۵) حاجی واجد علی خاں صاحب تحصیلدار جویلی ورنگل حضرت کے مریدین سے بہت نیک اور متقی تھے۔ ایک دفعہ حج کو گئے تھے جب بعد واپسی حضرت سے ملنے حاضر ہوئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ماشاء اللہ جناب آپ بڑے نیک نصیب ہیں کہ آپ کو حج اکبر نصیب ہوا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ واقعی پیر و مرشد حج اکبر ہی ہوا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات بھی تو ہوئی انہوں نے عرض کیا۔ کہاں ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ جب آپ کا قافلہ مدینہ طیبہ جا رہا تھا۔ جس مقام پر آپ قافلہ سے پیچھے رہ گئے تھے اور راستہ بھول کر پریشان ہو گئے تھے وہاں جس اعرابی نے آکر آپکے راستہ بتلایا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہی تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ بیشک ایسا واقعہ گزرا ہے۔

(۱۶) حضرت نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار ہنگولی یا انبہ سے جو اون کی چھاونی کا منتظر تھا۔ رخصت لیکر حضرت قدس سرہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہونے کا قصد کیا۔ ایک صاحب رسالہ کے مجھ سے کہتے تھے کہ ابکی بار آپ کے ساتھ میں بھی چلونگا۔ چار ماہ کی رخصت لونگا۔ حضرت کی خدمت میں رہونگا۔ چنانچہ وہ میرے ساتھ چار ماہ کی رخصت لیکر حاضر ہوئے اور شرف قدمبوسی حاصل کیئے۔ مگر دو چار ہی روز میں واپسی کا ارادہ کیئے۔ میں نے کہا کہ تم طویل رخصت لائے ہو اور ارادہ تو یہاں رہنے کا تھا۔ پھر جلدی کیوں ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں مجھے جانے دیجئے۔ نامدار خاں صاحب فرماتے تھے کہ وہ بے حد مضطر ہو گئے۔ اور حضرت سے اجازت حاصل کر لی۔ حضرت نے بھی اجازت دیدیا۔ اگرچہ واپسی کے وقت ترشح تھی مگر بلا لحاظ اس کے وہ چل نکلے۔ جب وہ رخصت ہو گئے۔ نامدار خاں صاحب کہتے ہیں کہ شب میں حضرت کے پاؤں

دباتے ہوئے میں عرض کیا کہ یہ شخص یہاں بڑے بڑے ارادوں سے حاضر ہوا تھا۔ کیا وجہ ہے کہ اس طرح جلد اجلد مضطر ہو کر چلا گیا۔ آپ نے جواب دیا۔ نامدار ہم جس کو چاہتے ہیں وہی ہمارے پاس آتا [illegible] اور رہتا ہے۔ ہم جس کو نہ چاہیں نہ وہ آسکتا ہے نہ وہ رہ سکتا ہے۔

(۱۷) برہان خاں صاحب، سبحان خاں صاحب یہ دونوں بھائی شاہجہان پور کے رہنے والے بہت شائستہ اشخاص حضرت کے بہت منظور نظر تھے۔ اون کی گفتگو بہت دل آویز ہوتی تھی۔ کبھی کبھی حضرت اِن دونوں صاحبین کو اپنے سامنے بٹھا کر باہمی گفتگو کی فرمایش فرماتے تھے اور سن کر خوش ہوتے تھے۔ ان دونوں کے بی بیوں میں رنجش رہتی تھی۔ حضرت اس رنجش کو پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک روز ان دونوں نے خواب دیکھا کہ حضرت کے دست مبارک میں ریشم کی ڈوری ہے اور اس میں گرہ پڑی ہوئی ہے۔ حضرت اوس گرہ کو کھول رہے ہیں۔ جب یہ دونوں بیدار ہوئے۔ آپس میں ایک دوسرے سے خواب بیان کیا۔ اوس روز سے رنجش دور ہو گئی اور ہمیشہ محبت قائم رہی۔

(۱۸) نامدار خاں صاحب نے بطور ناز عرض کیا کہ میاں کیا ہندوستان سے ہم کو آپ نے بلایا۔ آپ نے کہا۔ ہاں تم کو یاد ہوگا کہ جس وقت تم سنڈاور کی مسجد میں راتوں کو باؤلی سے پانی بھرا کرتے تھے۔ ہم تمہارے ساتھ باؤلی میں رہا کرتے تھے۔ نامدار خاں صاحب کو بڑی جسارت تھی۔ عرض کئے کہ میاں اس کا ثبوت ... آپ نے وہاں کے واقعات بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ اوس باؤلی کے سیڑھیاں ایسے اور اتنے تھے۔ اور پھر فرمایا کہ جب تم بلارم آئے اور اوس بلا میں پھنس گئے اور گھبرا کر جب تم مسجد میں دعا کرنے لگے۔ ہم تمہارے سیدھے بازو آمین کہہ رہے تھے۔

نامدار خاں صاحب یہ سب سن کر بے حد متعجب ہو گئے اور سب حالات کی تصدیق کی۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست　　　　دست او جز قبضۂ اللہ نیست

(۱۹) ضابطہ خاں صاحب فرماتے ہیں کہ موتی خاں کے واقعہ کی وجہ میں حضرت کو ساحر سمجھتا تھا۔ اور بد اعتقاد تھا۔ اہل رسالہ بالعموم پہلے میاں جمال الدین صاحب کے مرید تھے۔ میں ایک روز حضرت قدس سرہ کا تذکرہ ان بزرگ سے کر کے کہا کہ حضرت جادوگر ہیں جو شخص حضرت کے پاس جاتا ہے۔

دیوانہ ہوجاتا ہے۔ یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ بھائی ضابطہ ابھی بے ادبانہ گفتگو نہ کرو۔ حضرت قاضی صاحب کامل واکمل اولیاء اللہ ہیں۔ ہم سب کے اس وقت وہ سردار ہیں۔

میاں جمال الدین صاحب نائب میر نواب صاحب کے پیر بھائی اور حضرت حسینی بادشاہ صاحب ساکن پُل کہنہ کے مرید تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت حسینی بادشاہ صاحب قطب حیدرآباد تھے اور پُل کے کسی خانہ میں رہتے تھے۔ ضابطہ خاں صاحب کہتے ہیں کہ میاں جمال الدین صاحب کے اس ارشاد سے میں آیندہ کے لئے متنبہ ہوگیا۔ اور حضرت قدس سرہ صاحب کو ولی کامل سمجھنے لگا۔

(۲۰)۔ ضابطہ خاں صاحب کی بد اعتقادی کے زمانہ میں نامدار خاں صاحب اکثر حضرت سے عرض کیا کرتے تھے کہ میاں ضابطہ خاں کو بھی غلامی میں قبول فرمانا۔ آپ فرماتے تھے کہ تم تو کہتے ہو مگر وہ قبول نہیں کرتے۔ نامدار خاں صاحب کو ضابطہ خاں صاحب سے بہت الفت تھی۔ وہ برابر عرض کرتے تھے۔ ایک روز عرض کئے کہ میاں ضابطہ خاں تو انسان ہیں۔ آپ چاہیں تو شجر حجر پر بھی تصرف فرماسکتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اچھا مصری لاؤ اور مصری کو لب لگا کر فرمایا کہ یہ بھیج دو۔ ضابطہ خاں مرید ہوجائیگا۔ ضابطہ خاں صاحب ہندوستان میں تھے۔ مصری وہاں بھیج دی گئی۔ ضابطہ خاں صاحب رسالہ دار اور ذی مقدور شخص تھے۔ کہتے تھے کہ ایک بار میں بنگلہ کے دوسرے درجہ میں سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک قوی پنجہ ہاتھ میری طرف بڑھا۔ میں خواب میں سمجھا کہ کوئی شیطانی پنجہ ہے۔ اس پر اپنا ہاتھ زور سے مارا۔ ہاتھ پلنگ کی پٹی پر زور سے گرا۔ جھنجھنا گیا۔ نیند خراب ہوگئی۔ پھر سو گیا۔ پھر خواب دیکھا کہ ایک بڑا اور آراستہ مکان ہے۔ اس میں ایک بزرگ تشریف رکھے ہیں۔ میں لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں جا کر مشرف ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ معاملہ حضرت علی رض سے طے ہوگا اور برخواست فرمائے۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے۔ میں جب آپ سے مشرف ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ تو مرید ہوجا۔ اس کے بعد میں بیدار ہوگیا۔ اوسی زمانہ میں حضرت کی لب لگائی ہوی مصری قاضی پیٹھ سے مجھے وصول ہوی۔ بسر و چشم اس کو قبول کیا اور غلامی میں داخل ہوگیا۔

(۲۱)۔ مرزا لنفن بیگ صاحب ایک بار عرض کئے کہ ضابطہ خاں صاحب کو اولاد نہیں ہے۔ حضرت دعا فرمانا۔ ارشاد ہوا کہ اوس کے حصہ میں نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیں تو کیا بڑی بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی سے آدمی پیدا ہونا عادت جاریہ ہے۔ فقیر چاہے تو دیوار سے بچہ ہوسکتا ہے۔ مرزا صاحب کہتے تھے ایک روز خواب میں حضرت قدس سرہٗ نے مجھے لوح محفوظ بتلایا۔ اور فرمایا اسمیں دیکھ۔ میں دیکھتا ہوا جب ضابطہ خاں کے نام پر پہونچا تو دیکھا کہ لاولد لکھا ہوا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ شاید حضرت کا ارادہ ان کے متعلق اولاد کے لئے دعا کا نہیں ہے۔ اولیاء اللہ کو کشف حقیقی من الفرش الی العرش ہوتا ہے۔ ضابطہ خاں صاحب ہندوستان سے حضرت کی محبت میں ستر ہزار نقد اور کئی ہزار کا سونا اور بنگلہ وغیرہ چھوڑ کر قاضی پیٹھ آگئے۔ اون کے بھتیجوں کو اون کی جائداد پہونچ گئی۔ اور وہ قاضی پیٹھ میں ایک سنگی مختصر مکان تیار کر کے عمر گزار لئے۔ یہ مکان اب بھی موجود ہے۔ ضابطہ خاں صاحب کی قبر حضرت کی گنبد مبارک کے پائین ہے۔

(۲۲)۔ مولوی محمد شاہ علی صاحب مہاجر مدینہ طیبہ حضرت قدس سرہ کے شاگرد و مرید تھے۔ فرماتے تھے کہ میں بھی حضرت کی خدمت مبارک میں عرصہ تک بہ طلب نظر فیض اثر حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز صبح سے شام تک برابر حاضر رہا مگر حضرت نے کچھ التفات نہ فرمایا۔ بہت ہی حزین ہمکنڈہ اپنے مکان کو واپس آیا۔ خیال یہ ہوا کہ آپ تمام غیر ملکی ہندوستانی اشخاص کے طرف ہی متوجہ رہتے ہیں۔ ہم باوجودیکہ زیر سایہ ہمکنڈہ میں رہتے ہیں۔ ہماری طرف توجہ نہیں۔ اور آج تو دن بھر حاضر رہا۔ مخاطبت تک نہوے۔ اسی حال میں جب سو گیا۔ آپ خواب میں تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ کیوں ہمارا دیکھنا دیکھتے ہو۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں دیکھ رہا تھا کہ حضرت کے چشمان مبارک سے انوار نکلنے لگے اور مجھ پہ وہ انوار محیط اور محاط ہو گئے۔ قلب پر اس قدر اثر پڑا اور طبیعت ایسی مست ہوی کہ صبح تک میں اوس میں غلطاں رہا۔ گڑھی کی مسجد سے اذاں کی آواز آئی۔ آنکھ کھلی۔ ایک جذب مقناطیسی قاضی پیٹھ کے طرف ہوا۔ جب میں حضرت کے قریب پہونچا۔ ارشاد ہوا کہ آسمان کے طرف دیکھو۔ میں دیکھا تو ایک نور کا شعلہ نظر آیا۔ اور وہ بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ تمام زمین و آسمان حضرت اور میں اوس نور میں مستغرق ہو گئے۔

میں بیہوش ہونے لگا۔

ساقی نے مست نرگس مستانہ کر دیا ایسی پلائی آج کہ دیوانہ کر دیا

غرضیکہ وہ میرا مرکوز خاطر جو تھا حضرت کی توجہ و سرفرازی سے مجھے حاصل ہوا۔

(۲۳)۔ نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک بار رسالہ نیمکنڈہ میں خواب دیکھا کہ کوئی صاحب آکر مجھے پکار رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کون ہیں۔ ارشاد ہوا میں تیرا شفیع ہوں۔ میں خاموش ہو گیا دوبارہ پھر اسی طرح آواز آئی۔ میں خاموش ہو رہا۔ جب صبح ہوئی۔ میں حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور خواب کے واقعہ سے بہت خائف تھا۔ جب میں حضرت قدس سرہ کے سامنے گیا۔ خود ہی فرمانے لگے۔ " نامدار رات کو شفیع المذنبین تمہارے گھر تشریف فرما ہوئے تھے تم کدھر تھے اور کیوں بامنہ آکر اس کا سبب بولو" نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں ہیبت ارشاد سے رہ گیا اور دل ہی دل میں آپ ہی سے جواب کا طالب ہوا۔ اور پھر عرض کیا۔ میاں میں آپ کے قدموں کی طرف تھا۔ اس جواب کو سن کر ارشاد ہوا کہ بہت سچ کہتے ہو۔ اور مجھے سینہ سے لگا لیا۔

یہ مقام نامدار خاں صاحب کا فنافی الشیخ کا تھا۔

چوں تو ذات پیر را کردی قبول ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

(۲۴)۔ ایک بار ایک صاحب جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے اور بغدادی جیب تھے۔ حضرت سے ملنے کے لئے قاضی پیٹھ تشریف لائے۔ حضرت قدس سرہ خلاف عادت دیر تک اون سے عربی گفتگو فرماتے رہے۔ ہمارے حضرت بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت قدس سرہ حالات بغداد شریف بیان فرما رہے تھے۔ گنبد مبارک، خانقاہ شریف وغیرہ کے جہات وغیرہ تفصیلاً بیان فرمایا۔ پھر حضرت قدس سرہ نے اون سے دریافت فرمایا کہ آپ اور بھی زیارات فرمائے ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ اجمیر شریف اور گوالیار شریف گیا ہوں۔ حضرت نے اجمیر شریف کے عمارات وغیرہ کے اور گوالیار شریف کے حالات بیان فرمایا۔ اور پوچھے کہ کیا آپ گوالیار میں بجو باورے کی قبر کی زیارت بھی فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہاں خود لوگوں کو شبہ ہے کہ بجو باورے کی قبر کونسی ہے۔ دو مختلف مقام بتلائے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری

کے قبر کے پائین دو املی کے درختوں کے درمیان جو قبر ہے وہی قبر بجوباورے کی ہے - حبیب صاحب نے کہا کہ ہاں وہاں ایک صاحب نے یہ قبر بھی بتلایا تھا - اس کے بعد حبیب صاحب نے حضرت سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ مقامات ملاحظہ فرمایا ہے - حضرت نے فرمایا کہ میں ابتداء عمر میں کسی بڑے آدمی کا نوکر ہو گیا تھا - اون کے ساتھ جا کر یہ مقامات دیکھا ہوں - حبیب صاحب نے فرمایا کہ آپ خود جاگیردار ہیں - آپ کو ملازمت اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے - ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ وہ عرب صاحب جہاز پر سوار ہوتے ہوے کسی سے حضرت کا نام نامی سنے تھے اور حضرت کی اشتیاق ملاقات میں قاضی پیٹھ پہونچے - حضرت سے مل کر آپ کے اور بھی معتقد ہو گئے اور یہ سب باتیں سن کر ہمارے حضرت سے کہے کہ آپ ولی اللہ ہیں - اور شان ولایت کی وجہ سب حالات آپ کو معلوم ہوتے ہیں - پھر وہ حضرت سے بیعت حاصل کئے - جس روز وہ مرید ہوے اوسی شب میں بفضلہ تعالیٰ فائز مرتبہ معنی بھی ہوے اور دوسرے روز معلوم نہوا کہ وہ کہاں چلے گئے -

(۲۵) - ایک بار حضرت قدس سرہ رسالہ میں بخواہش مریدین تشریف لے گئے - اہل رسالہ مرید ہو رہے تھے - ایک ہندوستانی شخص جو وہاں موجود تھا معتقد ہو کر حضرت سے عرض کیا کہ میں بدل حضرت کا مرید ہوا چاہتا ہوں - بیعت سے سرفراز فرمایے - مگر غلام کی ایک عرض ہے کہ مجھ سے اور میرے بیوی سے اس بات کا اقرار ہے کہ ہم دونوں ایک ہی پیر کے مرید ہونگے - آجکل میری بیوی ہندوستان میں ہے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ حضرت کی سی کامل اور مقدس ذات خوش قسمتی سے مجھے نصیب ہوی - حضرت نے فرمایا کہ جناب خدا قادر ہے - آپ کی بیوی بھی مرید ہو جائیگی - حضرت کے اس ارشاد سے وہ مطمئن ہو گئے اور ارادت سے مشرف ہوے - حضرت مرید کر کے واپس آتے ہوے راستہ میں فرمائے کہ آپ لوگ کھڑے رہیں میں استنجے سے فارغ ہو کر آتا ہوں - راستہ میں ایک چار دیواری کے قریب تشریف لے گئے - تھوڑے عرصہ کے بعد تشریف لائے - لوگ سب سمجھ گئے کہ اس عرصہ میں آپ نے ہندوستان میں ان کی بیوی کو بیعت سے مشرف کر دیا - ایک عرصہ کے بعد جب وہ صاحب ہندوستان گئے - اون کے بیوی نے اون سے کہا کہ یہاں ایک بزرگ تشریف لائے اور مجھ سے فرمائے کہ تمہیں چونکہ اپنے خاوند سے عہد تھا - اس لئے میں تم کو مرید

کرنے آیا ہوں۔ میں قاضی ورنگل ہوں۔ تم میرے مرید ہو جاؤ۔ لہذا میں اون کی مرید ہو گئی۔ تاریخ بیعت و شکل و شمائل بیوی نے بیان کیا۔ انہوں نے اس کی تصدیق کی اور اپنی تاریخ بیعت سے مطابقت کر لیا۔

(۲۶)۔ ایک مکان تاڑ کے پتوں کا مریدین نے اپنے بیٹھنے کے لئے منتخب کیا تھا وہ ٹوٹ پھوٹ گیا۔ بارش کا موسم تھا بیٹھنے کے لئے مشکل ہونے لگی۔ ترشح ہونے لگی۔ اوس زمانہ میں آٹھ آٹھ روز پانی کی جھڑی لگی رہتی تھی۔ مریدین مضطر ہوے کہ کیا کیا جائے۔ حضرت کوئی اچھا مکان بھی نہیں رکھتے ہیں۔ اگر اسی کو درست کر لیا جاے تو سلسلہ بارش کا ہے۔ سب لوگوں نے نامدار خاں صاحب کو کہا کہ آپ حضرت سے عرض کیجئے کہ پانی سے کچھ مہلت مل جائے تاکہ ہم دوسرا جھوپڑا تیار کر لیں۔ نامدار خاں صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ میاں ہمارے بیٹھنے تک جگہ نہیں۔ حضرت جھاڑ کے نیچے تشریف رکھیں تو بھی گزر جاتا ہے۔ ہمارے ساتھ سامان وغیرہ ہے۔ خراب ہو رہا ہے اگر چندے پانی رک جائے۔ ہم جھوپڑا تیار کر لینگے۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم تو اپنے بندوں پر نزول رحمت فرمائے اور تمہارے جھوپڑے کے لئے وہ موقوف ہو جائے۔ نامدار خاں صاحب عرض کئے۔ ہم جلد جلد تیار کر لینگے۔ کچھ تو مہلت ملنا چاہئے۔ آپنے کچھ تامل فرما کے فرمایا کہ کتنی مدت میں تیار کر لوگے۔ انہوں نے عرض کیا۔ دو تین روز ہی میں ہو جاے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا جاؤ تیاری شروع کر دو۔ کہتے ہیں کہ دو تین روز تک صرف ابر ہی ابر رہا۔ ترشح موقوف رہی۔ ہم سب مل کر جلد جلد تیار کر لئے۔ اوس کے بعد پھر بارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت کے ارشاد مبارک میں تاثیر تھی کہ جو زبان مبارک سے نکل جاتا وقوع پذیر ہو جاتا۔

(۲۷)۔ نواب فیض محمد خاں و نواب احمد علی خاں باپ بیٹے معززین بلدہ سے تھے۔ کچھ گردش میں آگئے۔ معتوب شاہی ہو گئے۔ منصب و اسامیاں وغیرہ داخل سرکار ہو گئے۔ عرصہ تک بلدہ میں متفکر و متردد رہے۔ کوئی صورت کامیابی نظر نہ آئی۔ بالآخر ارادہ کر لئے کہ ہجرت کر کے عرب چلے جائیں۔ اسی پریشانی میں تھے کہ نام نامی سامی حضرت قدس سرہ کا اون کے سمع قبول سے گوش زد ہوا۔ دونوں صاحبین گھوڑوں پر سوار قاضی پیٹہ حاضر ہوے اور حضرت کی ملاقات سے مشرف ہوے۔ حضرت اون سے کچھ نہ پوچھے وہ امیدوار علی صاحب کے مکان میں ٹھہر گئے۔ روزانہ حضرت سے حصول شرف ملاقات

کرلیا کرتے تھے- کچھ عرصہ اس طرح گزر گیا- ایک روز حضرت نے دریافت فرمایا کہ آپ کس لئے یہاں تشریف لائے ہیں- انہوں نے عرض کیا کہ ہمارا ارادہ ہجرت کا تھا- آپ کا نام نامی سن کر در دولت پر حاضر ہوئے ہیں امیدوار دعا ہیں- پھر اس طرح آٹھ سات مہینے گزر گئے- ایک روز اون کا ایک گھوڑا بیمار ہوگیا- دوا وغیرہ کھلانے سے فائدہ نہوا- حضرت کو اطلاع ہوئی- آپ نے بھی دوا کھلانے ارشاد فرمایا- گھوڑے کی حالت ردی ہوگئی- احمد علی خاں صاحب نے آدمی سے کہا کہ حضرت نے دوا کھلانے ارشاد فرمایا ہے- اس لئے حضرت کو معلوم نہونے پائے- تو جاکر گھوڑا ذبح کردے- اس لئے کہ اوس کی زیست کی امید نہیں ہے- وہ آدمی چھری لے کر ذبح کے لئے گیا- اتنے میں حضرت دولت سرا سے باہر تشریف لائے اور نواب سے دریافت فرمایا کہ آپ کا آدمی کہاں گیا ہے- انہوں نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کہیں باہر گیا ہوگا- آپ نے فرمایا بلوا لیجئے- کہیں وہ گھوڑے کو ذبح نہ کرڈالے- وہ سوچے کہ میں نے خود ذبح کرنے بھیجا ہے- اگر ذبح ہوجائے تو شاید ناگوار طبع اقدس ہو- اسلئے انہوں نے عرض کیا کہ پیر و مرشد گھوڑے کی حالت ردی ہے مردار نہوجائے- ذبح ہوجائے تو مناسب ہے- آپ نے فرمایا- واہ جناب یاد رہے ہمارے تقید کرنے کے آپ نے ذبح کے لئے آدمی بھیجدیا- پھر آپ اوٹھے اور خاں صاحب وغیرہ سب مل کر گھوڑے کے پاس پہونچے- دیکھے کہ وہ چھری گلے پر رکھدیا ہے- حضرت نے فرمایا کہ چھری اوٹھالو گھوڑا اوٹھ جائیگا- ارشاد کی تاثیر یہ ہوئی کہ گھوڑا فوراً اوٹھ گیا- احمد علی خاں صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اوس کے منہ اور ناک میں مٹی بھری ہوئی ہے- آپ نے فرمایا کہ کسی ظرف میں پانی لاکر اوس کے سامنے رکھدو- لگن میں پانی لاکر سامنے رکھ دیا گیا- گھوڑا پانی میں منہ رکھ کر جھٹکا لیا- ساتھ ہی مٹی منہ اور ناک سے نکل گئی- آپ نے چارہ منگاکر سامنے ڈلوادیا وہ کھانے لگا- حضرت نے اوس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ یہ گھوڑا اچھا رہیگا اور نواب ناصر الدولہ بہادر اس کی تعریف فرمائینگے- چند ہی روز بعد راجہ شنبو پرشاد کے علاقہ کا ہرکارہ نواب احمد علی خاں صاحب کے نام احکام لایا کہ حضور کا ارشاد ہے کہ احمد علی خاں کو حاضر کریں- وہ حضرت سے رخصت ہوکر بلدہ گئے اور بوقت حاضری پیشی اوسی گھوڑے پر سوار تھے- جب سلام کی غرض سے سامنے حاضر ہوئے- نواب ناصر الدولہ بہادر نے فرمایا کہ کیسا اچھا گھوڑا ہے- اس طرح حضرت کے ارشاد مبارک کا ظہور ہوا

اور نواب ناصر الدولہ بہادر نے احمد علی خاں صاحب کے سب ضبط شدہ اعزاز و منصب وغیرہ اجرا فرما دیا۔

بر در میکدہ رندان قلندر باشند   کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی

(۲۸) - ایک سال اس قدر امساک باراں ہوا کہ باولیوں کا پانی خشک ہوگیا - لوگ پریشان ہوگئے علی حسین صاحب اور چند مرید حضرت کے حاضر ہوکر عرض کئے کہ پیر و مرشد دعا فرمائیں کہ خداوند عالم ہم بندوں پر باران رحمت مبذول فرمائے - پہلے تو آپ نے عذر فرمایا - پھر جب ان لوگوں نے اصرار کیا - قبول فرما کر مریدین کو ہمراہ لیکر لعل تالاب پر تشریف لے گئے - تالاب خشک تھا - اوس کے شکم میں ایک پتھر پر تشریف رکھ کر وضو فرمایا - اور دوگانہ ادا فرمایا اور پھر سر بسجدہ ہوئے - سب لوگ دیکھتے رہے - تھوڑے ہی عرصہ میں ابر آیا اور پانی برسنے لگا - ہم لوگ حضرت سے کسی قدر دور تھے - پانی اس قدر زور سے برسا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں بڑے بڑے نالے بہنے لگ گئے اور تالاب میں پانی آنے لگا - مگر حضرت اوسی طرح مستغرق حال تھے - ہم لوگ سوچے کہ تالاب میں پانی زیادہ آجائیگا تو حضرت کے تشریف لانے میں دقت ہو گی - ایک صاحب نے جرأت کرکے حضرت کو اوٹھایا - حضرت چمک کر اوٹھے اور سب کے ساتھ بھیگتے ہوئے دولت خانہ تشریف لائے -

(۲۹) - حضرت کے دولت خانہ پر اکثر مریدین و معتقدین حاضر رہا کرتے تھے اور دولت سے جو کچھ کھانا معمولی میسر آتا - کھا لیتے تھے - ایک روز کسی صاحب نے کھانا کھاتے وقت تذکرہ کیا کہ اچار ہوتا تو اس وقت اچھا ہوتا - کہتے ہیں کہ اوس کے دوسرے یا تیسرے روز سب مل کر کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت نے فرمایا کہ ذرا تامل کیجیے - کسی بزرگ کے پاس سے تحفہ آرہا ہے - تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص بیگار رکھے سر پر اچار کا گھڑا لیا ہوا حاضر ہوا - معلوم ہوا کہ میاں جمال الدین صاحب نے حیدرآباد سے بھیجا ہے - یہ بھی معلوم ہوا کہ جس روز یہاں اچار کا تذکرہ ہوا تھا - حضرت موصوف نے اوس روز اپنی مجلس میں فرمایا تھا کہ ہمیں قاضی پیٹھ اچار بھیجنا ہے -

(۳۰) - میر رحمت علی صاحب سوار رسالہ حضرت کے مریدین سے تھے ایک وقت بلارم سے رخصت لے کر قاضی پیٹھ حاضر ہوئے - صبح و شام حضور کی ملاقات سے بہرہ یاب رہتے تھے - ایک روز وہ

لشکر نہکنڈہ گئے۔ جہاں ایک انگریز فوجی افسر سے ملاقات ہوئی۔ اوس نے دریافت کیا کہ تمہاری رخصت کب تک ہے۔ رحمت علی صاحب نے کہا کہ تاریخ یاد نہیں ہے۔ رخصت کا اجازت نامہ جو انگریزی میں لکھا ہوا تھا اوس افسر کو تبلایا۔ اوس نے دیکھ کر کہا کہ آج رخصت ختم ہے۔ کل حاضری نہ ہوگی تو عمل برطرفی ہو جائیگا۔ یہ سن کر وہ بہت افسردہ دل ہوے اور پُر ملال قاضی پیٹہ آئے۔ حضرت قدس سرہ نے اون سے دریافت فرمایا کہ کیوں میر صاحب آپ سست معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ پیر و مرشد لشکر نہکنڈہ میں آج انگریز افسر سے ملاقات ہوی۔ اوس نے کاغذ دیکھ کر کہا کہ آج تمہاری رخصت ختم ہے۔ اور کل حاضری نہ ہوگی تو برطرفی ہو جائیگی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ فکر نہ کیجئے۔ خداوند عالم کل تک آپ کو پہونچا دینے پر قادر ہے اور ارشاد ہوا کہ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو جائیے۔ غرضکہ وہ سب باتوں سے فارغ ہو لئے۔ شام ہوی۔ حضرت قدس سرہ نے اونہیں ہمراہ لیکر رخصت کرنے کے لئے گاؤں کے باہر تشریف لائے۔ اور ایک مقام پر راستہ سے بازو کھڑا کر کے اون کے آنکھوں سے پٹی باندھ دئے۔ اور فرمایا کہ پٹی نہ کھولو اور بازو بازو سے بلارم کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میر صاحب کہتے تھے کہ حضرت وہاں سے مراجعت کئے اور میں بلارم کی طرف روانہ ہوا۔ میرے حواس ایسے مختل ہوے کہ میں اچھی طرح اپنی رفتار کا اندازہ تک نہیں کر سکتا تھا۔ معلوم نہیں شب بھر کس طرح چلا گیا۔ جب صبح صادق کی نوبت پہونچی۔ پریڈ اور سواروں کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ آوازیں سن کر پٹی آنکھوں کی کھول دیا۔ اور نوکری میں شامل ہو گیا۔ جب اس قصہ کو پیر بھائیوں میں بیان کیا۔ سب کے سب حضرت کی اس کرامت سے بے انتہا مسرور ہوے۔

(۳۱)۔ بخش اللہ بیگ صاحب یہ بھی حضرت کے مخصوص مریدین سے تھے۔ یہ نواب افسر الملک بہادر مرحوم کے حقیقی بہنوائی ہیں۔ ایک روز حضرت قدس سرہ سے عرض کئے کہ فدوی کو لڑکی ہے۔ لڑکا نہیں ہے پیر و مرشد لب کشائی فرمائیں۔ آپ نے تھوڑی دیر تامل فرمایا اور پھر فرمایا کہ اچھا تم کو ایک لڑکا ہوگا۔ اوس کا نام غلام حسین بیگ رکھنا۔ اسی طرح اون کو ایک لڑکا ہوا اور نام غلام حسین بیگ رکھا گیا۔

(۳۲)۔ مولوی سید محی الدین بادشاہ صاحب صدر تعلقدار ورنگل کی بیوی حضرت قدس سرہ کی سالی کی دختر تھیں۔ اون کو دو لڑکیاں تھے۔ کوئی لڑکا نہیں تھا۔ ایک وقت وہ حضرت پیر و مرشد قبلہ کو

جو اون کے خالہ زاد بھائی تھے۔ موضع عرس جاگیر میں ملا کر بہت کچھ منت وسماجت کیے کہ حضرت قدس سرہ سے
اسی طرح عجز والحاح سے عرض کیجیے کہ مجھے ایک لڑکا ہو جائے تو ہمیشہ ہوں میں سرخروئی ہو سکے۔ پیرو مرشد قبلہ
نے حضرت قدس سرہ سے اوسی طرح عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تعویذ بھیج دو۔ اور چار ماہ بعد ہم کو یاد دلانا۔
حضرت فرماتے ہیں کہ حسب الارشاد میں چار ماہ بعد یاد دلایا۔ ارشاد ہوا کہ مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا۔ بفضلہ
ان بیوی صاحبہ کو تین فرزند یکے بعد دیگرے ہوئے۔ ان کے دوسرے فرزند نواب احمد یار جنگ بہادر
اور تیسرے سید عبد العلی صاحب منصبدار ہیں۔

(۳۳)۔ ایک وقت آپ بیرون پل کہنہ منعقد پورہ میں بتقریب دعوت تشریف لے گئے تھے
وہاں بعض حضرات مرید بھی ہوئے۔ ایک صاحب نے جن کو اولاد نہ تھی وہ اور اون کی بیوی بھی بیعت
سے مشرف ہوئے۔ بیوی صاحبہ نے اولاد کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے حصہ میں اولاد نہیں ہے
وہ بہت پریشان ہو گئے۔ اون کا گھر کا گھر آہ وزاری کرنے لگا۔ سب مل کر حضرت کے قدم پکڑ لیے۔ آخر ش
آپ کو رحم آگیا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا تم کو ایک اولاد ہوگی۔ چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی میرا نام رکھنا۔
پھر بفضلہ اون کو ایک لڑکی ہوئی جن کا نام افضل بی رکھا گیا۔ بفضلہ یہ افضل بی صاحبہ بھی صاحب
اولاد ہوئیں۔ چنانچہ ان کے ایک فرزند کسی عہدہ پر ورنگل آئے تھے اور حضرت سے حصول شرف
ملازمت کے لئے قاضی پیٹھ حاضر ہوئے تھے۔ یہ آپ کا خصیصہ تھا جو شخص حاضر خدمت ہوتا حصول مقصود سے
محروم نہوتا۔

(۳۴)۔ ایک مرید اہل رسالہ پر جن مسلط تھا اور طرح طرح کے تکالیف دیتا تھا۔ ہر قسم کے عملیات
وغیرہ سے علاج کئے۔ سود مند نہوا۔ بالآخر مجبوراً بحصول رخصت قاضی پیٹھ آئے اور حضرت سے اپنے تکالیف
کا اظہار کیا۔ حضرت قدس سرہ کی توجہ اور علو شان کے اعتبار سے وہ جن کو اکثر حضرت ہی کے سامنے گالیاں
دیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ اپنے بستر پر سو رہے تھے کہ جن اون کو معلق اوٹھا لیا۔ سب لوگ دیکھ رہے
تھے کہ وہ معلق اوٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت کے دولت خانہ کے قریب ایک باؤلی تھی۔ قریب تھا کہ وہ باؤلی
میں ڈال دئے جاتے۔ سب لوگ تو دیکھ رہے تھے حضرت قدس سرہ سے عرض کرنے لگے کہ پیرو مرشد

جن ان کو باؤلی میں ڈال رہا ہے۔ حضرت نے اوس طرف التفات فرمایا۔ فوراً اوس نے اون کو لب چاہ رکھدیا تھوڑی دیر بعد وہ ہوش میں آئے اور عرض کئے کہ پیر و مرشد کے سامنے جن میری یہ حالت کر رہا ہے۔ اب آپ کو کب رحم آئیگا۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ اچھا جناب آج سے آپ پاس وہ نہیں آئیگا۔ ارشاد مبارک کی یہ تاثیر ہوی کہ پھر کبھی ان پر اوس کا اثر نہوا۔ حضرت قدس سرہ نے حضرت پیرومرشد قبلہ سے فرمایا کہ مکان میں جب میں گیا وہ جن آکر میرے روبرو اپنی پگڑی رکھ دیا اور کہنے لگا کہ مجھے اوس شخص سے بڑا فائدہ ہے۔ آپ مجھے اوس سے علیحدہ نہ کیجئے۔ میں نے کہا کہ وہ میرے مکان پر امید لے کر آئے ہیں اون کا بلا حصول مقصود واپس جانا مجھے پسند نہیں آئیگا۔ آئندہ سے تو اون کے پاس نہ آ۔

ہر کس کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز محروم ز درگاہ تو کئے گردد باز

(۳۵)۔ حضرت کے نسبتی بھائی میر تراب علی صاحب اپنی زوجہ کے انتقال کی وجہ بہت غمگین تھے۔ بیوی سے ان کو بہت محبت تھی۔ میر صاحب موصوف ہنمکنڈہ میں رہتے تھے۔ ایک روز حضرت قدس سرہ کے طرف متوجہ ہو کر اپنی بیوی کی مغفرت کے لئے دعا کئے۔ اور عرض کئے کہ حضرت کا فیضان مشہور ہے۔ اگر مجھے اپنی بیوی بحالت مغفرت خواب میں نظر آجائیں۔ اطمینان ہو جاتا ہے۔

حضرت قدس سرہ اُس زمانہ میں بعالم حیات تھے۔ میر صاحب نے اوسی شب خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت قدس سرہ کی قدمبوسی کے لئے قاضی پیٹھ آرہے ہیں۔ ہمت سنگ کے مکان تک وہ پہونچے تھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت خود شکرام میں بیٹھے ہوے تشریف لارہے ہیں اور حضرت کے ساتھ کوئی اور شخص بھی ہیں۔ میر صاحب کہتے ہیں کہ میں حضرت کو جو دیکھا۔ آداب بجالایا۔ آپ نے فرمایا۔ میاں۔ کہاں جاتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہو رہا تھا فرمایا۔ اچھا آئیے اور شکرام میں بیٹھ جائیے۔ میں شکرام میں سوار ہو گیا۔ شکرام چلتے چلتے ایک ٹبر پر پہونچی جو مسطح اور وسیع تھا۔ پھر وہاں سے چلتے چلتے دوسرے ٹبے پر پہونچے۔ اسی طرح متعدد ٹبوں پر چلی۔ آخر ایک بہت وسیع ٹبہ پر دوڑ کر پہونچی اور اتری۔ وہاں شکرام چھوڑ کر حضرت قدس سرہ اتر آئے۔ وہاں ایک مکان تھا۔ حضرت اوس میں تشریف لے گئے۔ میں بھی ہمراہ گیا۔ میں حضرت قدس سرہ کے حسب الحکم اوس مکان میں پھر کر دیکھنا شروع کیا۔ اوس میں ایک دروازہ کھلا ہوا تھا

جس کے دوسرے طرف دوسرا مکان تھا۔ اوس دروازہ میں سے دیکھا تو عورتوں کی گڑبڑ نظر آرہی تھی۔ اون
عورتوں میں میری بیوی بھی نظر آگئے۔ میں پکارا وہ نزدیک آکر پوچھے کہ تم کس کے ساتھ یہاں آئے۔ میں نے
کہا کہ حضرت کے ساتھ آیا ہوں۔ میں نے کہا کہ تم یہاں کیسے ہو۔ انہوں نے کہا کہ حق تعالی نے مجھے یہاں ان
بہشتی بی بیوں کے ساتھ رکھا ہے۔ بہت آرام میں ہوں۔ اب تم جاؤ۔ گوشہ والے سامنے آجائینگے۔ تمہاری
اطاعت کی وجہ اللہ تعالی نے مجھے یہ مقام دیا ہے۔ میں اتنے میں بیدار ہوگیا۔ صبح میں اس خواب کا تذکرہ
مولوی عبداللہ صاحب سے کیا جو ہمکنڈہ کے مشہور عالم تھے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت قاضی صاحب قبلہ
ولی کامل ہیں تم کو جنت اور تمہاری بیوی کا جنتی ہونا خواب میں دکھلادے۔

(۳۶)۔ محمد علی بیگ نامی اسوار حضرت کے مریدین سے تھے۔ ایک گھوڑے کے سلحدار تھے۔ رخصت
لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوے۔ اتنے دن رہے کہ ایام رخصت ختم ہوگئے۔ اون کے افسر متعلقہ میں اون میں
کچھ شکر رنجی تھی۔ اوس نے بعلت غیر حاضری اون کو برطرف کردیا اور سلحداری ہراج کرکے رقم کی ہنڈوی اون کے
پاس قاضی پیٹھ بھیجدیا۔ وہ کہتے تھے کہ مجھے آئندہ کی گزر بسر کا خیال بے انتہا مشتعل کردیا۔ میں حضرت سے اجازت
مانگا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری تو برطرفی ہوگئی۔ اب جانے سے کیا حاصل۔ ایک ہفتہ اور یہیں رہو۔ بعد ایک ہفتہ کے
حضرت سے اجازت لیکر مراجعت کیا۔ جب میں بارام پہونچا۔ دوست و آشنا اہل برادری میری برطرفی پر
تاسف کرنے لگے کہ ناحق غیر حاضری کی علت میں برطرفی ہوگئی۔ اتفاقاً اوس وقت رسالہ کا ایک بڑا افسر وہاں سے
گزر رہا تھا۔ مجمع کو دیکھ کر دریافت کیا۔ یہاں سب لوگ کیوں جمع ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ سوار قدیم ملازم ہے
غیر حاضری کی علت میں فلاں افسر نے اس کو برطرف کردیا اور گھوڑا ہراج کرڈالا ہے۔ اوس نے کہا۔ اچھا کل صبح
تم ہمارے بنگلہ پر آنا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں صبح بنگلہ پر گیا اوس نے حکم لکھدیا کہ گھوڑا واپس دے دیا جائے۔
اور بحالی کا حکم کیا جائے۔ چنانچہ میں شریک ملازمت ہوگیا۔ اور حضرت کے تصدق سے اب آٹھ
گھوڑوں کا سلحدار ہوا)۔

(۳۷)۔ مرزا غلام حسین صاحب جو حضرت کے مرید اور رسالہ مدین پلٹن سے تھے۔ قاضی پیٹھ حاضر ہوے
ایک روز حضرت سے عرض کیے کہ حضور [illegible] مجھے غلام ایک بکرا [illegible] نیاز کرانا چاہتا ہے [illegible] سے حضرت کے توجہ [illegible]

اور خادمین کو بھی آرام ملیگا - آپ نے فرمایا کہ جناب ہم غریبوں کے لئے یہ گھانس پھوس کے مکان کافی ہیں انہوں نے دیوار کا پایہ کھدوا کر دیوار اٹھانا شروع کردی - جب دو تین گز اوٹھی - یک بیک رات کو گر پڑی - پھر انہوں نے دوبارہ اٹھوایا - اور پھر دوبارہ گر پڑی - اوس وقت اون کو خیال آیا کہ میں نے اچھا اجازت حاصل نہیں کیا - شاید حضرت کی مرضی مبارک نہیں ہے - پھر وہ حضرت کے پاس حاضر ہو کر نہایت عجز و الحاح سے عرض کئے کہ میں اس کام کو سعادت دارین سمجھ کر آغاز کیا ہوں - حضرت اجازت سرفراز فرمانا - حضرت کی اجازت و رضامندی کے بغیر اس کی تکمیل ناممکن ہے - حضرت نے اون کو بالآخر اجازت دیا اور مکان تیار ہوا - صاحب موصوف منصبدار اور جمعدار نظم جمعیت بھی تھے - ایک عرصہ تک محرزانہ قاضی پیٹہ میں قیام پذیر رہے - جمعدار صاحب کے محل میں حاملہ تھیں وہ بھی مرید تھیں - دن پورے تھے - ایک روز جبکہ دردزہ آغاز ہوئے - ماما کو حضرت قدس سرہ کی خدمت مبارک میں روانہ کئے کہ کوئی تعویذ سرفراز ہو - رات کا وقت تھا - حضرت آرام فرمارہے تھے - مرزا زمن بیگ صاحب پاؤں دبا رہے تھے - حضرت قدس سرہ نے پوچھا - مرزا بھائی کیا ہے - انہوں نے عرض کیا کہ میاں جمعدار صاحب کے پاس سے ماما آئی ہے کہ اون کے محل میں دردزہ ہو رہے ہیں - آپنے تامل فرمایا - انی ماں صاحبہ جو وہاں حاضر تھے - خیال کئے کہ شاید پھر حضرت آرام فرما چکے ہیں - آواز کر کے عرض کئے کہ کیا حضرت آرام فرمارہے ہیں - ماما جواب کی منتظر ہے - آپ نے اوسی حالت میں مرزا صاحب کے طرف دیکھ کر فرمایا کہ "معلوم می شود کہ غلام حسین صاحب داماد نیک بخت می خواہند" - اس کے بعد ماما واپس چلی گئی - اور یہ پہونچی تک بفضلہ لڑکی تولد ہوئی - یہ بیوی صاحبہ نوابان رفعت یار جنگ بہادر و نظامت جنگ بہادر کی والدہ ماجدہ ہیں - جن کی خوش بختی بفضلہ تعالیٰ اظہر من الشمس ہے -

(۳۸) - ایک روز ظفر گدہ کے خطیب حاضر ہو کر عرض کئے کہ پیرو مرشد مجھ پر اقسام کے مصائب و تکالیف عاید ہیں - افلاس و خلاکت کے علاوہ سب گھر کے بچے بڑے قسم قسم کے امراض میں مبتلا رہتے ہیں - اب پیرو مرشد کی امداد و توجہ چاہیئے - حضرت نے تھوڑی دیر تامل فرما کر ارشاد فرمایا کہ قدیم سے تمہارے گھر میں نرسو کا پوجا ہوا کرتا تھا - تم نے اوس کو موقوف کردیا - اسلئے وہ ستاتا ہے - انہوں نے عرض کیا کہ دریاں سے جب سے وابستگی ہوی واقعی اوس کو ہم نے چھوڑدیا - آپ نے فرمایا اچھا دیہ اکر کہ جس جگہ اوس کا پوجا ہوتا تھا

وہاں سے سب سامان نکال کر پھینک دو - اور وہاں گیارہ کوڑیاں، بسم اللہ کہہ کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک سے رکھ دو - اس بلا سے نجات مل جائیگی - خطیب صاحب نے ایسا ہی کیا - اور بفضلہ مصائب - فلاکت و امراض سے نجات پایا -

(۳۹) - حضرت پیر و مرشد قبلہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت قدس سرہ بندم کے تالاب پر تشریف لے گئے - بھویاں مچھلیاں پکڑ رہے تھے اور بھی لوگ وہاں جمع تھے - مچھلیاں وہاں جا بجا بھون بھون کر کھا رہے تھے - میں کمسن تھا - میں بھی اون سب میں شریک تھا - اتنے میں کسی نے کہا کہ آپ کا کتا زنجیر توڑ کر بھاگ رہا ہے - جب اوس کو بھاگتا ہوا دیکھا بمقتضائے عمر میں پریشان ہو گیا - وہ کتا ایک انگریز نے مجھے تحفہ دیا تھا اور وہ خاص قسم کا تھا - حضرت قدس سرہ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کیا تم کتا بھاگ جانے سے آزردہ ہو وہ آجائیگا - تم متفکر نہ ہو - سب کے ساتھ کھاؤ پیو - مگر مجھے اوس کا خیال ہی رہا - غرضکہ جب وہاں سے فارغ ہو کر گھر پہونچے - سر غرب دیکھتا کیا ہوں کہ وہ کتا خود بخود دروازہ سے گھر میں آرہا ہے -

(۴۰) جناب نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہمارے فوج مرہٹواڑی پر متعین تھی - رمنہ کی حفاظت کے لئے کچھ سوار اور جمعدار دور دور مقام پر بھیجدئے گئے - ان میں میں بھی تھا - رمنہ کا مقام ایک لق و دق جنگل تھا - وہاں ڈھانس، مچھر وغیرہ بہت تھے - بڑی تکلیف تھی - میں ایک روز حضرت قدس سرہ کے طرف متوجہ ہو کر نہایت عجز و الحاح سے عرض کیا کہ حضرت میرا تبادلہ چھاؤنی پر ہو جائے - حضرت رویا میں تشریف لائے اور فرمائے کہ تم کیوں رنجیدہ ہو - فلاں تاریخ تمہارے معاوضہ کے سوار آجائینگے اور تم چھاؤنی پر آجاؤنگے - جب میں خواب سے بیدار ہوا ساتھ والوں سے کہدیا کہ فلاں تاریخ ہمارے بدلی کے سوار آجائینگے اور ہم چھاؤنی چلے جائینگے - ساتھ والوں نے ہنس کر کہا کہ یہ معلوم نہیں ہے - غرضکہ جب روز معین آیا میں اپنے قیامگاہ سے باہر جا کر منتظر تھا - تھوڑے عرصہ میں جھنڈیاں برچھیوں کے دور سے دکھلائی دئے - جب قریب پہونچے اون سے دریافت کیا - اون لوگوں نے کہا کہ آپ کے معاوضہ میں ہم کو بھیجا گیا ہے - آپ لوگ چھاؤنی پر

چلے جائیں۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ باز گردانند ز راہ

(۴۱) - ایک روز ناگور شریف سے بطور سیاحت چند فقرا قاضی پیٹھ آئے تھے۔ منجملہ اون کے ایک شاہ صاحب سخت بیمار ہو گئے - شدت مرض سے مایوس ہو کر حضرت سے دعا صحت کے خواستگار ہوے - اوسی وقت حضرت نے سر بسجدہ ہو کر دعا فرمایا - بفضلہ تعالیٰ صبح تک وہ شاہ صاحب صحت پا گئے - اور دوسرے ہی روز اپنے مقام پہ پہنچ گئے -

(۴۲) - نامدار خاں صاحب کے ایک صاحب بہت دوست تھے - وہ تپ بخار میں نو ماہ سے مبتلا تھے - خاں صاحب سے عرض کئے - آپ میرے لئے حضرت پیر و مرشد قبلہ سے عرض کیجیے - خاں صاحب نے بہ عجز و الحاح دعا کیا - حضرت نے اوس کو مستجاب فرمایا - اوسی شب خاں صاحب نے بحالت زوال میں تھے بخار کو خواب میں دیکھا اس طرح کہ ایک مہیب شکل ہے - خاں صاحب نے اوس سے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو - اوس نے کہا کہ میں تمہارے دوست کا بخار ہوں اور حسب الارشاد حضرت قاضی صاحب تمہارے پاس آیا ہوں - جو تم کہو گے تعمیل کرونگا خاں صاحب نے فرمایا کہ تم میرے دوست کے پاس نہ جاؤ - جہاں چاہو چلے جاؤ - اوسی روز اون کے دوست کا بخار رفع ہو گیا - جب خاں صاحب قاضی پیٹھ آئے اور حضرت سے یہ قصہ بیان کئے - حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوس وقت تم اگر بخار کو اپنی اطاعت میں رکھ لیتے تو ہمیشہ تمہاری اطاعت میں رہتا -

بخار ایک صورت مثالی اختیار کر کے خاں صاحب کے خواب میں آیا تھا -

(۴۳) - شیخ احمد علی تعلقہ پرکال کے باشندہ تھے اون کو پیچش سے خون آنے لگ گیا تھا - وہ کئی روز ورنگل مٹھواڑہ میں علاج کئے مگر فائدہ نہوا - تنگ آگئے - حضرت قدس سرہ کے کرامات ظاہرہ و تصرفات باہرہ کی وجہ قاضی پیٹھ حاضر ہوے اور چند روز سکونت گزیں رہے - روزانہ دفع شکایت کے لئے حضرت سے التماس کیا کرتے تھے - اس طرح کئی روز ہو گئے - ایک روز ارشاد ہوا کہ تم مجھ سے روزانہ نہ کہا کرو - جب میں چاہونگا کچھ کرونگا - حالت یہ تھی کہ عرصہ کی پیچش کی وجہ بے انتہا ضعیف اور بیتاب تھے - مگر چونکہ عرض حال کی ممانعت تھی کچھ نہ کہہ سکتے تھے - ایک روز بے تاب ہو کر دیوانخانہ کے کسی گوشہ میں پڑے رہے - ناتوانی بہت

ہوگئی تھی - حضرت نے یہ دیکھ کر فرمایا - احمد علی ادھر آؤ - اور ہاتھ پھیلاؤ - اور آپ ڈونچی سے پانی ڈالنا شروع کئے اور فرمائے کہ پیتے جاؤ - احمد علی صاحب کہتے ہیں کہ میں ہاتھ سے پیتا گیا - باوجود دیر ہو جانے کے بھی حضرت نے ڈونچی کا سب پانی مجھے پلا دیا - حتیٰ کہ پیٹ خوب بھر گیا - حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آج سے تمہاری بیماری دفع ہوگئی - بحمد اللہ ایسا ہی ہوا -

(۴۴) - ایک روز حضرت قدس سرہ کی مجلس میں تذکرہ تھا کہ قطب صاحب دہلی کو رئیس دہلی سے جب تکلیف پہونچی تو قطب صاحب نے فرمایا کہ اچھا اوس کو مستی چڑھی ہے - اب ہم اپنے لنگڑے کو بلاتے ہیں - چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تیمور لنگ نے حملہ کیا اور دہلی پر قابض ہوگیا - یہ سن کر حضرت قدس سرہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہم بھی اپنے لنگڑے کو بلاتے ہیں - لوگوں کو انتظار تھا - کہ اس ارشاد کا کیا اثر ہوگا - چند ہی روز کے عرصہ میں ایک صاحب لنگڑاتے ہوے قاضی پیٹہ آئے اور مرید ہوے اور مدتوں حضرت کی خدمتگزاری کی سعادت حاصل کرتے رہے - چنانچہ بعد وصال مبارک حضرت قدس سرہ کی مزار مبارک پر بھی زمانہ تک خدمت کرتے رہے -

(۴۵) - حضرت قدس سرہ کی عادت تھی کہ آپ بلا تکلف ہر جگہ بیٹھ جاتے تھے - اتفاقاً ایک وقت آپ دھیڑواڑہ میں تشریف فرما تھے اوس وقت اتفاقاً چند جوانان عرب بیگار کی تلاش میں وہاں پہونچے عرب کو دیکھ کر وہاں کے سب دھیڑ بھاگ گئے - صرف حضرت ہی وہاں باقی رہ گئے - چونکہ آپ کے دوش مبارک پر کمبل تھی - اور زمین پر بیٹھے ہوے تھے - عربوں کو غلط فہمی ہوگئی - پوٹلی اوٹھانے کہا - حضرت نے پوٹلی اوٹھالیا - آگے آگے حضرت اور پیچھے پیچھے عرب چل رہے تھے - پوٹلی حضرت کے سر مبارک سے ایک ہاتھ اوپر معلق چل رہی تھی - عربوں نے سمجھا کہ نشہ کی وجہ اون کو غلط نظر آرہا ہے - جب وہ موضع مڑیکنڈہ پہونچ گئے - حضرت کو کچھ پیسے اجرت دینا چاہے - آپ نے انکار فرمایا اور التفات بھی نہ کئے - عرب آپس میں قیل وقال کرنے لگے - دوسرے روز جب اس واقعہ کی شہرت ہوی - لوگوں نے کہا کہ شاید وہ حضرت قاضی صاحب ہونگے - عربوں کو بہت خوف علیہ ہوا کہ یہ کیسی بڑی غلطی ہوی - سب عرب علی الصباح قاضی پیٹہ حاضر ہوے - دیکھے تو وہی حضرت ہیں جو ان کے ساتھ پوٹلی پہونچانے آئے تھے -

پھر کیا تھا ان عربوں نے عذر و معذرت کرنے لگے اور معافی کے خواہاں ہونے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں خود آگیا۔ تمہارا کوئی قصور نہیں۔ اگر میں نہ آتا تم لوگ مجھے نہیں لیجا سکتے۔ بالآخر یہ کرامت دیکھ کر ان سب عربوں نے ارادت و بیعت سے مشرف ہوے۔

(۴۶) - محمد رضا بیگ صاحب جمعدار بریلوی کا بیان ہے کہ میں ایک روز اوال سے رخصت لے کر قاضی پیٹھ حاضر ہو رہا تھا۔ راستہ میں مہندی بن کے پاس ایک شیر۔ ایک اوس کی مادہ۔ اور ایک بچہ اس طرح تین شیر لوٹ رہے تھے۔ میرے ساتھ پانچ سوار اور ایک اونٹ تھا۔ میرے سواری کا گھوڑا بہت قیمتی تین ہزار کا تھا۔ شیروں کو دیکھ کر میں گھوڑا رک گیا۔ اور نہایت لرزاں و ترساں حضرت قدس سرہ کے طرف رجوع ہوا۔ اتنے میں شیر جنگل کی طرف چلا گیا۔ میں حضرت ہی کے طرف رجوع رہا۔ شیر کا بچہ بھی چلا گیا پھر مادہ بھی چلی گئی۔ جب میں پلٹ کر دیکھا تو سوار جو میرے ساتھ تھے اور مجھ سے چھوٹ گئے تھے۔ آکر مل گئے قاضی پیٹھ آکر یہ تمام قصہ حضرت سے عرض کیا۔

(۴۷) - ایک روز حضرت قدس سرہ حوائج ضروری کے لئے پلاس بن کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ نامدار خاں صاحب ہمراہ تھے۔ خاں صاحب سے حضرت نے فرمایا کہ نامدار ہم چھپ جائینگے تو تم ہم کو پہچانوگے انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہاں پیر و مرشد پہچانونگا۔ حضرت نے ایک دائرہ کھینچ کر فرمایا کہ اس میں تم بیٹھو خاں صاحب اوس میں بیٹھے رہے۔ حضرت پلاس کے جھاڑ کے پیچھے تشریف لے گئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بہ شکل شیر برآمد ہوے۔ خاں صاحب شیر کو دیکھ کر ڈرنے لگے۔ پھر وہ شیر اوسی طرف چلا گیا۔ اور حضرت لوٹا لئے ہوے تشریف لاے۔

چو یار آمد ز خلوت خانہ بیروں ہموں نقش دروں بیروں برآمد

(۴۸) - حاجی محب اللہ خاں صاحب اور نامدار خاں صاحب روزانہ چھاونی ہنگنڈہ سے بعد فراغ ملازمت شب میں حاضر خدمت اقدس ہوا کرتے تھے۔ پیدل آنا پڑتا تھا۔ کبھی کبھی یہ دونوں صاحب کے لئے حضرت کی طرف سے دو سفید گھوڑے اون کے مکانات پر پہونچ جاتے مگر یہ اون پر ادباً سوار نہوتے اور گھوڑوں کے سامنے دو مشعل بھی معلق موجود رہتے۔ نہ مشعل کا تھامنے والا نظر آتا۔ نہ گھوڑوں کو کسی نے

لایا معلوم ہوتا۔ یہ دونوں حضرات کے آگے آگے دو گھوڑے اور گھوڑوں کے آگے آگے دو مشعل۔ اس طرح یہ قاضی پیٹھ پہونچ جاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ قدرتی گھوڑے اور مشعل ہوتے تھے جو آپ کی کرامت سے موجود ہو جاتے تھے۔ من لہ المولیٰ فلہ الکل۔

(۴۹)۔ ایک روز حضرت قدس سرہ کی مجلس میں تذکرہ تھا کہ جنت میں منجملہ نعماء الٰہی مسلمانوں کو مچھلی کے کباب سے سرفراز ہونگے۔ نامدار خاں صاحب نے عرض کیا۔ میاں وہ کیسے کباب ہونگے اور اوس کا کیسا ذائقہ ہوگا۔ غرضکہ اشتیاقانہ تذکرہ کرتے رہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اچھا ہم تم کو چکھا دینگے۔ اتنے میں آپ نے ایک طبق مچھلی کے کباب کا اون کے سامنے رکھ دئے۔ اور فرمایا کہ یہ وہی کباب بہمود ہیں جو جنت میں مسلمانوں کو سرفراز ہونگے۔

اوست قادر ہرچہ خواہد آں کند

خاں صاحب کہتے ہیں کہ میں اوس کباب سے مشرف ہوا۔ بیان نہیں کر سکتا کہ اوس کا کیسا ذائقہ تھا۔ دنیا کی کسی نعمت سے اوس کو شباہت نہیں دیا جا سکتا۔

(۵۰)۔ ایک روز مرزا زلفن بیگ صاحب نے اورنگ آباد کی چھاونی سے حضرت کی خدمت اقدس میں عریضہ روانہ کیا۔ جس میں یہ شعر درج تھا۔

قدموں پہ ترے سر ہو جب جان نکل جائے | مرنا تو مسلم ہے ارمان نکل جائے

آپ نے اوس کا جواب جو تحریر فرمایا اوس میں یہ شعر تحریر فرمایا۔

زانو پہ ترے سر ہو جب جان نکل جائے | مرنا تو مسلم ہے ارمان نکل جائے

چند روز بعد مرزا صاحب خواب دیکھے کہ حضرت اورنگ آباد تشریف لائے ہیں اور مرزا صاحب کے زانو پر سر رکھ کر لیٹے ہیں۔ اتنے میں حضرت کی حالت دگرگوں ہونے لگی۔ انہوں نے سب حاضرین سے کہا کہ شاید حضرت کا آخری وقت ہے۔ آپ لوگ کلمہ طیب پڑھیں۔ سب لوگ کلمہ پڑھنے لگے۔ اتنے میں حضرت کی روح پرواز کی۔

چہ کنم با کہ تواں گفت کہ او ۔۔۔ در کنار منست و من مہجورم

اوس وقت حضرت کے دست مبارک پر ہتھیلی کے اوپر ایک پھول تھا - اس کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت نے اون سے فرمایا - مرزا صاحب ہماری روح ایسی نکلی کہ جھاڑ کر صدمہ پہنچا نہ پھول کو دھکا لگا -

حضرت قدس سرہ نے مرزا صاحب کو خط جس طریقہ سے تحریر فرمایا تھا اون پر اوس کا ظہور اس طرح ہوا -

بہر رنگے کہ خواہی جلوہ فرما ۔۔۔ من انداز قدت را می شناسم

(۵۱) - دوسرا خواب چند روز کے بعد مرزا صاحب نے اس طرح دیکھا کہ وہ قاضی پیٹھ حاضر ہوئے اور کسی مزار پر حاضر ہیں - اون کو خیال ہوا کہ یہ مزار حضرت کی ہے - مزار پکی ہے - اتنے میں دیکھے کہ وہ قبر شق ہو گئی - کوئی صاحب کہہ رہے ہیں کہ حضرت تم کو اندر بلا رہے ہیں - مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں اندر گیا - حضرت قدس سرہ چارپائی پر آکوٹ کی شطرنجی پر لیٹے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مکان سرفراز فرمایا ہے وہ تم جاکر دیکھو - میں جاکر دیکھا - اوس مکان کا کیا حال بیان ہو سکے - بہشت بریں کے اعلیٰ مکانوں سے بہتر تھا - میں نے عرض کیا کہ جیسے مرتبہ آپ کا جیسا مرتبہ ہے ویسا ہی مکان حق تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا ہے - یہ بھی اوسی خط کا دوسرا ظہور رہا ہے -

(۵۲) - ایک وقت حضرت قدس سرہ کنبار کے پڑ میں کھڑے ہوئے تھے - نامدار خاں صاحب سے فرمایا کہ نامدار یہ دیکھو یہ دیدار رضا صاحب جمال کا مکان ہے - ایسا ہی بنانا - نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ وہ مکان بشکل ایک گنبد ہے - جس کے سامنے کمانیں ہیں - نامدار خاں صاحب کو خیال ہوا کہ میں ایسا گنبد کیسا بناؤنگا - حضرت کے وصال مبارک کے بعد خاں صاحب نے آپ کا گنبد مبارک اوسی نمونہ کا تیار کرایا جیسا کہ وہ دیکھے تھے -

خاں صاحب فرماتے تھے کہ میں جب دیکھا تھا اوپر کا باریک چونہ نہ تھا اسلئے اون کو اس کا شبہ تھا کہ اون کے سامنے باریک چونہ ہوتا ہے یا نہیں - ایسا ہی ہوا - خاں صاحب کے زندگی میں باریک چونہ اوپر کا نہ ہونے پایا اور آج تک بھی نہوا - معلوم نہیں کہ یہ سعادت کس کے قسمت میں ہے -

(۵۳) - حضرت سید غلام داؤد صاحب جو حضرت قدس سرہ کے صاحبزادہ تھے اون کا جب انتقال ہوا

قبر میں رکھنے کے بعد دیکھا تو اون کا چہرہ مشرق کی طرف پلٹا ہوا ہے۔ محمد لطف اللہ صاحب محتسب ضلع نے حضرت سے عرض کیا کہ کیا قاضی صاحب آپ کے فرزند اور اون کا منہ قبلہ کی طرف نہو۔ یہ سن کر حضرت قدس سرہ قبر میں اترے اور دعا فرمایا کہ الٰہی میں اس سے خوش ہوں۔ تو بھی اس سے خوش رہ۔ ساتھ ہی اون کا منہ قبلہ طرف خود بخود پھر گیا۔ نور اقسم نعلی اللہ لاابرا۔

(۵۴)۔ نامدار خاں صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ آج تم ہمارے ساتھ چلو۔ جب تاڑبن میں پہونچے۔ حضرت نے فرمایا۔ نامدار ہم نماز پڑھتے ہیں تم ڈرینگے تو نہیں۔ خاں صاحب نے عرض کیا۔ نہیں میاں۔ نہیں ڈرونگا۔ حضرت نے اون کے اطراف ایک لکیر کھینچدی اور فرمایا کہ اس کے اندر بیٹھے رہو۔ اس سے باہر نہ آنا۔ حضرت وضو فرما کر نماز عشا ادا فرمانے لگے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ حضرت قدس سرہٗ جب سجدہ کیا کرتے تمام تاڑ کے درخت زمین پر لیٹ جاتے۔ یہ دیکھ کر مجھ پر خوف طاری ہوا۔ اس طرح حضرت نماز سے فارغ ہوے اور پھر دولتخانہ تشریف لائے۔ میں بھی ہمراہ واپس آگیا۔

در نماز م خم ابروے تو چوں یاد آمد   حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

(۵۵)۔ ایک روز آپ دولتسرا میں تشریف رکھتے تھے۔ اپنی روح کو جسم سے باہر نکال کر ایک کرشمہ دکھلایا۔ روح مبارک بالکل حضرت سے مشابہ سامنے بیٹھی ہوی تھی۔ فرق صرف اس قدر تھا کہ حضرت کی ناک پر ایک نشان تھا جو روح مبارک پر نہ تھا۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بھی بندۂ خدا ہے۔ اتنے میں وہ روح اوٹھ کر چلنے لگی۔ لوگ اوس کے پیچھے ہوگئے۔ پھر وہ ایک دیوار کے پیچھے ہو کر غیب ہوگئی۔

روح کے کئی قسم ہوتے ہیں۔ ایک روح سیلانی بھی ہوتی ہے جو خواب میں اپنے جسد کو چھوڑ کر سیر و طیر کرتی رہتی ہے۔

(۵۶)۔ مرزا لطف بیگ صاحب ایک وقت رخصت لیکر قاضی پیٹ حاضر ہوے۔ جب اون کے لئے اندر سے کھانا آیا اون کے پیر بھائی امیددار علی صاحب شکار کو گئے ہوے تھے۔ مرزا صاحب اون کے انتظار میں کھانا نہیں کھائے۔ اتنے میں حضرت قدس سرہ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ مرزا صاحب

کھانا کھائے۔ مرزا صاحب نے عرض کیا کہ امید دار علی صاحب شکار کو گئے ہیں وہ آنے کے بعد کھاؤنگا۔ حضرت نے
فرمایا: اچھا ہم اون کو بلا لیتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دیکھو وہ آرہے ہیں اور اتنے جانور شکار کر کے لا رہے ہیں۔
مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اون کے پاس شکار کے جانور اوتنے ہی تھے جتنے حضرت نے ارشاد فرمایا تھا۔

(۵۷) - ایک روز مرزا ذلفن بیگ صاحب نے عرض کیا کہ مجھے حضرت مخدوم حاجی سیاح سرور صاحب قبلہ
کی قدمبوسی کی بہت آرزو ہے۔ حضرت نے اون کی تمنا کو قبول فرمایا۔ ایک رات خواب میں مرزا صاحب نے
دیکھا کہ حضرت قندھار شریف لے گئے ہیں۔ مرزا صاحب ہمراہ ہیں۔ مرزا صاحب سے آپ نے فرمایا کہ
تم گنبد مبارک کے پاس کھڑے رہو۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مخدوم
حاجی سیاح سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک سے باہر برآمد ہو کر صحن میں تشریف رکھے ہیں۔ اور حضرت
بچہ بن کر رینگتے ہوئے تشریف لے گئے اور حضرت مخدوم کے گود میں کھیلنے لگے۔

(۵۸) - محی الدین علی صاحب سوداگر نہکنڈہ حضرت قدس سرہ کے مرید ہوئے۔ حضرت کو مع
بیس مریدین کے دعوت دیکر نہکنڈہ لے گئے۔ حضرت کی تشریف فرمائی اور دعوت کی خبر سن کر نہکنڈہ کے ساکین
تخمیناً دو سو آدمی جمع ہو گئے۔ مجمع دیکھ کر سوداگر صاحب پریشان ہو گئے۔ کہ کھانے کی تیاری بیس آدمی کے
اندازہ کی ہے۔ انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ میں نے کھانے کا جس اندازہ کا انتظام کیا تھا۔ لوگ
اوس سے بہت زیادہ آگئے ہیں۔ اگر ان سب کو کھانا نہ کھلایا جائیگا تو گالیاں دینگے۔ حضرت نے
رومال عنایت فرمایا اور فرمایا گھبراؤ نہیں۔ رومال دیگ پر ڈھانک دو۔ اور سب کو کھلاؤ۔ سوداگر صاحب
نے ایسا ہی کیا۔ سب لوگ سیر شکمی سے کھالئے۔ جب سب فارغ ہولئے رومال نکال کر دیکھے تو ربع
کھانا بچا ہوا تھا۔

(۵۹) - حضرت سید غلام غوث صاحب کو شکار کا شوق تھا۔ آپ ایک روز ناگل چیرو میں بغرض
شکار تشریف لے گئے۔ وہاں آپ پر آسیبی اثر ہو گیا۔ آثار ظاہر ہونے لگے۔ آپ جب واپس آئے۔
سب لوگ پریشان ہو گئے۔ حضرت قدس سرہ نے اون کے کان پکڑ کر فرمایا کہ آئندہ سے اوس تالاب کو
نہ جانا۔ شب میں پھر آسیب کا اثر ظاہر ہوا۔ حضرت کے محل میں عرض کئے کہ بچہ نیند میں چمک رہا ہے۔

آپ نے راکھ پڑھ کر سرفراز فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بستر کے اطراف ڈال دو، بفضلہ اثر آسیبی دفع ہو گیا۔

(۶۰) - ایک بار حضرت قدس سرہ نے حضرت سید غلام غوث صاحب سے فرمایا کہ آیندہ بموقع شکار تمہارے سامنے شیر کبھی نہ آئیگا - ایسا ہی ہوا کہ آپ جب شیر کے شکار کو تشریف لے جاتے خالی واپس آتے کبھی کوئی شیر آپ کے سامنے نہ آیا -

(۶۱) - ایک سوداگر ہری پلی میں رہتے تھے - آپکے معتقد تھے - ان کو اوسی موضع میں ایک وقت شیر سے مقابلہ ہو گیا - وہ ہیبت سے تالاب میں کود پڑے - شیر کنارہ پر کھڑا ہو گیا - دو تین بار ڈوبے دم پھول گیا - حالت اضطرار میں حضرت کو یاد کئے - وہ کہتے ہیں کہ حضرت شیر کے قریب دکھائی دیے اور شیر کا کان پکڑ کر پہاڑ کے طرف لڑا دیے - تدبیر ہی کے خیال سے پانی سے وہ فوراً نکل آئے - اتنے میں حضرت وہاں سے غائب ہو گئے - سوداگر صاحب اوسی طرح بھیگے کپڑوں سے جلد جلد سامان تیار کر کے قاضی پیٹھ روانہ ہوئے - حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ جو کچھ تم دیکھے ہو دل میں رکھنا - سوداگر صاحب حضرت کے مرید ہو گئے -

حضرت کے انتقال شریف کے بعد سوداگر صاحب نے اس واقعہ کا اظہار لوگوں سے کیا -

(۶۲) - رزیڈنٹ ڈیویسن نے حضرت کے حالات اہل رسالہ سے سن کر معتقدانہ عریضہ لکھ کر حضرت کے پاس بھیجا کہ ہم سنتے ہیں حضرت کثیر الاولاد ہیں اور وارد و صادرین کا خرچ بھی بہت ہے اگر آپ منظور فرمائیں تو ہم سرکار نظام سے سفارش کر کے جدید معاش کی اجرائی کا انتظام کرینگے - یہ عریضہ مرزا زلفن بیگ صاحب کے ذریعہ حضرت کی خدمت میں روانہ کیا گیا - مرزا صاحب بخوشی تمام اس خط کو معہ دیگر عرائض اہل ارادت بلدہ سے قاضی پیٹھ لائے - مرزا صاحب کو دیکھتے ہی حضرت نے دور ہی سے فرمایا کہ مرزا صاحب اوس خط کو جو انگریز نے دیا ہے سامنے کی باؤلی میں ڈال دو - مرزا صاحب کچھ تامل کئے پھر ارشاد ہوا کہ اگر آپ کو میرے پاس آنا ہے وہ خط وہاں ڈال دو - مجبوراً مرزا صاحب نے خط کو باؤلی میں ڈال دیا - جب مرزا صاحب نزدیک آکر قدمبوس ہوئے - حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو خدا بس ہے

(۶۳) - اہل رسالہ ورنگل ہفتہ میں ایک مرتبہ قاضی پیٹھ آکر مجلس سماع کیا کرتے تھے شب بھر

سماع ہوتا تھا - ایک گوسائیں بھی ہمیشہ حاضر ہوا کرتا تھا - چار پانچ ماہ اسی طرح حاضر رہا - ایک وقت حضرت سے عرض کیا کہ میں تخلیہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - حضرت نے علیحدہ جاکر اوس سے گفتگو فرمایا اوس نے اپنے کپڑوں میں سے ایک سونے کی اینٹ نکال کر پیش کیا اور عرض کیا کہ حضرت کے پاس اخراجات بہت ہیں حضرت اس کو اہل خانقاہ کے صرف کے لئے قبول فرمائیں اور کہا کہ یہ اینٹ میری بنائی ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ خدا نے ہمیں بہت دیا ہے اس کی ضرورت نہیں - اوس نے بہت اصرار کیا - آپ نے قبول نہ فرمایا -

(۶۴) - آپ کے ایک مرید مسمی شیخ کالے تھے - وہ کہتے ہیں کہ میں اوس وقت حضرت کے ساتھ تھا - حضرت نے اوس گوسائیں کو مکان کے پیچھے لے گئے اور سینڈہ کی باڑہ میں لکڑی سے کھرچ کر بتلایا کہ اوس اینٹ سے دوگنی اینٹیں سونے کی ایک سے ایک جوڑی ہوئی پانچ چھ نظر آئے - حضرت نے فرمایا کہ اس کا جہاں تک طول ہے اس میں سب طلائی اینٹیں جوڑی ہوئی موجود ہیں - اب ہم کو تمہارے اینٹ کی کیا ضرورت ہے -

بر در میکدہ رندان قلندر باشند　　　　کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی

جب اوس گوسائیں نے یہ واقعہ دیکھا سمجھ گیا کہ آپ کا فقر فقر اختیاری ہے اور اپنی اینٹ لیکر چلا گیا -

شیخ کالے کہتے ہیں کہ میں یہ خیال کیا کہ اوس مقام سے دو چار اینٹ لاکر حضرت کے مکان میں گر اندوں تاکہ فارغ البالی سے گزر ہو - جاکر کھودا تو وہاں ایک اینٹ بھی نہ پایا - مایوس ہوکر واپس آیا - حضرت قدس سرہٗ نے دور سے مجھے دیکھ کر متبسم ہوئے - میں سمجھ گیا کہ حضرت نے میرے آنکھوں سے اس خزانہ کو مخفی فرمادیا - اور میرے وہاں جاکر کھودنے سے واقف ہوگئے -

حضرت کے انتقال شریف کے بعد جب حضرت کو غسل دیا گیا شیخ کالے صاحب نے بوقت غسل جو لنگی حضرت کے جسم شریف پر تھی نچوڑ کر پی لیا تھا - جب سے ان کو بھی سڑکی سی رہتی تھی -

حضرت کے پائین درخت املی کے نیچے ان کی قبر ہے - ان کی قبر کے بازو محی الدین علی سوداگر کی قبر ہے ان دونوں مقابر سے حال تک لوگوں نے کلمۂ طیب کی آواز سنی ہے -

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یہ (۶۴) کرامات وہ ہیں جو آپ سے آپ کے عالم حیات میں ظہور پذیر ہوئے - کرامات کا حال یہ ہے کہ جس پر جو کرامت ظاہر ہوتی ہے وہی اوس کو جانتا اور محسوس کرتا ہے - جب وہ شخص اوس کا اظہار کرتا ہے دوسرے کو اس کا علم ہوتا ہے - خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ سے عالم حیات میں کتنے اور کیا کیا کرامات ظہور پائے جو ایک سے دوسرے کو یا ہم کو نہیں پہونچے - آپ کے علو شان کے اعتبار سے میں ان کرامات کو جو یہاں مندرج ہوئے ہیں یکے از ہزار واند کے از بسیار سمجھتا ہوں - اس میں زیادہ تر کرامات صحتیابی بیماراں و دفع بلیات و کشایش رزق و غنا سے متعلق ہیں -

اللھم اشفنا شفاءً کاملًا وادفع عنا البلیات وارزقنا رزقًا واسعًا طیبًا وحصل مرادنا ویسر امورنا جمیعًا بحرمت حبیبک ومحبوبک و اولیائک آمین ثم آمین -

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سبحانی شاہ بیابانی رفاعی القادری -

باب چہارم

کرامات جو حضرت کے وصال مبارک کے بعد ظہور پذیر ہوئے

(۱) حضرت قدس سرہ کے وصال مبارک کے ایک سال بعد حضرت پیر و مرشد قبلہ کو بہ عمر ۱۷ سالگی سخت بخار آیا۔ چہرہ اور پیر متورم ہو گئے۔ حضرت سرور شاہ صاحب خلیفہ حضرت قدس سرہ کے مرید نواب قاسم یار جنگ اول تعلقدار ورنگل اور میر تراب علی صاحب تحصیلدار پاکھال جو حضرت کے ماموں اور خسر تھے۔ اصرار کرتے تھے کہ آپ بغرض علاج بلدہ کا ارادہ فرمائیں۔ لیکن آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ بالآخر تحصیلدار صاحب موصوف اور اون کی والدہ کے اصرار پر آپ ہنمکنڈہ تشریف لے گئے۔ اس زمانہ میں حضرت عبد النبی شاہ صاحب مجذوب چار ماہ ہنمکنڈہ میں حضرت کے پاس ٹھیرے رہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قدس سرہ خواب میں تشریف لائے اور گوپیا حکیم کو بلایا۔ گوپیا نے آپ سے پوچھا کہ آپ بہت روز سے نظر نہیں آئے۔ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں دور گیا ہوا تھا۔ بچہ کی مزاج کی کیفیت سن کر آیا ہوں۔ گوپیا نے عرض کیا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب مزاج کیسا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ بچہ میرے ہی پاس بیٹھا تھا اب اندر گیا ہے۔ تم ہاتھ پکڑے ہو تو شفا ہو جائیگی۔ گوپیا نے عرض کی کہ میری کیا حقیقت ہے۔ آپ کے قدم آئے ہیں۔ اب شفا ہو جائیگی۔ حضرت قدس سرہ نے حضرت کو ایک دعا بھی تعلیم فرمایا پڑھنے کے ساتھ ہی بفضلہ شفا ہو گئی۔

(۲) دوبارہ حضرت بہ عمر ۲۳ سالگی بخار سے سخت علیل ہو گئے۔ شدت بخار کی وجہ اختلاج، بتورات، تنفس، سوء ہاضمہ، تقلیل غذا، قدر وغیرہ شکایات پیدا ہو گئے۔ ہاتھ پاؤں متورم ہو گئے۔ حالت بہت ابتر ہو گئی تھی۔ علاجات سے عافادہ نہوا۔ حضرت درگاہ شریف جاکر گنبد مبارک کے کمانوں میں ٹھیر گئے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت قدس سرہ خواب میں تشریف لائے۔ کمان کی چھت آپ ہاتھ سے تھامے کھڑے ہیں۔ دوسرے روز پھر خواب میں تشریف لائے اس طرح کہ حضرت کی صحت کے لئے دعا فرما رہے ہیں۔ تیسرے روز حضرت نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں۔ حضرت سامنے حاضر ہیں۔ ارشاد ہوا کہ

گنبد کی عودی کھلاؤ - بفضلہ دوسرے روز سے صحت شروع ہوگئی اور چند روز میں بالکلیہ صحت ہوگئی -

فائدہ - آج تک بھی گنبد مبارک کی عودی مریدین ومعتقدین درگاہ شریف امراض میں تبرکاً استعمال کرتے ہیں اور بلحاظ اعتقاد فائدہ پاتے ہیں -

(۳) سید حسام الدین صاحب کی گردن پر سرطان ہوگیا تھا وہ بلدہ میں نواب افسر الملک بہادر کے پاس ٹھیرے ہوئے تھے - نواب صاحب موصوف نے ڈاکٹری علاج کرانا چاہا - مگر وہ قاضی پیٹھ آگئے اور ایک عرضی حصول صحت کے لئے لکھ کر گنبد مبارک میں گزراندئے - پھوڑا بہت بڑا ہوگیا تھا - روزانہ سیروں پیپ نکلتا تھا - گنبد شریف کی عودی اور شمع کا بچا ہوا تیل ملا کر لیپ کیا جاتا تھا - بس یہی علاج تھا - حسام الدین صاحب کہتے تھے کہ ایک روز حضرت قدس سرہ خواب میں تشریف لائے اور فرمائے کہ حسام الدین صاحب ہیں آپ کی عرضی دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو رو دیا - پھوڑا بتلاؤ - صاحب موصوف کہتے ہیں کہ میں پھوڑا بتلایا - دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ اوس کے فضل کے سامنے اس کی کیا حقیقت ہے - صبح سے پھوڑے کی حالت درست ہونے لگی اور چند روز میں بالکل صحت ہوگئی -

(۴) بڑے حضرت میاں حال سجادہ صاحب بخار و پیچش سے ایک وقت سخت علیل ہو گئے - حضرت قدس سرہ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ اب خیریت ہوگئی - بفضلہ بالکل خیریت ہوگئی -

(۵) حضرت کی صاحبزادی محل جناب ابو میاں صاحب کو بھی ایک وقت جاڑہ بخار تھا - وہ خواب میں دیکھیے کہ کوئی شخص اون کے تاپچہ کاٹ رہا ہے وہ گھبرا گئیں - اتنے میں حضرت قدس سرہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ہماری بچی کو چھوڑ دو - اون لوگوں نے کہا کہ ہم کو حکم ہے - آپ نے فرمایا کہ الوال میں فلاں مقام پر جو لڑکی ہے اوس کے لئے حکم ہے اوس کو لیجاؤ - دوسرے روز سے صحت شروع ہوگئی -

(۶) حضرت والدہ صاحبہ قبلہ کا مزاج بھی ایک وقت سخت خراب ہوگیا تھا - چالیس روز تک تشنج رہا - دانت بند رہتے تھے - خواب میں حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ پاؤ پلہ کھانا پکا کر فاتحہ دلاؤ اور غربا کو کھلا دو - بفضلہ صحت ہوگئی -

(۷) ایک اور صاحبزادی جن کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی۔ تمام جسم پر لیموں برابر پھوڑے ہو گئے تھے۔ پیپ بہتا تھا۔ والدہ صاحبہ قبلہ فرماتی ہیں کہ حضرت خواب میں تشریف لائے اور بچی کو اُٹھا کر میرے گود میں دیدئے اور ارشاد فرمایا کہ نام بدل دو۔ الحمدللہ صحت ہو گئی۔

(۸) بلدہ میں حضرت نے صاحبزادہ کی شادی کے موقع پر ریذیڈنسی کے کسی ساہوکار سے زیور رہن رکھ کر کچھ قرضہ لیا تھا۔ وعدہ پر ادائی نہ ہو سکی۔ تقاضا شروع ہوا۔ حضرت پریشان ہو گئے۔ حضرت قدس سرہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا کہو میں کس سے کہوں۔ حضرت نے عرض کیا کہ ریذیڈنسی میں ساہوکار ہے وہاں حکم ہو۔ ارشاد ہوا اچھا میں لکھ دیتا ہوں۔ اس کے بعد پھر تقاضا نہ ہوا۔ ایک عرصہ کے بعد حضرت نے ہی خود رقم بھیج کر زیورات منگا لیا۔

(۹) نام محمد عبداللہ نداف چودھری شہر ورنگل پر لوگوں نے رشوت ستانی کے الزام میں استغاثہ کیا۔ محمد حنیف صاحب تعلقدار نے بعد دریافت سزا سنادی۔ چودھری کے جورو بچے حضرت کے پاس آ کر رونے لگے کہ چار ماہ سے چودھری قید ہیں اب چھڑا دیجئے۔ آپ نے دعا فرمایا۔ حضرت قدس سرہ نے رویا میں حضرت پیرو مرشد قبلہ کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر تحریر فرمایا کہ "ازطرف پدر سرور بادشاہ قاضی" اور فرمایا کہ جاؤ دوسرے روز محمد حنیف صاحب تعلقدار کے پاس حضرت تشریف لے جا کر سفارش فرمائے۔ تعلقدار صاحب موصوف نے سوم تعلقدار صاحب کو جو نواب تہنیت یار جنگ کے بھانجے تھے بلا کر مشورہ کیا۔ اور اسی وقت چودھری کو رہا کر دیا۔

(۱۰) محی الدین علی صاحب سوداگر بعارضہ فالج بیمار ہوئے۔ نصف جسم بیکار ہو گیا۔ منہ ٹیڑھا ہو گیا۔ سوداگر صاحب کی عمر اسی سالہ تھی۔ سوداگر صاحب روتے تھے اور حضرت کو یاد کرتے تھے۔ ایک روز خواب میں دیکھے کہ حضرت قدس سرہ اور حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمتہ اللہ علیہ سوداگر صاحب کے مکان پر تشریف لائے ہیں۔ حضرت قلندر صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت قدس سرہ سے فرماتے ہیں کہ قاضی صاحب آپ کے مرید کی کیا حالت ہے۔ حضرت نے فرمایا اب آپ کے قدم آ گئے ہیں۔ خیریت ہو جائیگی۔ اس کے بعد حضرت نے سوداگر صاحب سے فرمایا کہ تم اپنا ماتھا یعنے پیشانی میرے ماتھے یعنے پیشانی سے لگاؤ۔ انھوں نے ویسا ہی کیا۔ ایک اثر مقناطیسی

یعنے جھٹکا محسوس ہوا اور بیماری سلب ہو گئی -

(۱۱) والدہ صاحبہ قبلہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قدس سرہ کو خواب میں دیکھی - اس طرح کہ میرے بازو ایک بارہ سالہ لڑکی بیٹھی ہے - آپ فرماتے ہیں کہ یہ تمہاری لڑکی ہے - اوسی سال آپ کو لڑکی تولد ہوی -

(۱۲) محمد اسمٰعیل صاحب کہتے تھے کہ میں بلدہ میں بے روزگاری کی وجہ سخت پریشان اور مارا مارا پھرتا تھا - کہیں کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی تھی - ہمیشہ غمگین رہتا تھا - ایک روز حضرت قدس سرہ کو یاد کر کے رونا شروع کر دیا - خواب میں دیکھا کہ حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر قبلہ کی طرف لیجا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس طرف تم نوکری پر جاؤ گے - بنا بر ارشاد حضرت کچھ ایسے اسباب ہو گئے کہ نلگنڈہ کی کسی جائداد پر ان کا تقرر ہو گیا - یہ روانہ بھی ہو گئے مگر انہیں خیال رہا کہ نلگنڈہ قبلہ کی جہت کے خلاف ہے اور حضرت نے تو قبلہ کی طرف بتلایا تھا - وہ کہتے ہیں کہ میں جب بھونگیر تک پہونچا وہاں راستہ میں پیچھے سے حکم پہونچا کہ تمہاری ماموری نمکنڈہ پر ہوی ہے لہذا نمکنڈہ جا کر جائزہ حاصل کریں - نلگنڈہ پر دوسرا شخص بھیجدیا گیا - زمانہ تک وہ نمکنڈہ پر مامور رہے تعمیر گنبد مبارک کے زمانہ میں تعمیر کی نگرانی وغیرہ کرتے تھے - پھر اون کو رویا میں ارشاد ہوا کہ اب ہمارا بچہ کام دیکھنے کے قابل ہو گیا آپ ترقی پر جائے - اون کو ترقی کی خوشی کے ساتھ اس کا رنج تھا کہ نمکنڈہ چھوٹ جائیگا - اونہی دنوں میں وہ دیورکنڈہ کی تحصیلداری پر ترقی سے گئے - پھر سوم تعلقدار بھی ہو گئے تھے - ان کو اولاد نہ تھی - حضرت نے رویا میں اولاد کی بشارت سرفراز فرمایا - لڑکا ہوا - لڑکے کا نام محمد افضل رکھا گیا -

(۱۳) محی الدین علی صاحب سوداگر بیان کرتے تھے کہ مجھ کو ہمیشہ اس بات کی تمنا رہتی تھی کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں تشریف لائیں - ایک روز خواب میں دیکھے کہ آگے آگے دو حضرات چل رہے ہیں - ان حضرات کے پیچھے حضرت قدس سرہ چل رہے ہیں اور حضرت کے پیچھے یہ خود چل رہے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ میں آگے بڑھ کر حضرت قدس سرہ سے پوچھا کہ یہ حضرات کون ہیں

حضرت نے فرمایا کہ یہ حضرت محبوب اعلیٰ ہیں اور یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی دین و دنیا کی پشتی ہیں -
اس کے بعد وہ بیدار ہوگئے - حضرت کے طفیل میں ان کو یہ سعادت زیارت نصیب ہوئی -

(۱۴) سید غلام غوث صاحب کو چیچک نکلی اور عرصہ تک منہ نہ پھیری - دن زیادہ ہوگئے - سب پریشان تھے - رویا میں ارشاد ہوا کہ گھبراؤ مت - سیتلا منہ پھیر دیگی - صبح منہ پھیر دی اور صحت شروع ہوگئی -

(۱۵) ڈاکٹر محمد برہان الدین صاحب پیپری والے جو ہمکنڈہ پر متعین تھے - درگاہ شریف میں لڑکے کے لئے منت کئے اور نیاز مانی - بفضلہ لڑکا ہوا - ڈاکٹر صاحب کا خیال ہوا کہ ہمکنڈہ میں تقریب کی ادائی کریں - عہدہ داران مقامی کی دعوت کریں اور چادر و شیرنی درگاہ شریف میں بھیجدیں - اون کو خواب ہوا - حضرت فرماتے ہیں کہ دیکھو جی - اگر تمہارے بچے کا مونڈن یعنے عقیقہ ہمارے سیڑھیوں پر نہ کروگے بچہ ضائع ہوجائیگا - وہ جب بیدار ہوئے - گھبراگئے اور تائب ہوئے - نیاز شریف وغیرہ سب درگاہ شریف میں ادا کئے -

(۱۶) میر طالب علی صاحب اجارہ دار کو آشوب چشم غایت درجہ کا ہوگیا - کئی مہینہ رہا - آنکھوں پر پردہ آگیا - پھر وہ درگاہ شریف حاضر ہوئے - ساتویں یا آٹھویں روز حضرت قدس سرہ رویا میں تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ سیہ مرچ اور ایک شئے کا نام لئے - یہ دونوں گھس کر آنکھ میں لگاؤ اچھے ہوجائینگے - دوسرے روز انہوں نے حسب الارشاد لگایا اور آنکھیں اچھی ہوگئیں - ان کے فرزند میر عباس علی صاحب ہیں جنہوں نے ایک سنگ بستہ مکان احاطۂ درگاہ شریف میں تعمیر کیا ہے -

(۱۷) غوث خاں صاحب دفعدار فوج بیان کرتے ہیں کہ مجھے بغداد شریف و مدینہ منورہ کے زیارت کا بہت شوق تھا - رویا میں حضرت قدس سرہ نے آپ کو بغداد شریف لے گئے وہاں حضرت شاہ بغداد رضی کی زیارت سے مشرف کرائے اور پھر مدینہ طیبہ لے گئے - وہاں حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف کرائے - پھر وہ بیدار ہوگئے - چودہ عیسوی کے جنگ میں بفضلہ یہ رسالدار ہوگئے تھے -

(۱۸) محمد یسین صاحب ہیضہ سے بیمار ہوگئے - اور کثرت دست و قے سے بیہوش ہوگئے -

اون کی والدہ آہ وزاری کرنے لگیں۔ اور حضرت کے طرف متوجہ ہوگئیں۔ آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھے کہ حضرت فرماتے ہیں۔ تم روتی مت۔ لڑکے کو پانی پلاؤ۔ یہ بیدار ہوکر حسب الارشاد پانی پلاتے ساتھ ہی دست اور قے دونوں بند ہوگئے اور صحت ہوگئی۔

(۱۹) ایک اور صاحب بلدہ میں بعارضہ ہیضہ مبتلا ہوئے۔ اون کو حضرت نے خواب میں ایک شیشی عرق کی سرفراز فرمایا جس کو وہ پی لئے اور بفضلہ جب بیدار ہوئے صحت ہوگئی۔

(۲۰) ضابطہ خاں صاحب رسالدار نے اپنے میں کسی فقیر مست کو تپانچہ مار دیا۔ چندہی روز کے بعد خاں صاحب کو فالج کی شکایت ہوگئی۔ منہ ٹیڑھا ہوگیا۔ علاجات کئے۔ فائدہ نہوا۔ قاضی پیٹھ کو خط لکھے کہ یہاں بھی سب لوگ صحت کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ وہاں حضرت کی بارگاہ میں سب پیر بھائی دعا کریں۔ سب پیر بھائی جمع ہوکر دعا کئے۔ حضرت قدس سرہ رسالدار صاحب کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا خاں صاحب فقیروں کو ایسا مارتے۔ اگر کسی ولی کی روح ہوتی تو تخفیت معلوم ہوجاتی۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ اب تو تم اچھے ہوگئے۔ صبح بفضلہ صحت ہوگئی۔

(۲۱) ضابطہ خاں صاحب رسالدار ایک بار بیمار ہوگئے۔ چونکہ یہ ایک خاص شخص تھے۔ بہت سارے لوگ ان کے لئے دعا صحت کیا کرتے تھے۔ جناب شاہ اشرف بیگ صاحب فیض یافتہ حضرت شاہ عبدالرحمن صاحب صوفی نے خواب میں دیکھا کہ ایک دریا ہے اوس میں ایک کشتی پر رسالدار صاحب سوار ہیں اور حضرت قدس سرہ اوس کشتی کو سر لگائے ہوئے عرض کر رہے ہیں کہ الٰہی اس کشتی کو پار لگا۔ شاہ صاحب نے صبح رسالدار صاحب کو بشارت دی کہ ایسے آفتاب جہاں تاب کا سر تمہاری کشتی سے لگا ہوا ہے بفضلہ خیریت ہوجائیگی۔ اور صحت ہوگئی۔

(۲۲) خواجہ علی صاحب کو مرض جھولہ عارض ہوا۔ علاجات سے تنگ آکر حضرت کے طرف رجوع ہوئے۔ اوسی دن اون کی دعا قبول ہوی اور حضرت رویا میں تشریف لائے۔ ارشاد ہوا کہ خواجہ علی تم میرے پاس آؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ مالک میری حالت ایسی ہے کہ حرکت نہیں کرسکتا۔ ارشاد ہوا کہ اب تم پیچھے اتر جاؤ اچھے ہوجاؤگے۔ اوسی روز سے اون کے اعصاب میں قوت آنے لگی اور چندہی روز

میں صحت حاصل ہوگئی -

(۴۳) شیخ محمد صاحب منصبدار کو بخار میں اذات الصدر کی شکایت ہوگئی - بڑی اطراف کی اذیت پہونچی - منصبدار صاحب بہت پریشان ہو گئے - حضرت کی طرف توجہ کرکے منت وزاری کرنے لگے حضرت اون کے خواب میں تشریف لائے - منصبدار صاحب نے عرض کیا کہ پیرو مرشد بیماری سے میرا حال بہت ابتر ہے اور مجھے توقع زیست نہیں ہے - حضرت نے فرمایا کہ تم مجھے سر سے پاؤں تک تین بار دیکھو - وہ کہتے ہیں کہ میں تین بار دیکھا - حضرت صرف لنگوٹ لگائے ہوئے تھے - ساتھ ہی بیدار ہوگیا - بفضلہٖ فی الوقت صحت حاصل ہوگئی -

(۴۴) کپتان محمد بخش خاں صاحب کئی شکایات علالت میں مبتلا ہوکر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے سیلون گئے - اور کئی روز تک جہاز ہی میں رہے - مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا - تنگ آکر ایک روز دریا میں کود پڑنے کا منصوبہ کرلیا - اون کو اس حالت میں حضرت کا خیال آیا - حضرت سے التجا کرنے لگے اوسی جہاز میں حضرت خواب میں آئے اور تسکین دے - بعد میں افاقہ ہوگیا -

(۴۵) اکرام علی خاں صاحب فرزند احمد علی خاں صاحب کہتے ہیں کہ جب ہماری فوج سوام جنگ پر چڑھائی کے لئے گئی - میں وہاں سخت علیل ہوگیا - افسوس اس امر کا رہتا تھا کہ ہندوستان دور ہوں - ایک روز حضرت سے یہی عرض کرتا ہوا سوگیا - حضرت خواب میں تشریف لائے - اور ارشاد ہوا کہ گھبراؤ مت تم اچھے ہوکر ہمارے پاس آئینگے - چنانچہ اوسی روز سے افاقہ شروع ہوا - پھر وہ بعد صحت درگاہ شریف حاضر ہوے اور دو مہینہ تک رہے اور نیاز شریف ادا کیئے -

(۴۶) نور محمد خاں صاحب جیسفدار کے لڑکے کو چیچک ہوگئی تھی - حالت خراب ہوگئی - وہ حضرت کی جناب میں ملتجی بدعا ہوے - خواب میں دیکھے کہ حضرت تشریف لائے اور اپنے سر سے تاج اتار کر اوس لڑکے کے سر پر رکھدے - جب وہ بیدار ہوے تو دیکھے کہ لڑکے کا مزاج رو باصلاح ہے - اور بفضلہ صحت حاصل ہوگئی -

(۴۷) دولت خاں صاحب کو بخار میں سرسام و ہذیان ہوگیا - کھانسی شدت کی تھی - نیم کشتہ ہوگیا

علاج کئے۔ فائدہ نہ ہوا۔ عالم بیہوشی میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت چار زانو تشریف رکھے ہیں۔ اور یہ سامنے کھڑے ہیں۔ حضرت کے گود میں ایک پلاس کا پتہ ہے۔ جسپر چار نقطہ لگے ہوے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا پٹھان کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت غلام کا وقت آخر ہے۔ رحم فرمانا۔ حضرت نے ایک نقطہ مٹادیا۔ پھر مخاطب ہوے اور دوسرا نقطہ مٹادیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا۔ مالک وہ نقطہ بھی مٹادینا آپ نے تیسرا نقطہ مٹادیا۔ چوتھے نقطہ کے لئے بھی خاں صاحب نے اصرار کیا۔ حضرت نے کہا۔ نہیں اس کو رہنے دو۔ بالآخر ان کو کھانسی باقی رہ گئی۔ دوسرے تین شکایات دفع ہو گئے۔

(۲۸) سید احمد صاحب ساکن پداپلی کی اہلیہ اکثر علیل رہتی تھیں اور لا اولد بھی تھے۔ ان کو بشارت ہوی کہ صحت ہو جائیگی اور اولاد بھی ہو گی۔ انہوں نے عرض کیا کہ اولاد کتنے عرصہ میں ہوگی۔ حضرت نے انگشت شہادت بتلایا۔ بفضلہ صحت بھی ہو گئی۔ اور ایک سال کے اندر ہی وہ صاحب اولاد بھی ہو گئے۔ لڑکے کا نام بیابانی صاحب رکھا۔

(۲۹) مرزا نقن بیگ صاحب کے آنکھوں پر بلارم میں پردے آگئے۔ وہ روتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ بس تمنائے جاروب کشی میں ہندوستان چھوڑا۔ اب بلارم میں بحالت معذوری پڑا ہوں۔ اسی طرح چند روز گزرے۔ ایک روز خواب میں حضرت تشریف لائے۔ اور ان کی آنکھوں پر دست مبارک پھیر دئے۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوے آنکھوں کو روشن پایا۔ بے انتہا خوش ہوئے اور قاضی پیٹھ روانہ ہو گئے۔ عمر بھر وہیں بسر کئے۔

(۳۰) مشائخ صاحب کو سرطان کی شکایت ہو گئی۔ ایک روز حضرت ان کے خواب میں تشریف لائے۔ اور ارشاد ہوا کہ تم اس کو جراح سے کٹادو۔ حسب الارشاد کٹادئے۔ بفضلہ صحت ہو گئی۔

(۳۱) مرزا نقن بیگ صاحب تعمیر گنبد مبارک کے زمانہ میں اپنے گھوڑے کی سلحداری فروخت کر کے بارہ سو روپیہ تعمیر میں نذر دئے۔ ایک روز خواب دیکھے کہ حضرت قدس سرہ ان کو مدینہ منورہ لے گئے۔ جب حرم مبارک میں داخل ہوے۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم شباک مبارک میں رونق افروز ہیں۔ تم نذر گزرانو۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے

خیال آیا کہ میں مدت العمر انگریزی کی نوکری کیا۔ میرا جسم نجس ہے۔ اسلئے ہاتھ پر دستی لپیٹ کر دو روپیہ نذر گزرانا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر قبول فرمایا۔ پھر میں اولٹے پاؤں وہاں سے واپس ہوا اور حرم شریف میں آگیا۔ اتنے میں بیدار ہوگیا۔ مجھے اس کا اطمینان ہوگیا کہ گنبد مبارک میں میری نذر قبول ہوگئی۔

(۳۲) مرزا آغا علی بیگ صاحب جو نواب سرافسر الملک کے خسر تھے۔ کہتے تھے کہ ان کی بیوی کو عجیب عارضہ تھا کہ نصف جسم سرد رہتا تھا۔ اور نصف گرم ایسا کہ پسینہ ٹپکتا تھا۔ کسی علاج سے فائدہ نہوا۔ تنگ آگئے اور حضرت کی طرف رجوع ہوئے۔ حضرت قدس سرہ رویا میں تشریف لائے آغا صاحب نے عرض کیا۔ مالک باندی کا یہ حال ہے۔ حضرت نے کچھ پڑھ کر منہ میں پھونک دیا۔ ارشاد ہوا کہ خیریت ہوجائیگی۔ بفضلہ بتدریج صحت ہوگئی۔

(۳۳) آغا علی بیگ صاحب خوش باش دنیادار تھے کچھ مسکرات وغیرہ کے عادی بھی تھے ایک بار حضرت قدس سرہ نے نامدار خاں صاحب کو خواب میں ارشاد فرمایا کہ آغا کو میرے پاس لاؤ۔ خاں صاحب نے صبح آغا صاحب سے فرمایا کہ چلئے آپ پر حضرت کی نظر کرم متوجہ ہے۔ پھر وہ اورنگ آباد سے قاضی پیٹھ آئے۔ رفتہ رفتہ آغا صاحب کو فیض معنوی ہونے لگا۔ چندہی روز میں ترک لباس کردئے اور ریاضتیں کھینچنے لگے۔ الٹے ٹنگ جاتے تھے۔ اور پھر صاحب معنی بزرگ ہوگئے۔

(۳۴) غدر کے زمانہ میں مرزا صاحب نے حضرت قدس سرہ سے عرض کیا کہ مالک اس غلام کو غدر میں جانے سے بچا لیجئے۔ رویا میں ارشاد ہوا کہ مرزا تم نہیں جاؤگے خاطر جمع رکھو۔ مرزا صاحب روانگی سے دو دن پہلے اپنے افسر انگریز سے ملنے گئے۔ اوس افسر کے سامنے یکایک مرزا صاحب کے پیر میں موچ آگیا اور فوراً پیر سوج گیا۔ اوس انگریز نے اونہیں ڈاکٹر خانہ بھیجدیا۔ ڈاکٹر نے صحت کے لئے ڈیڑھ ماہ کی مدت بتلایا۔ بالآخر فوج چلی گئی اور مرزا صاحب رہ گئے۔

(۳۵) شمس الدین خاں صاحب گنبد مبارک کی جاروب کشی کیا کرتے تھے۔ اتفاقاً اوس زمانہ میں چمگادڑوں کا کچھ ایسا ہجوم روزانہ رہتا تھا کہ کبھی اس کے پہلے نہیں ہوا تھا۔ ان کی بیٹ سے تمام کانیں

اور چبوترہ بھرا رہتا تھا۔ خاں صاحب روزانہ کثرت گھر چ کر صاف کرتے تھے۔ ایک روز رویا میں ارشاد ہوا کہ تم کو بیٹ صاف کرنے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ خاں صاحب نے عرض کیا کہ یہ میری خوش نصیبی ہے۔ کس کو یہاں کی خدمت اور غلامی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ لیکن تم کو تکلیف ہوتی ہے۔ آج سے چمگادڑ یہاں نہیں آئینگے۔ پس بفضلہ ایسا ہی ہوا کہ دوسرے روز سے سب چمگادڑ غیب ہو گئے۔ خدا جانے کدھر چلے گئے۔

(۳۶) سید غلام غوث صاحب ایک روز شکار کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک گڑھے میں ایک بط نظر آئی۔ آپ نے اوس پہ بندوق سر کیا۔ بط زخمی ہوی۔ اور بھاگنے لگی۔ آپ نے اوس کا پیچھا کیا۔ کچھ دور جا کر وہ گھورنے لگی اور جھاڑی میں گھس گئی۔ آپ نے بہت تلاش کیا۔ پتہ نہ چلا جب آپ گھر واپس آئے تو دیکھے بندوق کے کان سے لہو نکل رہا ہے۔ جب سو گئے۔ خواب میں دیکھے کہ ایک مہیب شکل زخمی سامنے آئی ہے۔ اور اوس کے زخموں سے خون نکل رہا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھے مارا ہے۔ میں تم کو نہیں چھوڑونگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے بہت خوف ہوا اور میں خواب ہی میں حضرت قدس سرہ کو بابا پکارا۔ ساتھ ہی حضرت پہونچ گئے۔ آپ کو دیکھتے ہی وہ وہاں سے فرار ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹا۔ یہ جن تھا۔ آیندہ سے ایسا نہ کرنا۔

(۳۷) محمد وزیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ زمانہ طاعون میں یہ اورنگ آباد کے رسالہ میں تھے۔ طاعون سے کئی سو مکانات برباد ہو گئے تھے۔ ایک روز یہ روتے روتے حضرت کو یاد کئے اور سو گئے۔ خواب میں دیکھے کہ امام بیگ صاحب جو حضرت کے مرید تھے آکر کہہ رہے ہیں کہ چلو میاں پیر و مرشد تشریف لائے ہیں۔ محمد وزیر صاحب کہتے ہیں کہ میں چلا اور حضرت سے مشرف ہوا۔ اور عرض کیا کہ پیر و مرشد اورنگ آباد سب برباد ہو رہا ہے۔ کچھ رحم فرمانا۔ اتنے میں وہ بیدار ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ اوس روز سے طاعون کم ہونے لگا۔

(۳۸) غلام نبی خاں صاحب رانا کے اود یپور والے بیان کرتے ہیں کہ وہاں طاعون سے بہت لوگ پریشان تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت کے طرف متوجہ ہو کر دعا کئے۔ حضرت نے ان کو

خواب میں فرمایا کہ جس کو طاعون ہو تو یہ دعا پڑھ کر پھونک دیا کرو۔ پس اتفاقاً ان کے ملازم کو طاعون ہوا اور انہوں نے وہی دعا پڑھ کر دم کر دیا۔ وہ صبح تک اچھا ہو گیا۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ خاں صاحب نے یہ واقعہ قاضی بیٹھے حاضر ہو کر حضرت سے بیان کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ کیا دعا تھی جو خاں صاحب نے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ میاں میں نے نہیں پوچھا۔ پہلے خیال ہوا کہ پوچھوں۔ مگر یہ خیال ہوا کہ پیرو مرشد کے قدم خود دیکھ رہا ہوں۔ ایسی حالت میں دعا پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

(۳۹) ایک ریچھ والا درگاہ شریف کے علاقہ میں آ کر ٹھہرا۔ جب وہ سو گیا۔ ریچھ زنجیر تڑا کر بھاگ گیا وہ خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہے ہیں۔ کہ تیرا ریچھ زنجیر تڑا کر چلا گیا ہے۔ اوس کو لا کر باندھ دے کہیں کسی کو تکلیف نہ پہونچائے۔ وہ اوٹھ کر دیکھا۔ درحقیقت ریچھ زنجیر تڑا کر چلا گیا ہے پیچھے جا کر تلاش اوس کو لا لیا اور باندھ دیا اور صبح چل دیا۔

(۴۰) زمانہ غدر میں سب مریدوں کو یہ خیال رہتا تھا کہ بالآخر کس کی فتح ہو گی۔ فتح محمد صاحب سنتجنت میں ملازم تھے۔ اور حضرت کے مرید تھے۔ اور شریک غدر تھے۔ ایک بار حضرت نے فتح محمد صاحب کے خواب میں فرمایا کہ فتح محمد کی فتح ہے۔ سب لوگ سمجھ گئے کہ کنایتاً فتح محمد کا نام لیا گیا ہے۔ انگریزوں کی فتح ہو جائیگی

(۴۱) دہان خان صاحب، سبحان خاں صاحب، حضرت کے مرید اور خاص مورد عنایات تھے۔ یہ دونوں بھائی فوجی اور شریک غدر تھے۔ ان کو بعد میں بڑی ندامت اور فکر رہتی تھی کہ انگریزوں کے جانب سے انہوں نے لڑائی میں حصہ لیا ہے۔ حضرت قدس سرہ سے عفو قصور کے لئے ملتجی رہتے تھے ان دونوں نے خواب دیکھا کہ حضرت نے ان کو ایسی جگہ لے گئے جہاں تمام شہدا ہیں اور حضرت سید الشہدا ایک تخت پر جلوہ فرما ہیں۔ آپ نے اون تمام شہدا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ حضرات ان دونوں کے قصور کو معاف فرما دیں۔ سب لوگ خاموش رہے۔ کوئی جواب نہ ملا۔ پھر آپ نے دوبارہ فرمایا کہ میری خاطر سے آپ حضرات ان کا قصور معاف فرمائیں۔ سب مجمع سے جواب ملا کہ ہم نے معاف کر دیا۔

ہم نے معاف کردیا۔ پھر یہ دونوں بیدار ہوئے اور بے انتہا خوش ہوئے۔

درگاہ شریف کی باؤلی پختہ انہی دونوں بھائیوں کی بنائی ہوئی ہے۔ ان کے متعلق حضرت نے علاوہ درگاہ شریف کا ایک درخت پلاس بتلاکر فرمایا تھا کہ بروز حشر یہ دونوں بھائی یہاں سے اوٹھینگے حالانکہ یہ ہندوستان میں مدفون ہیں۔

(۴۲) نواب قطب خاں صاحب سے عبدالرحمن خاں صاحب ساکن سکندرآباد نے حضرت خضر علیہ السلام سے کسی شاہ صاحب کی ملاقات کا تذکرہ کیا۔ نواب صاحب کو خیال ہوا کہ حضرت قدس سرہ کی شان بھی ایسی ہی ہے۔ نواب صاحب کہتے ہیں کہ میں اس طرح خواب دیکھا کہ حضرت قدس سرہ تشریف رکھے ہیں اور حضرت پیرومرشد قبلہ بھی پاس ہیں کچھ فاصلہ پر ایک خوبصورت بزرگ مودبانہ کھڑے ہوئے ہیں۔ نواب صاحب حضرت پیرومرشد قبلہ سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ نواب صاحب کہتے ہیں کہ میں مارے خوشی کے اوسی وقت بیدار ہو گیا۔ رات کے ۲ بجے تھے۔ اوسی وقت گھوڑا لگاکر عبدالرحمن خاں صاحب کے مکان پر پہونچا اور آواز دیا۔ خاں صاحب نے اندر سے کہا کہ میں سمجھ گیا۔ آپ جس غرض سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے بھی خواب دیکھا ہے۔ پھر دونوں مل کر ایک دوسرے سے اپنے اپنے خواب کا ذکر کیا۔ دونوں نے ایک ہی خواب دیکھا تھا۔

ف - یہاں اون کرامات کا سلسلہ ختم ہوتا ہے جو بار اول میں مرتب و طبع ہوئے تھے بفضلہ تعالیٰ خانقاہ شریف ہر وقت منت والوں سے بھری رہتی ہے۔ اور اہل حاجت مقصود و مراد سے سرفراز ہوتے جاتے ہیں۔ ان کرامات کا شمار و احصا ناممکن ہے۔

در رحمت کھلا ہے آئے جائے جس کا جی چاہے ۔۔۔ مقدر اپنا اپنا آزمائے جس کا جی چاہے

یہ مجموعہ بار اول نواب سر افسر الملک بہادر مرحوم کے ملاحظہ میں بھی آیا تھا۔ کرنل صاحب مرحوم حضرت سجادہ صاحب مولوی سید شاہ غلام افضل برابانی مدفیضانہ کی ملاقات کے لئے ایک وقت قاضی پیٹھ تشریف لائے تھے۔ کمترین بھی موجود تھا۔ کرنل صاحب موصوف نے کمترین سے فرمایا کہ آپ نے

حضرت کے جو کچھ حالات و کرامات جمع کیا ہے اوس سے زیادہ مجھے معلوم ہیں۔ کیونکہ مجھے نامدار خاں صاحب اور ضابطہ خاں صاحب سے اکثر ملنے کا موقع ہوا ہے۔ یہ دونوں صاحبین اکثر رسالہ میں بزمانہ تعمیر گنبد مبارک مریدین سے رقم لینے آتے تھے۔ اگرچہ میرا بچپن تھا مگر مجھے وہ سب واقعات یاد ہیں۔

یہ بھی فرمایا کہ اگر آپ اس کتاب کو مرتب کرنے سے پہلے مجھ سے دریافت کرتے تو بہت کچھ میں آپ کو لکھ کر بھیجتا۔ کمترین نے عرض کیا کہ بار دوم میں اگر اس کا موقع ہو تو نواب صاحب کو تکلیف دیجائیگی۔ ایسے کئی لوگ اب بھی ہونگے جو اس کتاب سے زیادہ حضرت قدس سرہ کے حالات و کرامات سے واقف ہونگے۔

اوس ملاقات میں کرنل صاحب کے ساتھ نواب عثمان یار الدولہ بہادر بھی تھے اور ایک دو صاحب فوجی بھی تھے۔ حضرت کے دیوانخانہ کا تخت اس قدر مختصر ہے کہ اوس پر حضرت سجادہ صاحب اور کمترین اور نواب کرنل صاحب بیٹھ گئے۔ نواب عثمان یار الدولہ مرحوم باپ کے سامنے کھڑے ہی رہے۔ درگاہ شریف حاضر ہونے کے لئے کرنل صاحب نے اوسی تخت پر بیٹھ کر وضو کیا۔ نواب عثمان یار الدولہ بہادر نے والد کا بوٹ اتارا اور وضو کرایا۔ یہ اون کی برخورداری مجھے بہت اچھی معلوم ہوی۔ اللھم اغفر ھما۔

خاتمہ

چند ارشادات

(۱) میرے پاس طالب مولیٰ بہت کم آتے ہیں۔ کوئی طالب دنیا اور کوئی طالب عقبیٰ آتا ہے۔

(۲) دنیا کو عورت کہنا چاہیئے کیونکہ اس کا فساد بہت بڑا ہے۔ اگر اس کے منہ پر ناک نہ ہوتی تو غلاظت کھاتی۔

(۳) کامل فقیر قدرت کی ریخ میں میخ مارتا ہے۔ یعنے تبدیل قضا کر سکتا ہے۔

(۴) میں خدا کا کیا شکر ادا کروں کہ کبھی میری کسی دعا کو رد نہ فرمایا۔

(۵) میں خدا کا کیا شکر ادا کروں کہ منصور تیسرے ہی درجہ میں بول اٹھے اور میرے سب مراتب طے ہو گئے۔

(۶) مرا ناپاک جسم جنت کے قابل تو نہیں ہے۔ اگر حق تعالیٰ اپنی سرفرازی سے جنت میں بھجوائیگا تو میں پہلے اپنے مریدوں کو بھجوا کر بعد جاؤنگا۔

(۷) مجھے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عطا فرمایا مگر ایک تمنا باقی رہ گئی کہ شہادت ظاہری نصیب نہ ہوئی۔

یہ نظم حضرت پیر و مرشد قبلہ نے ازراہ کرم مؤلف کے مردم مکان کے نام سے تحریر فرمایا تھا۔

مہبط نور رآئنہ مظہر یزدانی ہے	والئ دولت سرمد شہ لاثانی ہے
ملک و ملکوت پہ ہے جن کا تصرف جاری	لوح محفوظ پہ بھی اونکی حکمرانی ہے
معدن جود و کرم منبع فضل و بخشش	مخزن نور و ضیا شاہ بیابانی ہے
آفتاب فلک معرفت حق ہیں آپ	روضۂ قدس پہ کیا نور کی افشانی ہے
تاج شاہی ہے میرے پیر کے زیب سر پاک	خاتم و تخت بھی موجود سلیمانی ہے
اولیا ہند و دکن کے ہیں تری سب منقاد	واہ کیا صلِّ علیٰ آپ کی سلطانی ہے
خالق ارض و سما رد نہ کیا کوئی دعا	کیا بلند پایہ کی یہ قربت ربانی ہے
شاہ لولاک سے جو چاہتے ہوتا تھا وہی	ماشاء اللہ یہ کیا فخر جہاں بانی ہے
حکم میں آپکے ہیں بحر و بر و شجر و حجر	جسم و جاں دونوں پہ نافذ تری سلطانی ہے
اختصاص شہ بغداد بیاں کیا ہووے	گویا اک عاشق مفتون بیابانی ہے
جان و دل سے شہ عالی پہ ہے قرباں اشرف	رکھئے نظر کرم اور مہربانی ہے

دیگر از مؤلف

شہ افضل بیابانی ترا جگ میں پکارا ہے
مرادیں سب کی بر لاتا ہے تو حق کا پیارا ہے

ہے کیے بندے کے ملک، رکن کے اولیاء اللہ
تری تعظیم کرتے ہیں عجب تیری شان والا ہے

تجھے اپنوں کی جیسی لاج ہے، ہے شہرۂ عالم
مصیبت میں پریشانی میں تو ان کا سہارا ہے

جو کچھ کہنا ہے تجھ ہی سے جو کچھ سننا ہے تجھ ہی سے
تو ہی آقا ہمارا ہے تو ہی مالک ہمارا ہے

تو صدقہ حسن کا درویش کو بھی کچھ عنایت کر
ترا درویش تیرے سامنے دامن پسارا ہے

دیگر

ہم کو بس ہے شہ افضل سے ہمارا آقا
دونوں عالم میں ہمارا ہے سہارا آقا

تھام لیتے ہیں جب ہی لطف و کرم سے اپنے
گرتے گرتے انہیں دل سے جو پکارا آقا

ناز بردار وہ ہے کرتے ہیں جس پہ ہم ناز
ہم ہیں آقا کے اور آقا ہے ہمارا آقا

ہو گیا گوہر مقصود سے وہ مالا مال
کر دیا جس پہ عنایت کا اشارا آقا

منتظر نظر کرم کا ہے تمہارا درویش
یک نظر لطف و کرم کی ہو خدارا آقا

تمت

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار
برحمتك یا ارحم الراحمین

خاکسار
درویش عفی عنہ

مرقوم ۲۹ شوال المکرم ۱۳۵۲ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصۂ دوم

اب یہاں سے اس آفتاب فلک ولایت کے مختصر حالات شروع کیے جاتے ہیں جس کی ذات سے قلوب تاریک ارادتمندان پُرنور اور شعاع فیضان سے دلہائے طالبان مسرور۔ جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ جن کی صحبت سے زنگ قلوب دُھل جائے۔ جن کی حیات بھم تمطرون و بھم ترزقون اور جن کی ممات بل احیاءٌ عند ربھم ولاکن لاتشعرون۔ جن کی عظمت اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری کی قبائے عظمت میں پوشیدہ۔ جن کی قربت بی یبصر و بی یسمع کے ارشاد سے ہویدا۔ ان کے مراتب ادراک انسانی سے باہر اور فضائل دوجہان میں لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون سے ظاہر۔ ان کی شفقت مونس رحم و کرم کردگار۔ ان کے اخلاق اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار **مقرب بارگاہ یزدانی حضرت پیر و مرشد سید شاہ سرور میاں ؒ باقی زوایا القادری قدس سرہٗ**۔

مختصر سوانح لطیف

آپ کا تولد ۲۷ ذیحجہ الحرام روز جمعہ سنہ ۱۲۵۸ھ کو ہوا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بادشاہ بیگم صاحبہ صاحبزادی حضرت مولوی میر قربان علی صاحب اول تعلقدار ورنگل تھیں۔ تعلقدار صاحب موصوف خاندانی سادات اور نہایت متقی اور دیانتدار عہدہ دار اور اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔

حضرت پیر و مرشد قبلہ کی عمر صرف ۷ روز کی تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ

ہنکنڈہ میں ننیہال میں پرورش پائے - ۱۱ سال کی عمر تک آپ ہنکنڈہ میں رہے - آپ کی تسمیہ خوانی مستقر ضلع کریم نگر پرنانا صاحب کے پاس ہوی - آپ کے والد ماجد حضرت قدس سرہ بھی شرکت تقریب کی غرض سے کریم نگر تشریف لے گئے تھے - آپ کی تعلیم ابتداءً مولوی ولی عبداللہ صاحب رفاعی کے پاس ہوی - اس کے بعد مولوی سرور شاہ صاحب - اس کے بعد مفتی بدرالدین صاحب اور آخر میں مولوی شاہ علی صاحب مہاجر مدنی سے ہوی - بعد تحصیل علوم آپ نے شغل مطالعہ شروع کیا - جس کا آپ کو بے حد شوق تھا -

غیاث اللغت آپ کو زبانی یاد تھی - اسلئے آپ کے تحریرات میں الفاظ لغت بکثرت آجاتے تھے - آپ کی تحریر قابل دید اور آپ کی تقریر قابل شنید تھی -

آپ فرماتے تھے کہ ایک بار میں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ سقف مکان سے ایک بڑا ناگ سانپ میرے بازو گرا - اوس کے گرنے کا میں آواز سنا - مگر شغل مطالعہ کی وجہ مڑکر دیکھہ نہ سکا اور سانپ چلا گیا - لوگوں نے کہا کہ آپ کے بازو سانپ گر کر چلا گیا -

آپ کو صغر سنی کے پڑھے ہوے کتابوں کی عبارتیں تک یاد تھی اور بچپن کے سنے ہوے قصے اور دیکھے ہوے حالات بالکل تازہ یاد تھے - جب آپ گیارہ سالہ سن کو پہونچے - حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ اب تمہارا ہنکنڈہ میں رہنا اچھا نہیں قاضی پیٹہ آجاؤ -

حضرت فرماتے تھے کہ اوس روز سے میں ہنکنڈہ کا قیام چھوڑ دیا - آپکی سترہ یا اٹھارہ سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد ماجد حضرت قدس سرہ کا انتقال شریف بھی ہوگیا -

انتقال سے کچھ دیر پہلے حضرت قدس سرہ نے حضرت کو تخلیہ میں یاد فرمایا اور علوم سینہ اور نعمت معنوی سے سرفراز فرمادیا -

خدمت قضاوت تو آپ نے دو تین سال پہلے ہی منتقل کرادی تھی -

حضرت کو حضرت والد ماجد کی جدائی کا بے انتہا قلق رہتا تھا - ایک روز خواب میں ارشاد ہوا کہ میں کہیں نہیں گیا - تمہارے پاس ہی ہوں - اور سینہ سے لگالیا -

فتویٰ نویسی کا کام حضرت نے حضرت والد ماجد کے روبرو ہی شروع کر دیا تھا۔ جس کا سلسلہ بعد میں لحاظ خدمت قضاءت بہت بڑھ گیا۔

یوں تو فطرتاً ہر شخص کو اولاد کی محبت ہوتی ہے۔ حضرت قدس سرہ کو حضرت پیر و مرشد قبلہ سے جو محبت تھی اس میں بھی خصوصیت ہے۔ ایک بار آپ نے ایک رعایا جاگیر راجپوتنی کی پڑ کی کچھ زمین لے لیا تھا۔ وہ آکر حضرت قدس سرہ کے سامنے رونے لگی۔ حضرت نے اوس کی بے انتہا فہمایش کی۔ معاوضہ کی زمین اوس سے زیادہ سرفراز فرمایا اور بار بار فرماتے تھے کہ تو بچہ کو بد دعا مت دے۔

ایک بار آپ کو آپ کے ماموں میر تراب علی صاحب تحصیلدار پاکھال "تالاب پاکھال دکھانے لے گئے آپ کے جانے کے بعد حضرت نے کھانا نہیں کھایا اور اظہار تفکر کرتے رہے۔ بالآخر ایک صاحب پاکھال جاکر آپ کو واپس لالئے۔

حضرت قدس سرہ نے اپنی والدہ ماجدہ کے اصرار پر آپ کو بغرض تعلیم بلدہ روانہ کئے۔ روانگی کے بعد حضرت کو معلوم ہوا کہ بلدہ میں ہیضہ ہے۔ حضرت نے مسلسل آدمیوں کو بھیجنا شروع کیا۔ تیسرے آدمی کے ہاتھ سے تحریر روانہ فرمائی کہ برائے خدا واپس آجاؤ۔ پس آپ راستہ ہی سے واپس ہو گئے۔ حضرت انتظار میں قاضی پیٹھ سے باہر دو کوس پر جا ٹھیرے ہوے تھے۔

اس کے بعد پھر سید معین الدین صاحب حسینی نے ایک بار حضرت قدس سرہ سے عرض کیا کہ میاں کو بغرض تعلیم بلدہ روانہ کرنا مناسب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جناب آپ کیا جانتے ہو۔ میرا میاں یہیں علم بھی پڑھیگا اور دوسری بات بھی حاصل کریگا۔

ایک مرتبہ آپ نلگنڈہ میں اپنے ماموں کے مکان میں شکایت خناق سے سخت علیل ہو گئے تھے حالت بہت آخر ہو گئی تھی۔ جب حضرت قدس سرہ دیکھنے تشریف لے گئے۔ ایک صاحب نے آکر کہا کہ اب بالکل آخر حال ہے۔ حضرت قدس سرہ حضرت کے پاس بیٹھ گئے اور سربسجود ہو کر پکار پکار کر فرمانے لگے کہ الٰہی جوان بیٹا دنیا سے چلا جاے اور بڈھا باپ زندہ رہے۔ ایسی حالت میں حضرت پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ پھر جب ہوش آیا۔ معلوم ہوا کہ اب حالت رو با صلاح ہے۔ اسوقت حضرت عبد النبی شاہ صاحب

مجذوب بھی حاضر خدمت تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ حضرت بہت جلدی گئے - حضرت کو صحت ہو گئی -
اور پانچ چھ ماہ بعد حضرت قدس سرہ کا انتقال ہو گیا -

محمد خاں صاحب فرماتے تھے کہ حضرت قدس سرہ اکثر فرمایا کرتے تھے - میرا میاں میرے راستے پر ہے
اگر میں مکار ہوں تو وہ بھی مکار ہے - بائیس سال کی عمر میں اللہ تبارک میرے میاں کو میرا حال
عطا کریگا - ایسا ہی تذکرہ آپ کی خالہ صاحبہ بھی فرماتی تھیں -

حضرت قدس سرہ نے حضرت کے لئے ایک سفال پوش مکان بنایا تھا جو اس وقت موجود ہے -
اس مکان کے بانس چڑھانے میں آپ نے خود بھی مدد دی اور تیاری مکان کے بعد آپ نے یہ دو شعر فرمایا -

بانہ ھے ہیں اپنی جائے پہ ور میاں مکان　　　کیا وصف اوس مکان کا کہوں ہے وہ لامکاں

حضرت خدا دراز کرے عمر جوں خضر　　　دنیا و دیں میں شاد رکھے سرح رو بخشر

اور کمال شفقت سے کسی موقع میں یوں بھی ارشاد فرمایا ہے کہ :-

سرورا ہیں غلام تیرا ہوں　　　جان و دل سے نثار تیرا ہوں

حضرت قدس سرہ کی عادت شریف تھی کہ ہمیشہ اپنی رکابی میں حضرت کو کھانا کھلایا کرتے تھے -

حضرت پیر و مرشد قبلہ فرماتے ہیں کہ ایک روز کمال اشفاق سے آپ فرمانے لگے کہ میرے میاں کو
ڈاڑھی نکلی ہے اور بار بار فرمانے لگے - میں محجوب ہونے لگا - ارشاد ہوا کہ میرے میاں کو ایسی نرم ہے کہ
کسی نا کتخدا لڑکی کو بھی نہ ہو گی -

حضرت کے زمانہ شیر خواری میں آپ کے لئے حضرت قدس سرہ بوجہ انتقال والدہ ماجدہ آپ خود تشریف
لے جا کر محلہ سے دودھ کی پیالی اپنا رومال ڈھانپ کر لایا کرتے تھے

یہ تو سب کچھ حضرت قدس سرہ کے اشفاق پدرانہ کے احوال ہوئے مگر ہم نے اپنے آنکھوں سے جو دیکھا
حضرت کو اپنے شیخ اور والد ماجد کا ایسا والہ و شیفتہ دیکھا جو کبھی کہیں دیکھنے میں نہ آیا -

روزانہ حضرت کی عادت شریف تھی کہ پانچ بجے بہ ارادۂ درگاہ شریف مکان سے برآمد ہوتے -
درگاہ شریف کے سامنے تخت یا چبوترہ پر مغرب کے بعد تک تشریف رکھتے کبھی چار کبھی دس پانچ

کبھی اس سے زیادہ مریدین معتقدین حاضر محفل رہتے۔ ناچیز مؤلف کو بھی اس محفل میں حاضر رہنے کا صدہا مرتبہ شرف حاصل رہا ہے اور حضرت کی فیض صحبت سے سعادت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے۔ دو تین گھنٹے کی یہ صحبت رہتی تھی۔ مختلف قسم کی گفتگو اور تذکرے رہا کرتے۔ لیکن کوئی دن ایسا ہوتا کہ حضرت نے حضرت قدس سرہ کا کسی نہ کسی سلسلہ میں تذکرہ نہ کیا ہوگا۔

مثلاً اگر کسی گھوڑے کا ذکر شروع ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ میاں پیرومرشد کے زمانہ میں یا پیرومرشد کے پاس بھی ایک گھوڑا آیا تھا اور اوس کا یہ قصہ ہے۔ اگر مکان کا ذکر نکلا۔ حضرت نے فرمایا کہ میاں میں پیرومرشد کے ساتھ فلاں مکان دیکھا تھا اوس کا یہ قصہ ہے۔ نواکہات کا، غلہ کا، غرضکہ جو تذکرہ ہوا اوس کے سلسلہ میں حضرت کے زبان مبارک سے حضرت قدس سرہ کا ذکر ہونا لازمی تھا۔ الملہ ع مع من احب یا من احب شیئاً اکثر ذکرہ کا مصداق معلوم ہوتا تھا۔

مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے کہ میں روزانہ حضرت کے ارشادات قلمبند نہ کرتا گیا۔ ورنہ یہ تذکرہ بھی حقایق و معارف کا ایک ضخیم گنجینہ ہو جاتا۔ اب کہاں وہ صحبت اور کہاں وہ قرع سماع کی خوش نصیبی، کہاں وہ الفاظ جواہر ریز اور کہاں وہ مضامین دل آویز باتوں باتوں میں سامعین شائقین کو عشق و محبت الٰہی کے مزے آجاتے۔ آہ و گریہ کرنے لگ جاتے۔ مسرتوں کی لہریں دوڑ جاتیں۔ خوشی سے دل پھول جاتے۔ پھر باتوں کی بات رہتی تھی، دنیا کے تذکرے ہوا کرتے تھے۔ اس محفل کو چھوٹ کر آج ۱۲ سال ہوئے مگر کل کی بات نظر آتی ہے۔ اور اوس کی یاد سے سینہ بھر آتا ہے۔

حضرت پیرومرشد قبلہ، حضرت قدس سرہ کا اسم مبارک نہیں لیا کرتے تھے۔ مالک یا پیرومرشد قبلہ کہتے تھے چنانچہ جب ناچیز مؤلف کے بڑے لڑکے کا نام غلام افضل رکھنا قرار پایا۔ حضرت نے کمترین کے والد ماجد سے ارشاد فرمایا کہ میں ادباً حضرت پیرومرشد کا نام نہیں لیتا ہوں۔ آپ ہی نام فرماد یجئے۔

حضرت کی عادت شریف تھی کہ حدود درگاہ شریف کے اندر کبھی آپ تھوکتے نہ تھے، نہ حقہ ملاحظہ فرماتے تھے۔ تھوکنے کی ضرورت ہوتی تو رومال میں تھوک لیتے۔ حقہ کی ضرورت ہوتی تو اشارہ سے فرما دیتے اور باہر حدود کے جاکر حقہ ملاحظہ فرماتے۔

جوانی کے زمانہ میں آپ دو وقت صبح و شام گنبد مبارک میں جاروب کشی اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے اور چراغ خود روشن کرتے تھے۔

آپ ضعیفی کی وجہ صرف تخت یا چبوترے پر حاضر رہا کرتے تھے۔

آپ کبھی کبھی فرماتے تھے کہ مجھے روزانہ حضرت قدس سرہ کی زیارت یعنے شرف تکلم نصیب ہوتا ہے۔ حضرت قدس سرہ نے بھی کسی کے خواب میں فرمایا تھا کہ میرا میاں جس روز میرے پاس نہیں آتا ہے مجھے اوس کا خیال رہتا ہے اور وہ جہاں جاتا ہے میں اوس کے ساتھ رہتا ہوں۔

حضرت کی پہلی شادی حضرت قدس سرہ نے اپنی والدہ صاحبہ کی ضعیفی اور اصرار کی وجہ کم عمری یعنے ۱۲ سال کے سن میں آپ کے ماموں میر تراب علی صاحب تحصیلدار کی صاحبزادی سے کی۔ یہ نسبت بچپن کی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت نے تحصیلدار صاحب کو لڑکی ہونے کے لئے دعا فرمایا اور تولد کے ساتھ ہی تحصیلدار صاحب سے فرما دیا کہ یہ لڑکی ہمارے میاں کی ہے۔ اس محل سے آپ کو دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہوئے۔ ان کے انتقال کے ایک سال بعد بعمر ۳۶ سال آپ نے دوسری شادی اپنے رشتہ میں حضرت سید محمدؒ صاحب کی صاحبزادی سے کی۔ اس محل سے آپ کو دو صاحبزادے ایک صاحبزادی ہیں۔ ان کے انتقال کے ایک سال بعد آپ نے تیسری شادی بعمر ۴۹ سال سید قلندر حسین صاحب کی نواسی سے کی جو حضرت سید شاہ صبغتہ اللہ نائب رسول اللہ کی اولاد میں ہیں۔ اس محل سے آپ کو ۳ صاحبزادے ۳ صاحبزادیاں ہیں۔

پہلے محل نے انتقال کے بعد خواب میں حضرت سے حج بدل کرانے کی فرمایش کی اور یہ بھی فرمایا کہ فلاں صندوق میں میں نے اس قدر رقم رکھی ہے۔ حضرت نے اوس رقم سے حج بدل کرا دیا۔ اس کے بعد حضرت فرماتے تھے کہ میں نے مرحومہ کو حاجیوں کے لباس میں دیکھا ہے۔ دوسرے محل نے انتقال کے دو روز پہلے ہی سے فرمانے لگی تھیں کہ میرا موتی کا محل میرے لئے تیار ہے اور مجھے نظر آرہا ہے۔

ایک روز یہ تذکرہ تھا کہ حضرت قدس سرہ کے بیس بائیس ہزار مرید تھے۔ مردم مکان نے عرض کیا کہ آپ کے مرید اس سے زیادہ ہونگے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ میں زیادہ دن مرید کیا ہوں۔ اسلئے زیادہ

ہونگے۔ آپ کے مریدین جملہ مواضعات ورنگل، حسن پرتی، مانا کنڈور، گرباجی پیٹھ، انکس شاد پور، ہنمکنڈہ، منتھواڑہ، ورنگل، اس کے سوائے بلدہ، فلک نما، قلعہ گولکنڈہ، الوال، بلارم، سکندرآباد، اورنگ آباد، جالنہ، بنگلور، پونہ، نیل گانوں کے رسالہ میں بہ کثرت ہیں۔ ہندوستان کے مختلف مقامات راجپوتانہ وغیرہ میں بھی آپ کے مریدین ہیں۔

خاص حالات

آپ پر بھی ابتدائی زمانہ میں بالعموم بے خودی کا عالم رہتا تھا۔ چنانچہ آپ اوسی زمانہ میں ایک بار علی الصباح رنگشائی پیٹھ، منتھواڑہ کی آبادی سے باہر جا رہے تھے۔ اس حالت میں کہ منہ کو کالک لگی ہوی تھی اور صرف لنگی باندھے ہوے تھے اور کوئی لباس نہ تھا۔ پابرہنہ تھے۔ اتفاقاً حمید خاں صاحب کی نظر پڑگئی۔ خاں صاحب حضرت کے مرید تھے وہ حضرت کو پہچان کر گھر لائے۔ اس کے بعد دو تین روز تک حضرت اسی طرح مغلوب الحال رہے۔ آنکھیں سرخ اور چہرہ غضب آلود رہتا تھا۔ برسوں آپ نے رات کی نیند حرام سمجھی۔ رات بھر بیٹھے رہتے، کبھی کھڑے ہوے رہتے، کبھی سجدہ میں رہتے۔ رات بھر کے سجدہ کی وجہ آنکھوں پر بہت بار پڑتا تھا۔ آنکھیں سرخ رہتے تھے۔ بساوقت پنڈلی ران سے چسپاں ہوجاتی تھی۔ کھینچ کر کھولنے کی نوبت آتی۔ جب شب میں بیٹھے رہتے تو بالعموم سیدھے ہاتھ کی کہنی ٹیک کر تشریف رکھتے تھے۔ کہنی پر گھٹا آگیا تھا۔ بیٹھے ہوے شب میں پلاس کا چھٹہ یا بیڑی ملاحظہ فرماتے رہتے تھے۔ ہر حالت میں آپ شب بھر روتے رہتے تھے اور دن میں بھی اکثر اوقات رونے میں گزرتی۔ کثرت اشک ریزی کی وجہ آپ کی آنکھ سے رخسار تک سیاہ نشان پڑگیا تھا۔ خدا و رسول کے عشق و محبت میں اور ہجر و فراق میں رونا دوستانِ خدا کا وطیرہ رہا ہے۔ بڑے بڑے درجہ کے اولیاء اللہ ہی نہیں انبیاء علیہم السلام بھی عشق الٰہی میں ہمیشہ روتے رہتے تھے اور تجلیات الٰہی سے بے خود ہوجاتے تھے۔

سوزش عشق کا لطف وہی شخص جانتا ہے جس کے دل میں کچھ عشق و محبت کا اثر ہوا اور جن کے دل خدا اور رسول کی محبت سے خالی ہیں ان کو رونے دھونے سے کیا تعلق - لیکن آپ غیر لوگوں کے سامنے یا کسی مجلس وغیرہ میں اشک ریزی ہرگز نہ فرماتے بلکہ معلوم تک نہ ہوتا کہ آپ کے ایسے حالات ہیں - محفل سماع میں البتہ آپ کے اشک مسلسل جاری رہتے - سماع سے آپ کو رغبت تھی - آپ کی مریدِ مرادمن دھنا کبھی راتوں کو تنہا گھنٹوں گاتی رہتی اور آپ تنہا برابر سماعت فرماتے رہتے اور اشک ریز رہتے تھے - غلبہ حال کی وجہ راتوں میں آپ اپنی جگہ سے اوٹھ کر جنگل کو بھی چلے جاتے تھے - ایسی حالت میں آپ کو کسی کی شناخت بھی نہ رہتی تھی - بعض وقت اپنے صاحبزادہ کو اپنے محل کو بھی پہچان نہ سکتے تھے - کون ہے کون ہے پوچھتے تھے - مگر یہ سب رات کی باتیں تھیں - شب پردہ دار عاشقاں آپ کا مقولہ تھا - دن میں سب سے برابر میل جول، بات چیت، معاملہ جاگیرداری، قضا درست سب کچھ حسب حال ہوتا تھا - ایک روز معلوۃ الاسرار کی اجازت غلام نے حضرت سے طلب کیا - اجازت سرفراز ہوی - اور بوڑہ گٹہ کے طرف اشارہ کرکے ارشاد ہوا کہ میں بھی اس پہاڑ میں جا کر پڑھا ہوں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوی - پھر جانا چھوڑ دیا -

ایک روز رات میں آپ بیٹھے بیٹھے یکایک اوٹھ کر کھڑے ہو گئے - جیسے کسی کی تعظیم کو کھڑے ہوتے ہیں اور پھر فرمانے لگے کہ دیکھئے حضرت شاہ بوعلی قلندر کا پیٹ کس قدر پتلا ہے - آنگ میں کرتا بھی نہیں ہے -

ایک صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ آپ کی کوئی دعا درگاہ ایزدی سے رد نہ ہوی - یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مالک کی شان بہت بڑی ہے - حق تعالیٰ نے کبھی ہم گنہگاروں کی دعا رد نہ کیا اور فرمائے کہ پیرو مرشد کے نعلین کا کیا شکریہ ادا کیا جائے کہ میری کبھی التجا کو کبھی رد نہ فرمایا -

مرزا عظیم اللہ بیگ صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ درگاہ شریف میں حضرت زیر درخت مولسری تشریف رکھتے تھے - صبح کا وقت تھا یکایک آپ آسمان کی طرف سر اوٹھانے لگے اور چہرہ شریف کے

اطراف ایک نور کا ہار بن گیا - اسی طرح وہ نور بڑھتے بڑھتے آپ کے تمام جسم پر محیط و محاط ہوگیا - پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ چونک کر سنبھل گئے - اور وہ کیفیت غیب ہوگئی - اس کے بعد آپ نے گنبد شریف کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ سب آپ ہی کا طفیل ہے -

آپ کے مریدین میں آپ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ پر چند روز جذب کی حالت رہی اور سید محی الدین صاحب ناظم عدالت سمستان پالوچہ کو بھی جذب ہوگیا تھا - ناظم صاحب موصوف کو ستر کا خیال تک نہ تھا - باولی میں کود پڑے - بیہر سرور اللہ اکبر پکارا کرتے تھے - ایک سال تک یہی حال رہا -

مرزا اکرام حسین صاحب بھی مجذوب ہو گئے تھے - مرید ہونے کے بعد ابتداءً ستار بجا کر گایا کرتے تھے - اور رویا کرتے تھے - بڑھتے بڑھتے بے ہوش مدہوش ہو گئے اسی حالت میں کہیں چل نکلے - معلوم نہوا کہ کہاں چلے گئے -

ناصر محمد گیٹ والے کو آپ نے مریدی کے بعد کلمۂ طیّب کی تلقین فرمائی - تین ماہ کے شغل میں قلب جاری ہوگیا - ناصر محمد کا انتقال ریل کی ٹکر سے صوم رمضان کے افطار کے بعد ہوا - غسل و کفن بر کر سپرد خاک کئے جانے تک برابر قلب کی حرکت جاری رہی - یہ ہے شیخ کامل کی تربیت کا اثر -

چھوٹی بیگم صاحبہ فرماتے تھے کہ ایک روز خواب میں یہ حضرت قدس سرہ کے قدموں پر سر رکھ کر کچھ عرض کر رہے ہیں - آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے مرشد چاہیں تو تین چار روز میں تمہاری یہ مراد پوری ہو سکتی ہے -

آپ کے مریدین میں حضرت لالہ میاں صاحب کو بھی کبھی جذب اور کبھی سلوک رہتا ہے جو اس وقت بفضلہ بقید حیات ہیں -

حضرت والدہ صاحبہ قبلہ نے کسی مقصد میں حضرت قدس سرہ سے معروضہ دعا کیا - رویا میں ارشاد ہوا کہ قفل کی کنجی تمہارے شوہر کے ہاتھ میں ہے - اس ارشاد کے وقت حضرت قدس سرہ کے دست شریف میں ایک قفل کی کنجی تھی - جس کو بتلا کر ارشاد فرمایا گیا -

والدہ صاحبہ قبلہ فرماتے تھے کہ بلدہ میں دیوڑھی نواب نصرت جنگ میں جب حضرت فروکش تھے -

ایک شب ایک غیر متعارف ضعیفہ حضرت کے پاس بیٹھی ہوی دیکھی گیئں - حضرت دیکھ کر اوسوقت انجان ہوگئیں - صبح حضرت سے دریافت کیں کہ وہ ضعیفہ کون تھیں - آپ نے اصرار پر ارشاد فرمایا کہ وہ زوران بی صاحبہ ہیں جو میر جملہ تالاب کے قریب رہتی ہیں - مجھ سے ملنے آئی تھیں -

اوس زمانہ میں دن کے وقت بالعموم چار بجے اسمٰعیل صاحب مجذوب کمبل پوش بھی حضرت سے ملنے آیا کرتے تھے لیکن یہ تھوڑی دیر کھڑے رہ کر آداب بجالاتے اور چلے جاتے -

قاضی پیٹہ میں حضرت سے ملنے اکثر عبدالنبی شاہ صاحب مجذوب ہنمکنڈہ بھی آیا کرتے تھے - کبھی ہفتہ ہفتہ آپ ہی کے پاس ٹھیرے رہتے -

حضرت کے بھتیجے سید قادر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کی علالت کے زمانہ میں شب عاشورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں مشرف ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ میں نعت میں ایک قصیدہ لکھا ہوں - آپ نے ارشاد فرمایا کہ سرور میاں کی تعریف میں لکھو - حضرت سے جب یہ خواب کا ذکر بیان کیا گیا - آپ زار زار رونے لگے - پھر قادر علی شاہ صاحب نے یہ دو رباعیاں حضرت کی تعریف میں لکھیں -

رباعی

سن لی جو سنائی مجھے عشرہ کی رات — سمجھو نگا نہ ہرگز کہ یہ تھی بات کی بات

سب کچھ ہے میرے دل میں مگر اے سرور — حیران ہوں لکھوں آپکی میں کونسی بات

دیگر

ہے رتبۂ سرور سے وہ سرور آگاہ — جو قرب ہے داور سے ہے داور آگاہ

ہوتے ہیں جو مقبول خدا اے توفیق — اس شان کے ہوتے ہیں وہ ماشاءاللہ

اخلاق

آپ کے اخلاق، اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ تھے - آپ ہمیشہ تقدیم سلام فرماتے -

اور ہر شخص کا سلام اُوٹھ کر کھڑے ہو کر لیا کرتے تھے۔ مصافحہ کرنے والا جب تک ہاتھ نہ چھوڑے آپ ہاتھ دئے رہتے۔ آپ کسی کو پاؤں پڑنے نہ دیتے۔ اگر کوئی شخص پاؤں کو ہاتھ لگا دیتا تو آپ ہاتھ پکڑ لیتے یا پیچھے ہٹ جاتے یا بدلے میں اُس کے پاؤں کو بھی ہاتھ لگا دیتے۔ آپ سے ملنے جو شخص آتا آپ خندگی تواضع فرماتے اور پوری طرح مخاطب ہو جاتے۔ آپ کے دیوانخانہ میں ایک تخت چوبی رکھا ہوا ہے اس پر تشریف رکھا کرتے تھے۔ بالعموم کبھی زمین پر کبھی پتھر یا کسی لکڑی کے ٹکڑے پر بیٹھ جاتے اور لوگ بھی اوسی طرح حضرت کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ آپ نہایت منکسر المزاج تھے۔ آپ کی ذات نفلی سے بالکل مبرا تھی۔ کبھی آپ اپنی تعریف کے خواہاں نہوتے اور نہ تعریف سے خوش ہوتے۔ اور آپ خود دوسرے شخص کی ایسی عزت کرتے کہ وہ خوش ہو جاتا اور ہمیشہ آپ لب فرش تشریف رکھتے تھے۔ صدر پر تشریف نہ رکھتے تھے۔ تالیف کتاب ہذا بار اول کے زمانے میں روز آنہ دوپہر میں اِس ناچیز کے حجرہ میں تشریف لایا کرتے تھے اور گھنٹہ دو گھنٹہ تشریف رکھتے تھے۔ مگر وہی لب فرش بیٹھنے کی عادت تھی۔ اگرچہ کمترین نے انتہا اصرار کرتا کہ حضرت اوپر تشریف رکھیں۔ ارشاد ہوتا کہ میری ایسی ہی عادت ہے۔ بے تکلفی سے پیر دراز کر کے یا تکیہ سے بیٹھنے کی مطلق عادت نہ تھی۔ ہاتھ میں لکڑی رکھنا یا عینک لگانا اس کو بھی آپ پسند نہ فرماتے تھے۔ بعض وقت لکڑی کے ٹیکے کی ضرورت بھی داعی ہو جاتی لیکن آپ اس سے احتراز فرماتے تھے۔ باوجود اس پیرانہ سالی کے آپ کے قویٰ بالکل اچھے تھے سماعت بصارت وغیرہ بالکل اچھی تھی۔ آپ کے سامنے کسی مشایخ یا عالم یا کسی اور شخص کی تعریف ہوتی تو آپ بھی ہم زبان ہو جاتے اور بصورت ناواقفیت اظہار ناواقفیت کرتے کبھی کسی کی شکایت یا برائی کو پسند نہ فرماتے پردہ پوشی کی آپ میں خاص صفت تھی کسی کے عیب کو باوجود وقفیت ظاہر نہ فرماتے تھے۔ ہمیشہ پردہ پوشی فرماتے تھے۔ آپ کسی سے کبھی ترش روئی یا چیں بجبیں نہ ہوتے۔ ہر شخص سے نہایت خلوص اور خندہ پیشانی سے پیش آتے کسی کو نصیحت کرنا مقصود ہوتا تو احکام خدا و رسول اور احوال بزرگان دین سنا کر غایت نرمی کے ساتھ نصیحت فرماتے کہ مخاطب کی دل شکنی نہ ہو۔ کوئی شخص کیسی بھی بیکار بات آپ سے کرے۔ کوئی گو کیسا ہی منکر الصوت کیوں نہ ہی پر برابر سماعت فرما کر اس کی دل افزائی

فرما دیتے۔ جو شخص آپ کو پکارے آپ ہی کے ساتھ جواب دیتے۔ چاہے وہ شخص کسی درجہ کا ہو۔ بالعموم ضعیف عورتوں کو آماں اور ضعیف مردوں کو حضرت کے ساتھ مخاطب فرماتے۔ کمسنوں کو میاں فرماتے تھے۔ تو یا تم زبان پر نہ تھا۔ ہر شخص کو آپ فرماتے تھے۔ اور سلام کے وقت لفظ آداب ارشاد فرماتے۔ جو شخص سامنے سے چلے جائے اوس کو سلام ہوتا اور جو شخص آجائے اوس کو سلام ہوتا۔ اس طرح تھوڑی دیر کیلئے جانے اور آنے والے کو بھی برابر سلام کی عادت تھی۔ رعایائے جاگیر کو لفظ آپا سے پکارا جاتا۔ اور رعایا سے بالعموم تلنگی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ دور سے دور کے رشتہ دار کو بھی آپ بہت ہی قریبی عزیز تصور فرماتے تھے۔ قدیم اور خاندانی احباب کو بیحد دوست رکھتے اور اون کی خاطر و تواضع کرتے تھے۔ بغرض یہ کہ ساتھ عجیب اخلاق تھے۔ ایک شاہ صاحب جو بطریق مسافری دیوانخانہ میں مقیم تھے ایک روز حضرت سے عرض کئے ابھی تک اندر سے میرے لئے کھانا نہیں آیا۔ یہ سن کر آپ اندر تشریف لیگئے اور اپنے ہاتھ میں کھانا لیکر آئے۔ اور شاہ صاحب کو دئے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کیوں تکلیف فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ فقراء کو کھانا لاکر دینا کوئی نازیبا کام نہیں ہے۔ کوئی شخص اپنی تعریف کرلیتا تو آپ تردید نہ فرماتے۔ اکثر فقراء و مسافرین اپنی بڑائیاں کرتے تو آپ سن کر اُن کی تردید نہ فرماتے۔

آپ کا لباس ہمیشہ جسم میں ایک ململ کا کچھ رومال کا لنگی اور سر پر ایک رومال۔ کہیں ملاقات کو یا دعوت میں جانا ہوتا تو سفید ململ کا انگرکھا، سفید شملہ، پھلواری کی شرعی زیب جسم فرماتے۔ دو تین جوڑوں سے زیادہ لباس نہ رکھتے۔ فرماتے کہ موت معلوم نہیں کب ہے۔ زیادہ کپڑوں کی کیا ضرورت۔

ایک روز آپ درگاہ شریف کے چبوترے پر تشریف فرما تھے۔ ایک صاحب بلدہ سے درگاہ شریف بغرض زیارت حاضر ہوئے۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر بوقت واپسی حضرت سے دریافت کئے کہ آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا میں درگاہ شریف کا جاروب کش ہوں۔ وہ صاحب نے آپ کو چار پیسے دیا۔ آپ نے قبول فرمایا۔ وہ صاحب باہر آکر لوگوں سے دریافت کئے اور نہایت نادم ہوئے حضرت سے معافی چاہنے لگے۔ اور پانچ روپیہ نذر پیش کی۔ آپ نے روپیہ قبول نہ فرمایا۔ اور وہی پیسوں پر اکتفا کیا۔

ایسا ہی ایک اور واقعہ ہے کہ آدھی رات کو ایک صاحب بلدہ سے درگاہ شریف آئے اور حضرت سے

پوچھے کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے یہی فرمایا کہ میں جاروب کش ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حلیم تو بھر دو۔ آپ نے حلیم بھر کے اونہیں دے دیا۔ غرضکہ آپ بے انتہا منکسر المزاج اور صاحب خلق عظیم تھے۔ آپ کے مزاج میں رحم اور ہمدردی ایسی تھی کہ جب کوئی مصیبت زدہ آپ کے سامنے اظہار مصائب کر کے روتا تو آپ اُسکے ساتھ برابر روتے رہتے۔ ایک چھوکری کو درد زہ شروع ہوئے اور وہ رونے لگی۔ اوس کی آوازیں سن کر آپ بھی رونے لگے۔ ایک شخص بلا اجازت اپنی لڑکی کی نکاح خوانی کر لیا۔ جب وہ شخص لایا گیا۔ قصور کا اقبال کر لیا حضرت نے اپنے صاحبزادہ قاضی صاحب ورنگل سے فرمایا کہ بلحاظ ضعیفی یہ قابل رحم و معافی ہے پھر حضرت نے اوس شخص کو کھانا وغیرہ کھلا کر رخصت کیا۔

احمد بھائی آپ کے پروردہ کی لڑکی کا طاعون سے انتقال ہوگیا۔ اس کا جب ذکر آتا آپ اشکبار ہو جاتے کہ جوان لڑکی اچانک فوت ہوگئی۔

شفقت علی خاں صاحب بوا سیر سے علیل تھے ایک روز وہ حضرت سے اپنے تکالیف کا اظہار کر رہے تھے۔ حضرت کے آنکھوں سے اشک مسلسل جاری تھا۔ خاں صاحب ادھر رو رہے تھے اور حضرت کے آنکھوں سے اُدھر آنسو جاری تھے۔ ناچیز مولف بھی اُس وقت حاضر تھا۔

ایک شخص چوری سے علاقہ جاگیر میں کچھ درخت کاٹ لیا تھا۔ مشکیاں کس کے حضرت کے سامنے لایا گیا۔ اوس کو دیکھتے ہی آپ رونے لگے۔ اور بہت رقت فرمائے۔ اور فرمانے لگے کہ روز محشر گنہگاروں کا بھی ایسا ہی حال رہے گا

ایک وقت کلالوں نے ایک شخص کو گرفتار کر کے لایا کہ یہ شخص راتوں کو تاڑیاں چوری کرتا ہے اوس شخص کے گلے میں کلالوں نے لٹی لٹکا دی تھی اور شب بھر اوسکو لا کر درخت سے باندھ دئے صبح جب حضرت برآمد ہوئے۔ دریافت فرمایا کہ کیا واقعہ ہے۔ واقعہ سماعت فرما کر ایک صاحب کو طلب کئے جو اُس موضع میں کچھ ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ وہ صاحب آنے کے بعد حضرت نے اون سے فرمایا کہ دریافت کیجیے کہ کلالوں کی کیا شکایت ہے۔ وہ صاحب نے اوس چور کو خوب برا بھلا کہا اور حضرت سے عرض کیا کہ اس کو خوب سزا ہونی چاہئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اب کے دفعہ معاف کر دیجئے

آئندہ ایسا ہو گا تو تنبیہ کی جائیگی۔ سب لوگ جدھر کے اُدھر چلے۔ صرف کمترین باقی رہا۔ حضرت نے۔
کمترین سے ارشاد فرمایا کہ یہ صاحب کی بھی یہی شکایت کلاوں کو ہے۔ اس لئے اون کو بلاکر اس
تصفیہ میں شریک کیا۔

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں

صحن مکان میں ایک چھوٹا گھانس کا چھپر تھا اوس کو آگ لگی۔ آگ کی شعاعیں دیکھ کر آپ
رونے لگے۔ پھر جلد آگ بجھادی گئی۔ آپ بے انتہا رقیق القلب تھے۔

معاوضہ بھٹیات آبکاری کے لئے سرکار میں تختہ طلب کیا گیا۔ جب آپ نے تختہ داخل فرمایا۔
بعض عہدہ دارانِ متعلقہ نے زاید رقم تبلانے کنایتاً کہا۔ مگر آپ نے اس کو منظور نہیں فرمایا۔ بانصافانہ
معاملہ میں آپ فریقین کو برابر تصوّر فرماتے تھے۔ کریم بخش قوال کے ملازم زراعت کو آپ کے
کسی صاحبزادے نے اپنے پاس نوکر رکھ لیا۔ کریم بخش نے شکایت کی۔ آپ نے اُس کو صاحبزادے
سے واپس کرادیا۔

کمترین زادہ کی سالگرہ میں آپ بلدہ تشریف لائے تھے۔ دو ہفتہ قیام رہا۔ ایک روز حمام کا
ارادہ ہوا۔ حمام خانہ میں جانے کا راستہ زنانہ میں سے تھا۔ آپ نے اُس راستہ سے تشریف لے جانا
پسند نہ فرمایا۔ اگرچہ گوشہ کرادیا گیا۔ بالآخر باہر ہی پانی منگا کر ایک حجرہ میں آپ غسل سے فارغ ہوئے
کمترین کے بڑے بھائی فرماتے ہیں کہ اس حجرہ میں جس میں آپ نے غسل فرمایا کچھ آسیبی اثر تھا۔ جو اوس
روز سے دفع ہو گیا۔

آپ علماء کی بہت تعظیم فرماتے تھے۔ بلدہ کے بڑے بڑے علماء مولوی عبدالصمد صاحب قندہاری
مولوی محمد یٰسین صاحب مولوی وحیدالدین صاحب مولوی نادرالدین صاحب مولوی منصور علیخاں صاحب
مولوی انوار اللہ خاں صاحب المخاطب نواب فضیلت جنگ بہادر اکثر آپ سے ملنے آیا کرتے تھے۔
آپ اِن حضرات سے بہت ہی اخلاص سے ملا کرتے اور گفتگو علمی مذاکرے ہوتے۔ اور اِن حضرات
کی آپ بڑی عزت فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ کمترین مولف کی موجودگی میں نواب فخر جنگ کمشنر کروڑگیری اور شیخ عبد الرحیم معتمد مال حضرت سے ملنے تشریف لائے تھے۔ حضرت تخت پر تشریف رکھے ہوئے تھے۔ جائے تنگ تھی نیچے ایک کمبل بچھا دی گئی۔ سب مل کر بہت دیر تشریف رکھے رہے۔ جب یہ لوگ مرخص ہوئے آپ نے کھڑے ہو کر مصافحہ فرمایا۔ اونہیں دنوں میں مولوی محمد نور اللہ صاحب بھی تشریف لائے تھے بہت دیر تک ملاقات رہی۔ جب وہ مرخص ہوئے۔ حضرت نے سواری تک اون کو پہونچایا۔ بلحاظ اہل علم ہونے کے مولوی صاحب کی خاطرداری زیادہ فرمائی گئی۔

حضرت کے صاحبزادہ امین بادشاہ صاحب کے انتقال کے روز بندگان اعلیحضرت کے جانب سے درگاہ شریف میں فاتحہ مقرر تھی۔ انتقال کی کیفیت سن کر نواب سر افسر الملک بہادر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کئے کہ اس سانحہ کی وجہ نیاز شریف ملتوی کردیجاتی ہے۔ آپنے اوس کو منظور نہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ نیاز ادا کی جائے امین بادشاہ صاحب آپ کے جوان فرزند اور ذی علم اور بہت خوبصورت صاحبزادے تھے۔

آپ تحائف قبول فرماتے تھے مگر ساتھ ہی فرما دیتے کہ آئندہ سے ایسی تکلیف نہ کیجئے۔ غریب لوگ جو مرید ہوتے اون سے نذر نہ لیتے اور ارشاد فرماتے کہ ہم جاگیردار ہیں اس کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔

نواب قطب خاں صاحب مرحوم نے ایک مرتبہ ایک ہزار روپیہ نذر پیش کی۔ آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور واپس فرما دی۔ اوس وقت وہ مرید نہ تھے۔ مرید ہونے کے بعد قبول فرمانے لگے۔ آپ فرماتے تھے کہ قناعت اچھی چیز ہے۔ ایک وقت مرض مویشی کا زمانہ تھا۔ آپ کے ساٹھ یا ستر گائے مر گئے آپ نے کچھ بھی پرواہ نہ کیا۔ بیوی صاحب منقطعہ کی اراضی برسوں پڑا وا رہی۔ آپ اس سے متمتع نہوے۔ پھر بعد شادی فدوی کو مرحمت فرما دیا۔ باوجود اس استغنا کے گو بالکل متوکلانہ تھی۔ ہر رزق جدید یوم جدید۔ کا مصداق تھا۔ روز کا روز معاملہ تھا۔ ایک خادمہ نے عرض کیا کہ آج دھان کوٹے نہیں گئی آپنے فرمایا آج یونہی سو جائیں گے۔ اور کل کٹوا کر کھائینگے۔ ایک روز یونہی ہو جائیں تو کیا برا ہے۔

کمترین کی شادی کے وقت جب آپ بلدہ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ چار ہزار روپیہ تھے اور اتفاقاً دو صاحبزادیوں کی اور ایک صاحبزادہ کی شادی کا موقع ہوگیا۔ تقریباً اٹھارہ ہزار روپیہ تک خرچ ہو گئے۔ سب انتظام بروقت ہوگیا۔ اگرچہ قرض کشی سے ہوا۔ مگر بلا دقت اسطرح کی شادی کے کسی کام میں تاخیر یا رکاوٹ نہ ہوئی پس اسی طرح آپ کے سب کام متوکلانہ طریقہ سے پورے ہوجاتے تھے

خانقاہ شریف، چبوترا، مسجد، نقارخانہ، حوض سب حضرت ہی نے اپنی نگرانی اور اپنے ذاتی صرفہ سے بنوایا۔ البتہ سیلو کا فرش، اور مسجد کا ڈھالیہ سرکار سے تعمیر ہوا۔ بار دوم مسجد کی ترمیم حال میں سرکار سے ہوئی ہے۔ خانقاہ شریف میں ترمیم کی بہت ضرورت ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ سعادت کس کے حصہ میں ہے۔

حضرت قدس سرہٗ کی گنبد اگرچہ مریدین کے روپیہ سے تعمیر پائی اور اس کا سہرہ نامدار خانصاحب علیہ الرحمہ کے سر ہے۔ تاہم اس میں بھی حضرت کا بہت کچھ روپیہ شریک ہے۔ ختم تعمیر کے بعد اوپر کا بڑا کلس کمندان صاحب نے مالیتی دو ہزار روپیہ کا چڑھایا۔ بازو کے چھوٹے کلس نواب قطب خانصاحب کے اور کمانوں کے کلس نواب افضل خانصاحب کے گذرانے ہوتے ہیں۔

خانقاہ شریف کا سقف تڑک گیا تھا۔ اس کی لکڑی بھی نواب افضل خاں صاحب نے دیا۔ اور رقم بھی شریک کیے۔ افضل الکرامات بار اول جو فروخت ہوئی۔ اس کی رقم بندہ نے اس تعمیر میں لگادیا۔

جب حضرت کا وصال مبارک ہوا۔ تجہیز و تکفین کے بعد شب کے دس گیارہ بجے مکان کو واپسی ہوئی۔ واپسی کے بعد دوسرے تیسرے روز کے انتظام کے سلسلہ میں کمترین نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سوائے ذات الٰہی کے حضرت نے کچھ نہیں چھوڑا۔

ایک وقت حضرت نے کمترین سے ارشاد فرمایا تھا کہ فقراء کا قول ہے کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے پاس جس قدر روپیہ نکلے اُتنے داغ دینا چاہیئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس ارشاد کا اشارہ اپنے احوال کی طرف تھا۔

مہمان نوازی کا آپ کو بڑا خیال رہتا تھا۔ بالعموم دور دور مقامات سے لوگ آپ سے ملنے اور درگاہ شریف کی زیارت کی غرض سے آیا کرتے تھے۔ اون کو آپ اپنے مہمان کر لیتے۔ کئی کئی روز یہ لوگ سکونت رکھتے۔ اُون کی بے حد خاطر داری اور عمدہ عمدہ اغذیہ سے تواضع فرمائی جاتی۔ اور مہمان کے قیام کا بے انتہا شکریہ ادا کیا جاتا۔ اور جب مہمان رخصت و اجازت طلب کرتے تو بالعموم مزید ایک دو یوم کی خواہش کی جاتی اور اس پر اصرار کیا جاتا۔

مسافرین کے ساتھ بھی یہی حال تھا۔ کہ جب کوئی مسافر آجاتا اُس کے رہنے تک برابر کھانا دیا جاتا اور دیگر ضروریات کے لئے نقدی دیجاتی۔ بعضے مسافر مہینوں برسوں بھی قیام کر لیتے اونکے ساتھ برابر وہی سلوک رہتا۔ اور بوقت رخصت حسب موقع اون کو زادراہ بھی دیا جاتا خاص انتخاص کو زادراہ جو دیا جاتا اوس کی مقدار چالیس پچاس روپیہ یا اس سے زیادہ بھی ہوتی تھی۔ مسافرین کا ورود ریلوے مقام ہونے کی وجہ اکثر ہو کرتا تھا۔ اور دیوانخانہ میں ہر وقت کوئی نہ کوئی موجود رہتا۔

ایک وقت ایک مسافر آیا۔ حضرت باہر تشریف رکھتے تھے۔ اور کمترین بھی حاضر تھا۔ حضرت نے خادمہ سے فرمایا کہ مسافر صاحب کو کھانا لادو۔ اُس نے عرض کیا کہ دوپہر کا کھانا تقسیم ہوچکا ہے شام میں اِن کو دیا جائے گا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اُسی خادمہ نے آکر کہا کہ خاصہ تیار ہے۔ آپنے فرمایا کہ تم نے ابھی کہا کہ کھانا تقسیم ہوچکا ہے۔ پھر اب کہتے ہیں خاصہ تیار ہے۔ پہلے مسافر صاحب کو لادو میں بعد آونگا۔ پھر خادمہ نے مسافر صاحب کیلئے کھانا لایا اور آپ بغرض خاصہ اندر تشریف لے گئے

سائلین کی بھی کثرت رہتی تھی۔ آپ کسی سائل کو رد نہ فرماتے۔ جو ممکن ہو سرفراز فرما دیتے۔ اگر سائل کے لئے حضرت کے پاس کچھ موجود نہ رہتا تو پٹیل کو حکم فرماتے کہ کوئی انتظام کر دے۔ یا مکان میں جاکر کسی سے بھی کچھ طلب فرماکر اوس کے سوال کو پورا کر دیتے۔ اور اگر سائل کو کچھ کم دینا ہوتا تو کم دیکر معافی کے خواہاں ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے آپکو ایک بیدری حقہ تحفۃً لاکر دیا دیوانخانہ میں آپ اُس کو استعمال فرمارہے تھے۔ ایک فقیر صاحب تشریف لائے کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد

وہ شاہ صاحب نے حقہ کا سوال کیا کہ یہ حقہ مجھے دیدیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس حقہ کو میں ابھی شروع کیا ہوں۔ دوسرا ایسا ہی حقہ میرے پاس موجود ہے۔ اندر سے منگا دیتا ہوں۔ حاضرین نے بھی شاہ صاحب کی فہمائش کی۔ مگر وہ نہ مانے۔ بالآخر حضرت نے اون کا سوال پورا فرمادیا اور وہی حقہ دے دیا۔

امرا اور عہدہ داران حضرت کی خدمت میں بہت حاضر ہوا کرتے تھے۔ لیکن آپ بجز دعوت کے اُن لوگوں کے پاس تشریف نہ لے جاتے تھے۔ جب آپ بلدہ تشریف لاتے تو نواب افسر الملک، نواب عثمان یارالدولہ، نواب شاہ میر جنگ، نواب نظامت جنگ، نواب لطف الدولہ بہادر وغیرہ حضرت سے ملنے آتے تھے۔ ان نوابان کو حضرت سے بہت عقیدت تھی۔ لیکن حضرت نے کبھی ان لوگوں سے اپنی کوئی ذاتی غرض بیان نہیں کیا۔ ہاں کسی کے لئے سفارش ہو تو دریغ نہ فرماتے تھے۔

آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور بجالت صوم تلاوت قرآن مجید بھی فرمایا کرتے تھے۔ متوکلانہ حالت کی وجہ زکوٰۃ کی نوبت نہ آئی۔ البتہ جب بیانو زیادہ ہو جاتے تو اُس کی زکوٰۃ نکالی جاتی تھی۔ آخر زمانہ میں پیرانہ سالی کروجہ احتراق مثانہ کی شکایت ہوگئی تھی جس کی وجہ صلوٰۃ کے پابند نہیں ہوسکتے تھے۔ اور آپ وجہ عدم پابندی یہی بیان فرماتے تھے۔

آپ چھوٹوں پر اور مریدوں پر بے انتہا شفیق تھے۔ آپ کے ایک مرید عثمان خاں صاحب جو شمس الدین خانصاحب کے فرزند تھے۔ اون کے انتقال پر آپ زمانہ تک ان کو یاد کرکے اشکبار ہو جاتے تھے۔ کم عمر صاحبزادوں میں اگر کوئی اول شام بنا کھانا کھائے سو جاتے تو آپ بھی کھانا نہ کھاتے تاوقتیکہ یہ معلوم ہو کہ وہ اوٹھ کر کھانا کھا چکے ہیں۔ چھوٹے صاحبزادوں کو بالعموم اپنی رکابی میں کھانا کھلاتے تھے۔ بڑے صاحبزادے ایک مرتبہ گھوڑے پر سے گر پڑے۔ اس کی اطلاع پاکر آپ بغیر جوتے کے پابرہنہ دوڑے۔ سید نجم الدین بیابانی آپکے صاحبزادہ جن کا انتقال بزمانہ آلیر ہوا۔ اور سید امین بیابانی آپ کے صاحبزادے جن کا اچانک انتقال ہوگیا تھا۔ ان دونوں کو یاد کرکے آپ ہمیشہ محزون رہتے تھے۔

کمترین مولف پر بھی حضرت کے بے انتہا اشفاق تھے۔ مرحوم مکان سے آپ فرماتے تھے کہ مشتمل

مشہور ہے۔ اصل سے سود پیارا۔ مجھے اپنے بچوں سے زیادہ محبت دولہ میاں سے ہے۔ کمترین کو دولہ میاں یا میاں فرماتے تھے۔ اشفاق کے معاملہ میں یہ خاص بات تھی کہ ہر شخص خواہ اولاد ہو یا مُرید معتقد ہو وہ یہ سمجھتا تھا کہ حضرت کی عنایت مجھ پر زیادہ ہے۔ حضرت کا طرزِ شفقت ایسا تھا کہ ہر شخص حضرت کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ایک وقت آپ باغ محی الدین بادشاہ صاحب قریب بازار میں گھر سے نکلے اور مجمع کثیر جو مشتاق ملاقات منتظر کھڑا تھا آگے بڑھ کر شرف قدم بوسی حاصل کرنے لگا۔ ہر طرف سے لوگ بڑھ رہے تھے اور آپ سے مل رہے تھے۔ ایک صاحب جو دور کھڑے دیکھ رہے تھے کہنے لگے کہ سرور میاں صاحب میں یہ کیا عملِ تسخیر ہے کہ لوگ اس طرح پیر پڑتے ہیں۔ ہمارے طرف ایک آدمی بھی نہیں آتا۔ حالانکہ ہم بھی خاندانی ہیں۔ ایک صاحب نے جواب دیا۔ جناب مقبولیت خدا کی طرف سے ہے۔

غرض آپ کے اخلاق کا جس قدر ذکر کیا جائے کم ہے۔ آپ کی صحبت اور آپ کے حلقۂ ارادت کا یہ اثر تھا۔ جو شخص اس خاندان کا مُرید ہے وہ یا اس کا خاندان کسی دوسری جگہ بیعت یا فیض کا طالب نہیں ہوتا۔ سب سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ بہت سے خاندان ایسے ہیں کہ پشت در پشت اسی خاندان سے بیعت و ارادت رکھتے ہیں۔ جو آپ کی صحبت میں بیٹھا وہ کسی دوسرے کو نظر میں نہ لاتا۔ آپ کے صحبت یافتہ اور مریدین بھی جس قدر ہیں وہ کسی دوسرے شیخ کی طرف رغبت نہیں کرتے ہیں۔

کرامات

بڑی بیگم صاحبہ کا مزاج یکایک ہیضہ سے علیل ہو گیا۔ ایک دن میں کوئی ڈیڑھ سو دست اور قے ہو گئے۔ بیگم صاحبہ بیہوش ہو گئیں۔ حسب عادت حضرت جب حاضر درگاہ شریف ہوئے بیگم صاحبہ کی دختر نے حضرت کے پیر پکڑ کر زار زار رونے لگیں۔ حضرت نے دعا فرمانے کا وعدہ فرمایا مگر وہ نہ مانیں۔ اور اصرار کرنے لگیں کہ اس وقت صحت ہو جائے۔ حضرت نے بہت کچھ فہمائش کی۔ مگر وہ ایک نہ مانے بلکہ اور چیخیں زیادہ مارنے لگیں۔ بالآخر حضرت نے فرمایا کہ اچھا تمہاری والدہ کو کوئی خوف نہیں ہے۔ عمر دراز ہو گی۔ اب اٹھ جاؤ۔

اس پردہ اُٹھ گئیں اور حضرت گنبد مبارک میں داخل ہوئے۔ اور بعد فاتحہ باہر تشریف لائے اور گنبد شریف کے طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ یہاں لوگ مرنے اور بیمار پڑنے نہیں آتے ہیں۔ اگر ایسا ہوگا تو کوئی قاضی پیٹھ کیوں آئیگا۔ اسی قسم کے اور الفاظ بھی ارشاد فرمایا۔ قدرت الٰہی اُسی وقت آثار صحت شروع ہو گئے۔ ہوش آگیا۔ ہفتہ عشرہ میں پوری صحت ہو گئی۔

افضل بیگم صاحبہ قاضی پیٹھ آئیں تھیں۔ ان کو خناق کی شکایت ہو گئی۔ گلے بھر گئے۔ پانی اترنا بھی مشکل ہو گیا۔ لوگ سب پریشان ہو گئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ۔ درگاہ شریف کی عودی کھلاؤ۔ عودی کھانے کی صلاحیت بھی نہ تھی۔ جبراً کھلائی گئی۔ فضل خدا کا فوراً حلق کھل گیا اور تھوڑی دیر میں صحت ہو گئی۔

جاگیر عرس میں بتقریب دعوت ایک وقت والدہ صاحبہ قبلہ تشریف لے جانا چاہیں حضرت نے فرمایا آج نہ جاؤ۔ کل جاؤ۔ آپ نے عرض کیا۔ تقریب آج ہے حضرت خاموش ہو گئے۔ اور فرمایا۔ کہ آج کا جانا مناسب نہیں۔ غرضکہ والدہ صاحبہ روانہ ہو گئے۔ اور اتفاقاً راستہ میں شکرام اُلٹ گئی بچوں کو ضرر پہونچا۔ راستہ سے آدمی دوڑتا آیا کہ شکرام اُلٹ گئی۔ اور ٹوٹ بھی گئی ہے قاضی پیٹھ سے دوسری سواری بھیجی گئی اور واپس آنا پڑا۔

سید محی الدین صاحب ناظم عدالت سمستان پالونچہ کہتے ہیں کہ وہ ایک وقت مستقر جانیکے لئے حضرت سے اجازت طلب کئے۔ حضرت نے فرمایا کہ دو چار روز کے بعد ارادہ کیجئے۔ پھر وہ دو چار روز کے بعد اجازت طلب کئے۔ آپ نے اور دو چار روز روکا۔ اس کے بعد اجازت سرفراز کی۔ وہ کہتے ہیں۔ جب میں ندی گوداوری پہونچا۔ معلوم ہوا کہ آٹھ روز سے ندی کا پاٹ پور تھا۔ سب لوگ رکے ہوئے تھے۔ آج راستہ کھلا ہے۔

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید　　کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ایک دفعہ ناچیز مؤلف کی بھاوج منجھلی بی صاحبہ بلدہ میں طاعون سے علیل ہو گئیں لیکن نوبت ابتدائی تھی۔ میں اُنہیں قاضی پیٹھ لے گیا۔ ہمراہ ان کے شوہر اور ناچیز کے والد ماجد بھی تھے۔

دوسرے روز صبح سے بغل میں سوزش اور بخار معلوم ہوا۔ آٹھ بجے تک بخار کی شدت اور ہذیان وبیہوشی کی نوبت پہونچی۔ بغل کے درد کی یہ حالت تھی کہ کپڑے کو ہاتھ نہ لگایا جاسکتا تھا۔ کمترین نے یہ حالت حضرت سے عرض کیا۔ اور حضرت تشریف لائے۔ اور ارشاد ہوا کہ عود دی کھلاؤ۔ حضرت قریب میں بیٹھ گئے۔ بھاوج صاحبہ بیہوش پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ ان کے والدین بلدہ میں ہیں۔ میں یہاں ان کو حضرت کے بھروسہ پر لایا۔ یہاں کوئی علاج وغیرہ نہیں ہوسکتا۔ میں ان کے والدین کو کیا جواب دوں گا۔ حضرت خاموش بیٹھے ہوئے ہے۔ بالآخر میں نے عرض کیا کہ اب ساڑھے نو بجے ہیں۔ بارہ بجے بلدہ جانے والی ریل آتی ہے۔ گیارہ بجے تک میں دیکھتا ہوں۔ اسکے بعد ڈاکٹر لانے بلدہ جاتا ہوں۔ لیکن حضرت کے پاس یہاں آکر پھر ڈاکٹر کیلئے بلدہ جانا ایک امر مذموم ہے۔ گیارہ بجے تک مزاج سنبھل جائے تو پھر بلدہ جانے کی ضرورت نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ جب تک ان کا مزاج درست نہ ہو جائیگا میں حضرت کو یہاں سے جانے نہ دونگا۔ اس پر حضرت نے تعجب سے اللہ اللہ فرمایا۔ اس درمیان میں حضرت پر کچھ آثار غنودگی ظاہر ہونے لگی۔ حقہ بھرا دھرا تھا۔ آپ نے ملاحظہ نہ فرمایا۔ جب غنودگی زیادہ معلوم ہوئی میں نے عرض کیا کہ حضرت آرام فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ میں سوتا نہیں ہوں۔ دس بجے سے جاڑہ اور بخار میں کمی معلوم ہونے لگی۔ درد وسوزش بغل میں بھی کمی پیدا ہونے لگی۔ گیارہ بجے تک بفضلہٖ بالکل صحت ہو گئی۔ میں نے عرض کیا کہ بفضلہ تعالیٰ حضرت کی دعا سے اب مزاج اچھا ہوگیا۔ بلدہ جانے کی اب مجھے ضرورت باقی نہیں ہے۔ ارشاد ہوا کہ میاں اب کیا بجے ہونگے۔ میں عرض کیا کہ حضرت گیارہ بجے ہیں۔ پھر حضرت نے مریضہ سے خود دریافت فرمایا۔ انہوں نے ہاتھ جھٹک کر بتلایا کہ درد نہیں ہے۔ بخار بھی نہیں ہے۔ حضرت نے کمترین سے فرمایا کہ میاں صبح سے میں حوائج بشری سے فارغ نہیں ہوا ہوں۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ کمترین نے عرض کیا۔ حضرت تشریف لے جائیں۔ آپ مکان تشریف لے گئے۔

فیاض علیخاں صاحب انبہ میں علیل ہوگئے۔ دس روز فریش وبے ہوش رہے۔ ان کی زوجہ بلدہ میں تھیں۔ متعدد تار خاں صاحب کی علالت کے ان کو وصول ہوئے۔ وہ بجائے انبہ جانے کے قاضی پیٹ آگئیں اور روزانہ حضرت سے دعا کے لئے عرض کرتے۔ اور رویا کرتے۔ سب لوگ اون کو انبہ جانیکی رائے

دیتے تھے۔ مگر اون کو اصرار تھا کہ حضرت کی زبان مبارک سے صحت کی بشارت سُن کر جائیں۔ بالآخر حضرت نے ایک روز فرمایا کہ آپ کے شوہر کو صحت ہو جائیگی۔ اس کے چند روز بعد ہی صحت کا تار آیا اور وہ اسبہ روانہ ہو گئیں۔

مولوی عظیم الدین احمد صاحب ایک مرتبہ ہیضہ سے سخت علیل ہو گئے تھے۔ حضرت کی خدمت میں کیفیت کا تار روانہ کیا گیا۔ حضرت بہت متفکر ہو گئے۔ اور اس روز شب بھر کھڑے ہی رہے۔ صبح والدہ صاحبہ قبلہ سے ارشاد فرمایا کہ اِن کے خاندان سے چار پشت کے جو تعلقات ہیں وہ تمام حقوق آج ہم نے ان کے لئے ادا کر دیا۔ بفضلہ دوسرے ہی روز سے صحت کی کیفیتیں آنی لگیں۔ اور پھر پوری صحت ہو گئی۔

محل حافظ سید عبداللطیف صاحب مرحوم نبسیٔ حضرت پیر و مرشد قبلہ کا مزاج فرزند کلاں کے تولد کے وقت علیل ہو گیا تھا۔ امید زیست نہ تھی۔ مریضہ کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا مرغ ہے جو چونچ سے میرے ٹانچہ کاٹ رہا ہے۔ اور میں مارے وحشت کے رو رہی ہوں۔ اتنے میں حضرت وہاں تشریف لائے۔ اور وہ مرغ حضرت سے کچھ گفتگو کیا۔ پھر آپ نے اوس کو ٹانچہ کاٹنے سے منع فرما دیا اور وہ مرغ آسمان کی طرف اُڑ گیا۔

چھوٹے لڑکے کے تولد کے وقت مرحوم مکان کا مزاج بہت بگڑ گیا تھا۔ حالت خطرناک ہو گئی تھی۔ والدہ صاحبہ نے دعاءِ صحت کے لئے عرض کئے۔ ارشاد ہوا کہ اب دعا سے فائدہ نہیں۔ پھر ایک روز آپ نے بطور خاص دعا فرمایا۔ اور بفضلہ صحت ہو گئی۔ جب بخیر و عافیت چھلّہ ہوا آپ نے بہت زاری فرمایا اور فرمایا کہ اس چالیس روز میں کوئی دن مجھ پر بغیر روئے کے نہیں گذرا۔

محمد افضل خانصاحب طلم پلی میں سخت بیمار ہو گئے تھے۔ بحالتِ علالت کھاچر ہیں قاضی پیٹھ لائے گئے تمام راستہ بے ہوش رہے۔ رات کے دو بجے قاضی پیٹھ پہونچے۔ حضرت نے اُسی وقت تشریف لیجا کر اون کی حالت معائنہ فرمایا۔ اوس وقت وہ بے ہوش تھے۔ پوست استخواں ہو گئے تھے۔ اون کی ہمشیرہ چھوٹی بیگم صاحبہ روز آنہ زار و نزار رہتے تھے۔ اور حضرت سے دعا کے لئے عرض کرتے تھے۔ حالت بہت بگڑی ہوئی تھی۔ مگر اونھوں نے علاج کیطرف کوئی توجہ نہ کی اور حضرت کی توجہ اور دعا پر چھوڑ دیا۔ ایک روز اون کی ہمشیرہ جب بہت زاری کرنے لگے۔ ارشاد ہوا کہ کل سے صحت شروع ہو جائے گی اور پرسوں بخار

اتر جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ورنگل میں ایک آپ کے مرید نے آپ کو دعوت دے کر لیگیا جب آپ مکان دعوت میں پہونچے ملاحظہ فرمائے کہ وہاں ایک مریض ہے۔ جو چھ ماہ سے علیل ہے۔ اور اوسوقت اوسپر عالم نزع ہے۔ آپ اوسکو دیکھتے ہی پریشان ہو گئے۔ اور بار بار فرماتے تھے کہ خدایا عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے۔ پھر آپ تشریف لاکر حضرت قدس سرہٗ سے عرض و التجا کئے۔ حضرت قدس سرہ سے ارشاد ہوا کہ اس بکری کو ذبح ہو کر چھ ماہ ہوئے۔ تمہاری خاطر سے اس کو پھر آج ہم زندہ کئے ہیں۔

حضرت لالہ میاں صاحب جو حضرت پیرو مرشد قبلہ کے ایک بانسبت مرید ہیں۔ خواب میں انہوں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک فہرست دی گئی ہے۔ جس میں حضرت کے مریدین کے اسمار درج ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں فہرست پڑھتے پڑھتے جب آخر پر پہنچا تو نیچے تین چار نام مٹے ہوئے ہیں۔ ابتدائی نام جو مٹا ہوا تھا اوسکے متعلق انہوں نے کسی بزرگ سے جو وہاں کھڑے ہوئے تھے۔ دریافت کیا کہ یہ کس کا نام مٹا ہوا ہے اُن بزرگ نے جواب دیا کہ یہ فلاں صاحب کی زوجہ کا نام ہے۔ جنہوں نے خود اپنے ہاتھ سے مٹایا ہے۔

ایک وقت ناچیز کے بڑے بھائی مولوی سید غلام صمدانی صاحب کو جبکہ وہ قاضی پیٹہ میں آئے تھے اور مکان میں آرہے تھے۔ جل منڈل کا تا جسکی تکلیف بچھو سے زیادہ ہوتی ہے۔ بھائیصاحب بیقرار ہونے لگے۔ حضرت تشریف لائے اور حسب عادت گفتگو کا سلسلہ شروع کئے۔ کچھ بزرگان دین کے حالات بیان کرنے لگے۔ بھائیصاحب تکلیف سے بے قرار ہو رہے تھے۔ اس حالت کو ملاحظہ فرماکر حضرت نے بھائی صاحب سے فرمایا کہ میاں اس زہر سے خوف جان نہیں ہے۔ البتہ تکلیف ضرور ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ تکلیف ایسی شدت کی ہے کہ چیخیں مارنے جی چاہتا ہے۔ حضرت نے اپنے بڑے صاحبزادہ سے فرمایا کہ کچھ پڑھ کر دم کرو۔ صاحبزادہ صاحب پڑھتے رہے اور حضرت گفتگو فرماتے رہے۔ تھوڑی دیر میں زہر اُتر گیا۔ اور بھائی صاحب شام میں بلدہ روانہ ہو گئے۔

مردم مکان کے گلے میں ایک وقت شدت کا درد ہو گیا۔ کوئی چیز فرو حلق نہ ہوتی تھی۔ جب آپ کو معلوم ہوا آپ تشریف لائے اور شاد فرمایا کہ پانی پیو۔ اونہوں نے کہا کہ پانی بھی نگلا نہیں جاتا۔

آپ نے فرمایا کہ ایک گھونٹ تو پی لو۔ انہوں نے بمشکل ایک گھونٹ پی لیا۔ بفضلہ اوسی وقت درد دفع ہوگیا۔

حضرت کے مکانِ مبارک میں ہر وقت سو پچاس آدمی متعلقین خادمین رہتے تھے۔ روزآنہ تیس چالیس سیر چاول کا خرچ تھا۔ یہ سب لوگ ایسے اطمینان اور چین کی زندگی حضرت کے برکات کے بدولت بسر کرتے تھے کہ بڑے سے بڑے لوگوں کو بھی نصیب نہ ہوتی ہوگی۔ اگر کوئی مصیبت یا بیماری کسی پر آجاتی بس حضرت کے قدم پکڑ لیتے۔ حضرت کے عام فیضان کا اقتضا یہ تھا اُن کو اوس بلائے ناگہانی سے نجات مل جاتی۔ اکثر آپ غیب کے حالات بھی فرمایا کرتے تھے۔ مگر اس طریقہ سے کہ میں سنا ہوں۔ یا کوئی صاحب مجھ سے ایسا کہہ رہے تھے۔

ایک وقت آپ نصرت جنگ مرحوم کے دیوانخانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک صاحب سے آپ نے فرمایا۔ ابھی گھر میں سنا گیا کہ احمد بخش خاں رسالدار کا انتقال ہوگیا۔ وہ صاحب افسوس کرکے چلے گئے۔ پھر آپ نے گھر میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا۔ ابھی باہر سنا گیا کہ احمد بخش خاں رسالدار کا انتقال ہوگیا گھر میں ایک بے تکلف نسوان نے عرض کیا کہ حضرت نے باہر ارشاد فرمایا کہ اندر سنا گیا۔ اندر ارشاد فرمایا کہ باہر سنا گیا۔ درحقیقت آپ نے نہ اندر سنا نہ باہر سنا۔ آپ یہ سُن کر مسکرانے لگے اور خاموش ہو گئے۔

آپ بزرگان دین کے حالات کے ساتھ کبھی اون کے حلیہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ جیسے کہ کوئی دیکھا ہوا شخص بیان کرتا ہے۔

آپ کے والدہ ماجدہ کے انتقال کے وقت آپ سات روز کے تھے مگر آپ والدہ صاحبہ کا پورا حلیہ بیان فرماتے تھے۔

مولوی میر نوز علیخاں صاحب قاضی بیٹہ میں تھے۔ بلدہ سے اون کے گھر سے تار آیا کہ بچہ کا مزاج علیل ہوگیا۔ پھر دوبارہ بھی آیا کہ مزاج سخت علیل ہے۔ حضرت نے اونہیں صحت کا اطمینان دیا۔ وہ بلدہ کا ارادہ ملتوی کئے۔ مگر سائل نے یہ معروضہ کیا کہ حضرت جس طرح مجھے مطمئن کئے ہیں۔ میرے مردم مکان کو بھی بلدہ میں مطمئن فرمادیں۔ آپ مسکراکر خاموش ہوگئے۔ اون کی نقل فرماتی ہیں کہ اوسی روز ... حضرت ... کو

بلدہ میں اپنے مکان میں خواب میں دیکھے کہ آپ بچے کے پلنگ کے بازو کھڑے ہیں۔ پھر چند روز میں بچے کو اوس بیماری سے صحت ہو گئی۔

مولوی سید حسام الدین صاحب بیان کرتے تھے کہ جب اون کی والدہ کا انتقال ہوا اونکو فکر یہ ہوئی کہ والدہ کے آخر وقت کلمہ نہیں سنا گیا۔ معلوم نہیں اون کا کیا حال۔ حضرت پیر و مرشد قبلہ سے عرض کئے کہ آپ اس قدر مدد فرمائیں کہ والدہ کا بعد انتقال کیا حال ہے مجھے معلوم ہو جائے۔ آپ نے فرمائے اچھا آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہتے ہیں کہ وہ اونہیں ایام میں اپنی والدہ کو خواب میں دیکھے۔ کہ سینہ سے کلمۂ طیبہ کی آواز آرہی ہے۔ صبح وہ حضرت سے خواب بیان کئے۔ اور نیز یہ کہے کہ والدہ نے مجھ سے کچھ بات نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا بات بھی کرینگے۔ پھر دوبارہ اونہوں نے خواب میں دیکھا کہ اونکی والدہ فرماتی ہیں کہ تم تمہارے حضرت سے بیعت کرو کہ وہ پیر کامل ہیں۔ اسی بنا پر حسام الدین صاحب نے حضرت سے بیعت کی۔

مولوی سید حسام الدین صاحب فرماتے تھے۔ ایک وقت میں علیل تھا۔ اور درگاہ شریف کے نقار خانہ پر ٹھیرا ہوا تھا۔ نقاہت حد سے بڑھ گئی تھی۔ حضرت پیر و مرشد قبلہ ایک روز دیکھنے تشریف لائے۔ حسام الدین صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت یکایک ایک ہوا کا جھونکا آیا اور سرد ہوا مجھے لگی۔ ساتھ ہی صحت کے آثار شروع ہو گئے۔ میں نے حضرت سے اس واقعہ کو بیان کیا۔ حضرت سن کر خوش ہوئے۔ پھر صحت شروع ہو گئی۔

امین پادشاہ کی فاتحہ میں ایک سال کچھ پکنت کم ہوا تھا۔ اور لوگ حسب معمول زیادہ آگئے۔ والدہ نے عرض کیا کہ اب کے کھانا کم ہے۔ لوگ حسب معمول آگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا رومال دیگ پر ڈھانک دو اور سب کو کھلاؤ۔ ایسا ہی عمل ہوا۔ سب لوگ کھا لئے اور پاؤ کھانا بچ گیا۔

درگاہ شریف کے چبوترے پر ایک روز شام میں ذکر تھا کہ اولیاء اللہ کے پیچھے درود شریف پڑھیں تو وہ پلٹ کر دیکھتے ہیں۔ جب مجلس برخاست ہوئی اور حضرت ریلوے گیٹ تک پہونچے۔ کمترین نے حضرت کے پیچھے درود شریف پڑھنے لگا حضرت یکایک کھڑے ہو گئے اور پلٹ کر کمترین کو دیکھے۔ کمترین نیچی نظر کر لیا

پھر آپ

ناچیز مؤلف کے بڑے لڑکے کی سالگرہ میں جب حضرت بلدہ تشریف لائے۔ ایک روز ڈاکٹر شاہ میر خاں صاحب حاضر ہو کر اپنی قرضداری اور عسرت گذران کا حال بیان کیا اور طالب دعا فلاح وکشائش ہوئے۔ آپ نے اون کی تشفی فرمائی۔ اوسی زمانہ میں ڈاکٹر صاحب کی تنخواہ آٹھ سو روپیہ اجرا ہوئی۔ اور پھر خطاب سے بھی سرفراز ہوئی۔

اوسی سال حضرت کی ایک نواسی کا انتقال ہوا۔ آپ کو بیحد رنج وغم ہوا۔ آپ نے دعا فرمایا کہ الٰہی بچوں کا غم آئندہ مجھے نہ ہو۔ ایسا ہی ہوا۔ آپ کے انتقال تک آپ کی کسی اولاد کا پھر انتقال نہ ہوا۔

افضل خاں صاحب کے مقدمہ فوجداری میں حضرت کی کرامت کا جو ظہور ہوا ہے اوس کو ذرا تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ اس کے واقعات دلچسپ ہیں اور اسی سلسلہ میں حضرت کا جام حیات بھی لبریز ہو جاتا ہے۔

افضل خانصاحب دوم تعلقدار پر ان کی ملازمت کے آخری دور میں عہدہ داران متعلقہ کی ناراضگیوں کی وجہ سے گردش کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جس کا ظہور اس طرح ہوا کہ قبل از وقت انکو وظیفہ پر علحدہ کر دیا گیا۔ رمضان ۱۳۲۲ھ کی طغیانی میں ان کا مکان اور جملہ اثاث البیت نذر سیلاب ہو گیا۔ القابا سرکاری کے تحت دیہات اجارہ بھی ضبط و زیر نگرانی سرکار ہو گئے۔ کوئی آمدنی کے ذرائع باقی نہ رہے۔ جتنے ان کے دوست اور مخلص تھے سب کنارہ کش ہونے لگے۔ اقبال الدولہ بہادر کی دیوانی میں تو اس خاندان کی طوطی بولتی تھی۔ اس کے بعد بھی یہ خاندان معزز و ذی ثروت رہا۔ مگر گردش کا زمانہ برا ہوتا ہے۔

بوقت تنگدستی آشناں بیگانہ می گردد ۔۔۔ صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

قاعدہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا اور دوستان خدا کی یاد آتی ہے۔ خانصاحب کا خاندان تو حضرت کا ہی مرید تھا۔ خانصاحب نے بھی حضرت سے بیعت کی اور قاضی پیٹھ میں ایک گھانس کا سر ہوس بنا کر رہنا شروع کئے۔ ملازمت کے زمانہ میں صاحب بہادر بنے رہتے تھے۔ مذہب سے دور دور بھی نہیں۔ بلکہ پوری واقفیت بھی نہ رکھتے تھے۔ قاضی پیٹھ کی زندگی اون کے لئے بالکل ایک نیا دور تھا۔ ان کے

خاندان کے عورات خوش اعتقاد اور مذہبی عورات تھے - چھوٹی بیگم صاحبہ ان کی ہمشیرہ کے پاس ان کا کھانا پینا تھا - اون سے مل کے بیٹھنے کا زیادہ اتفاق رہتا تھا - باہر حضرت کی صحبت بھی ملا کرتی تھی - ناچیز مولف بھی اوس زمانہ میں اتفاقاتی طور پر بیمار رہتا تھا - بالعموم خاں صاحب سے شب و روز کی یکجائی رہتی تھی - باہم یگانگت ہو گئی تھی - بالعموم مذہبی گفتگو ہوا کرتی تھی - خاں صاحب فری میسن بھی تھے - ایک روز اس کا تذکرہ بھی آیا - خاں صاحب نے کہا فری میسن کوئی بری چیز نہیں - اس میں انبیاء سابقین کی توحید کی تعلیم دی جاتی ہے اور باہمی امداد و انسانی ہمدردی پر حلف لیا جاتا ہے - میں نے کہا کہ مسلم اور غیر مسلم کی توحید در حقیقت ایک نہیں ہے - غیر مسلم جس کو توحید کہتے ہیں اوس میں شرک کا شائبہ لازمی ہے - پھر ایسی توحید کی تعلیم جس میں مسلم و غیر مسلم یک جا ہو جائیں وہ مسلمانوں کے لئے جائز نہیں - ہاں دنیاوی اور معاشی اصول میں ان دونوں کا اتحاد ہو سکتا ہے - اعتقادی امور خصوصاً توحید کے معاملے میں یکسانیت کس طرح ممکن ہے لیکن خاں صاحب کی سمجھ میں یہ کچھ نہ آتا تھا - بالآخر یہ طے پایا کہ حضرت پیر و مرشد قبلہ سے اس بحث کا تصفیہ کرا لیا جائے - حسب عادت چار بجے جب حضرت رونق افروز ہوئے - کمترین اور خاں صاحب پیش ہوئے اور اپنے مباحثہ عرض کئے - حضرت نے سب سماعت فرمانے کے بعد خاں صاحب کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی - حضرت نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل میں ہم کو دین کامل اور نعمت تامہ حاصل ہیں - ایسی حالت میں ہم کو انبیاء سابقین کی کسی توحید کی ضرورت نہیں ہے - اسلام کی توحید حقیقی توحید اور مکمل توحید ہے - خاں صاحب کو اس جواب سے تشفی ہو گئی -

اسی سلسلہ میں میں خاں صاحب سے پوچھا تھا کہ فری میسن ایک دوسرے کو کیسا پہچان لیتے ہیں تو خاں صاحب نے کہا کہ بعض علامات دوران تقریر میں جو تحریر میں اور ملاقات میں استعمال کئے جاتے ہیں - دوسرا شخص اگر فری میسن ہے تو پہچان لیتا ہے - رازداری کی حلف پر بھی کچھ ایسے [illegible] بیان کئے تھے جو اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہیں - وہ کہتے تھے کہ لاج میں ادنیٰ ملازمین بھی فری میسن ہی [illegible] ہوتے ہیں - جو شخص تعلیم میں کامیاب ہوتا ہے اوس کو سند [illegible]

اور تمغہ بھی دیا جاتا ہے - ہر ممبر کو معقول چندہ دینا پڑتا ہے - جس کی وجہ کثیر آمدنی ہوتی ہے -

غرضکہ خاں صاحب سے ہماری روزانہ یکجائی اور یکجہتی رہا کرتی تھی - اوسی زمانہ میں خاں صاحب وصول رقم کے لیئے اپنے موضع ملم پلی گئے - رعایا سرکش ہوچکی تھی - ایک روز اون کے ملازم اللہ داد خاں وہیلہ کا بعض رعایا نے تعاقب کیا اور اس نے تلوار کی ضرب رسیدکی اور متضرر دوسرے روز مرگیا - پولیس کو موقع مل گیا - مرزا شاہ خاں انسپکٹر موقع پر پہنچا - پھر مہتمم صاحب پولیس بھی پہونچ گئے - کئی اشخاص کی گرفتاری عمل میں آئی - خاں صاحب کو بھی ملزمین میں شریک کرلیا گیا - حالانکہ یہ غلط تھا - قاضی پیٹھ والوں کو اسکی اطلاعیں پہونچے - اور خود خاں صاحب کا بھی ایک خط میرے نام اور ایک حضرت کے نام وصول ہوا - مولوی صدرالدین احمد صاحب مہتمم کروڑگیری کے پاس پہونچا - جو وہ بھی حضرت کے مرید تھے - مہتمم صاحب موصوف فوراً تانگہ میں سوار ہوکر مہتمم صاحب پولیس کے پاس پہنچے اور خود کی ضمانت پر خاں صاحب کو چھڑا لیئے -

پولیس نے ابتداً یہ مقدمہ محمد حیدر صاحب اول تعلقدار ضلع کی عدالت میں پیش کیا اور وہاں ضمانت وغیرہ کے احکام ہونے کے بعد یہ مقدمہ اسپیشل مجسٹریٹ نواب سعد جنگ کی عدالت میں تحت الزام قتل عمد چالان ہوا -

خاں صاحب پر افکارات و پریشانیوں کے موجیں امنڈ رہے تھے اور قاضی پیٹھ کے بچے بچے کو اون سے ہمدردی تھی اسلئے کہ کچھ زمانہ سے وہ یہاں مقیم تھے - حضرت اور حضرت کے متعلقین کو خصوصیت سے ان کے ساتھ ہمدردی تھی اور ناچیز کو تو وہ اس موقع میں جملہ کاروبار کے حامی بنادیئے تھے - مقامی ایک وکیل حفیظ الحق صاحب مقرر کیئے گئے جو کافی نہ سمجھے گئے - پھر میں بلدہ جاکر مولوی محمد اصغر بارٹ لا کو مولوی محمد مظہر الحق انصاری وکیل کو پیشی پر لایا - بارسٹر صاحب نے گواہوں پر جرح کی - لیکن چالان بہت تجربہ کار عہدہ داروں نے مرتب کیا تھا - عدالت نے قتل انسان مستلزم سزا کے تحت فرد جرم سنا کر خاں صاحب کو اور اون کے دیگر سات یا آٹھ ملازمین کو حوالات میں دیدیا - اب ایک سنسنی پیدا ہوگئی جس سے خاں صاحب کے غمناک تحریرات آنے لگے اور اون کی چھوٹی بہن صورت خاتون صاحبہ رونا پیٹنا شروع کیئے ۳ روز تک ... آب و دانہ حرام کرلیا - اون کے ساتھ اون کی لڑکیاں بھی زار زار اور بھوکے رہتے - مرحوم مکان کے اون کی ... تسلی دے رہے ...

حضرت نے درگاہ شریف بھیجا وہ بھی وہاں اون کے شریک حال ہو گئے اور کھانا وغیرہ نہیں کھایا - غرض
یہ تین چار روز میں ان سب کی حالت بہت خراب ہو گئی - حضرت کے دولت خانہ میں بھی ہر شخص پریشان
نظر آتا تھا - چند ہی روز میں خاں صاحب کو بلدہ کی جیل میں منتقل کیا گیا اور مقدمہ کی تاریخ مقرر اور
صفائی کی شہادت میں بلدہ میں ہونا قرار پایا - یہ خبر سن کر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ بلدہ جا کر پیروی مقدمہ
کا انتظام کر دیا - میں نے یہ سوچا کہ صرف میرا بلدہ جانا چنداں مفید نہ ہوگا - حضرت کو بھی لے چلنا چاہئے میں نے حضرت سے
عرض کیا کہ آپ بھی ارادہ فرمائیں - حضرت نے فرمایا کہ مجھ سے کاروبار میں کیا مدد ملے گی - مجھے قاضی پیٹھ میں
رہنے دیجیے - مگر میں نے اصرار کیا اور حضرت نے ارادہ فرمایا - جیسے اسٹیشن نام پلی پہونچے نواب نظامت جنگ بہادر
رکن ہائیکورٹ بارادہ وقارآباد ریل میں سوار ہوئے تھے - یہ دیکھ کر خود بھی اون کے ڈبہ میں سوار ہو گیا
اور وقارآباد پہونچنے تک سب واقعات بیان کیا - نواب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت کا تشریف لانا
کیا مفید ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ خاں صاحب کے متعلقین کو تسکین و تسلی دیں اور مجھ سے صرف
اس قدر فرمایا کہ پیسہ خرچنے میں کفایت سے کام لیجیے - وکیل لائق مقرر کیجیے - میرے اس بیان سے
کچھ مایوسی کا سلسلہ شروع ہو گیا - اتنے میں وقارآباد پہونچے - وقارآباد میں مولوی صدرالدین صاحب سے
ملاقات ہوئی - صاحب موصوف نے مولوی محمد صاحب وکیل کو مجھ سے تعارف کرا دیا - محمد صاحب نے
ڈسانٹا بیرسٹر سے مجھے ملایا - ڈسانٹا نے کہا کہ ضمانت پر ان کو چھڑا دیجیے - ایک ہزار فیس پر تصفیہ ہوا جو اوسی وقت
دیدی گئی - دوسرے روز ڈسانٹا نے مزید ایک ہزار کا مطالبہ کیا - میں نے انکار کیا وہ اصرار کرتا رہا - میں نے
یہ قصہ جا کر مولوی حبیب الدین صاحب معتمد فینانس سے بیان کیا وہ دورہ پر جا رہے تھے - انہوں نے
مجھے لے جا کر نواب اقتدار یار جنگ کمشنر کروڑگیری سے ملایا - اقتدار یار جنگ نے ڈسانٹا کو بلایا - وہاں
مجھے دیکھ کر ڈسانٹا مجھ سے لڑنے لگا - میں نے کبھی کوئی کلمہ جواب نہ دیا - بالآخر مولوی محمد احمد صاحب کو وکیل کر
کیا اور وہ نگرانی میں بحث کئے - نتیجہ یہ ہوا دس ہزار کی ضمانت پر عدالت ابتدائی سے نواب ذوالقدر جنگ بہادر
نے رہا کیا - ایک ہفتہ بھی وہ ضمانت پر رہنے نہ پائے تھے کہ مستغیث سے نواب ... الدولہ اور ... جنگ نے
ضمانت منسوخ کی اور خاں صاحب کو پھر حوالات میں بھیج دیا - اور عدالت سے منتقل ہو کر مقدمہ شروع ہوا

جرح مکرر شروع ہوئی - مولوی غیاث الدین صاحب اور مولوی غلام اکبر خاں صاحب کام کرتے تھے - روزانہ کبھی ایک روز آٹھ مقدمہ چلتا تھا اور پورا وقت یہی ایک مقدمہ چلتا تھا - بعض وقت شام بھی ہو جاتی تھی - ایک ایک گواہ پر چار چار، پانچ پانچ روز جرح ہوئی - جملہ ۱۴ پیشیاں ہو چلے - چار مہینہ اس مقدمہ کا سلسلہ رہا - اندرونی کوشش ہماری یہ تھی کہ خاں صاحب ضمانت پر چھوٹ جائیں اور مقدمہ دوسری عدالت میں بدل جائے - ضمانت پر چھڑانے کے لئے ڈاکٹری سارٹیفکیٹ ہونا تھا - میں نے ایک روز مائل صاحب ڈاکٹر کو عدالت میں لا کر خاں صاحب کا معائنہ کرایا - ڈاکٹر صاحب نے علالت کی تصدیق کی - لیکن یہ سمجھا گیا کہ یہ ڈاکٹر کافی نہیں - پھر میں جا کر ارسطو یار جنگ بہادر کو لایا - انہوں نے بھی تصدیق کیا - اس کے پیش ہونے پر جلسہ منعقدہ ہائیکورٹ سے صدر ڈاکٹر رزیڈنسی کے نام حکم ہوا - میں خود اوس ڈاکٹر کو لیکر جیس پہونچا اوس نے معائنہ کرنے کے بعد بیماری خطرناک ہونے سے انکار کیا - اوس کے بعد میں بلارم اور سکندرآباد جا کر کچھ انگریز ڈاکٹروں سے ملا - جس میں ایک نے کلب میں آنے کہا - جب کلب پہونچا - اوس نے آ کر کہدیا کہ میں رزیڈنسی والے ڈاکٹر سے مشورہ کیا اون کی رائے یہ نہیں ہے - اس طرح اس میں ناکامیابی ہوئی -

دوسری عدالت میں منتقل ہونے کے لئے مہاراجہ بہادر کی خدمت میں درخواست نواب اقتدار یار جنگ بہادر کے توسل سے پیش کی گئی - تحقیقات شروع نہ ہوئی - بالآخر میں نے نواب سر افسر الملک بہادر کا تعارفی رقعہ نواب فخر الملک بہادر صدر المہام عدالت کے نام لیا - میں خود جا کر صدر المہام بہادر عدالت کے ملاحظہ میں درخواست پیش کیا - نواب صاحب نے وعدہ فرمایا مگر معتمدی سے رائے خلاف ہونے پر کوئی تجویز نہ ہو سکی - اس میں بھی ناکامیابی ہوئی -

روزانہ کبھی میں کبھی حضرت کے بڑے صاحبزادے کبھی مولوی سید حسام الدین صاحب کنگ کوٹھی مبارک میں ڈاکٹر شاہ میر خاں صاحب کے پاس جاتے اور حضرت کے جانب سے پیام پہنچاتے اور تقاضا کرتے کہ بندگان اعلیحضرت سے عرض کر کے مقدمہ بدلوا دیں یا ضمانت پر چھڑا دیں - ڈاکٹر صاحب حضرت سے اعتقاد رکھتے تھے - وعدہ کرتے تھے مگر اون کو پیشگاہ خسروی میں عرض کرنے کا موقع نہ ہوتا تھا - اس طرح چار مہینے ختم ہو گئے خاں صاحب مجلس سے عدالت کو جاتے آتے - کبھی کبھی حضرت کے پاس آ کر قدمبوسی کرتے تھے - حضرت

انہیں تسکین وتشفی دیتے تھے - ایک روز میں نواب اقتدار یار جنگ کے پاس گیا وہ ملنے سے عذر کئے - معلوم ہوا کہ مسٹر ہنکن ناظم پولیس کے پاس سے کوئی انسپکٹر آیا تھا وہ کہہ گیا ہے کہ آپ افضل خاں صاحب کی ایک عدالتی کارروائی میں امداد فرمائے ایہ درست نہیں ہے - اس لئے وہ ملنے سے عذر کئے ہیں - اس مقدمہ سے مسٹر ہنکن کو خاص دلچسپی تھی - افضل خاں صاحب کہتے تھے کہ بربانہ ملازمت کچھ نا چاقی ہوگئی تھی -

غرضکہ ہر طرف سے مایوسی کی لہر چھائی ہوئی تھی - خاں صاحب کی دوستی اور حضرت کی عقیدت نے مجھے سخت پیچ میں پھنسا دیا تھا - یہ تمام کاموں کے سوائے عدالت میں ہر پیشی پر حاضر ہونا - وکلاء کے گھر پر جانا - عدالت سے روز کے روز نقولات حاصل کرکے اون کے کاپیاں کراکے روزانہ وکلاء کے پاس بھیجنا - گھر کے نوکر چاکر کی خبر گیری کرنا - سب سے بڑا کام رقم کی فراہمی کا انتظام کرنا - خاں صاحب کا کوئی عزیز یا قرابتدار کسی کام میں شریک نہ تھا - البتہ چھوٹی بیگم صاحبہ تین ہزار اور خاں صاحب کے بھائی نواب محمد بخش خاں صاحب نے سات ہزار قرضہ دیا تھا - محمد بخش خاں صاحب نے مجھ سے اس کی رسید لی تھی -

اس چار ماہ کی سکونت بلدہ سے حضرت کا مزاج مبارک علیل ہوگیا تھا - رشتہ کی شکایت ہوگئی تھی - حضرت نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ اب مجھے قاضی پیٹھ جانے اجازت دیجئے - حضرت کے مزاج مبارک کی وجہ میں نے عرض کیا کہ حضرت تشریف لیجاویں - مناسب ہے - بالآخر حضرت قاضی پیٹھ روانہ ہوگئے - میں جاتے وقت عرض کیا کہ حضرت بالآخر افضل خاں صاحب کا کیا ہوگا - ارشاد ہوا کہ قریب میں وہ بھی آجائینگے - آپ مطمئن رہیں - نازبراں کن کہ خریدار تست - میں نے عرض کیا کہ حضرت ایک تحریر مجھے اس قسم کی عنایت فرمادیں - تاکہ میں وہ خاں صاحب کو بھی بتلا سکوں - حضرت نے ایک تحریر عنایت فرمایا جو اب تک بھی میرے پاس موجود ہے - میں بھی سکندر آباد تک ریل میں ساتھ رہا - ریل میں بھی ارشاد ہوتا رہا وہ بری ہوکر آجائینگے - آپ مطمئن رہیں - رمضان شریف کا مہینہ تھا اور گرمی کا سخت موسم تھا - تیر کا مہینہ تھا - حضرت تشریف لے گئے -

آخر رمضان میں مقدمہ ختم ہوگیا - چونکہ فیصلہ طویل لکھنے میں عرصہ ہوتا تھا - اس لئے نواب سعد جنگ نے فرد کارروائی پر تعطیلات سے قبل بری کر دیا - خاں صاحب جوش مسرت سے عدالت ہی میں میرے گلے لپٹ گئے اور زار زار ہو کر کہنے لگے کہ میں اپنے چمڑے کے جوتیاں بناؤں تبھی تو آپ کا شکر یہ ادا نہ ہوگا میں نے کہا کہ یہ حضرت کی دعا کا اثر ہے - پیروی سے کیا ہوسکتا ہے - پھر میں سیدھا خاں صاحب کے ساتھ عدالت سے محبس جاکر وہاں مہتمم محبس سے بری کرا کے خاں صاحب کو اپنے گھر لایا اور پھر کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر اون کے گھر پہونچا دیا - تیسرے روز جب قاضی پیٹھ ہم دونوں مل کر پہونچے ہر طرف سے خوشی کے نعرے ہو رہے تھے - حضرت نے اون کو دیکھ کر رونا شروع کیا اور پھر حجرہ میں جاکر سجدۂ شکر بجالایا - اس کے بعد ہائیکورٹ میں دو نگرانیاں پیش ہوئے مگر وہ دونوں نامنظور ہو گئے - یہ صرف حضرت ہی کی دعا و کرامت تھی ایسے سنگین مقدمہ میں اور ایسے انتہائی مایوسی کی حالت میں خاں صاحب کو براءت ملی - لو اقسم علی اللہ لابرا آپکی شان ہے -

حضرت کو ہمیشہ اخفائے حال منظور رہتا - جو شخص اہل حاجت آپ کے پاس آتا - آپ فرماتے کہ درگاہ شریف حاضر ہو کر مالک سے عرض کرو - چنانچہ وہ شخص درگاہ شریف حاضر ہوتا اور خائز المرام ہو جاتا - یہ درگاہ شریف کا فیض یقیناً ہے مگر آپ کی کرامت بھی ضرور ہے - ایسے صدہا کرامات آپ سے ظہور پایا کرتے تھے -

حالات انتقال شریف و کرامات بعد انتقال

آپ کی علالت کا سلسلہ کوئی پانچ چھ ماہ سے تھا - اسی سلسلہ میں بڑھتے بڑھتے مرض استسقا کے آثار پیدا ہو گئے - مرض رشتہ کا سلسلہ بھی منقطع نہوا - قدیم سے احتراق مثانہ و احتباس بول کی شکایت تھی - جغرات کا روزانہ استعمال ہوتا تھا - حار اشیاء موافق نہیں آتے تھے - رشتہ کی وجہ بیحد تکلیف تھی - کچھ دن بعد چہرہ پر ورم نمودار ہوا - مقامی طبیب سید احمد صاحب نے سوء القنیہ مقدمہ استسقا تشخیص کیا اور علاج شروع ہوا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا - ورم بڑھ گیا اور تنفس شروع ہوگیا - کمترین نے حضرت سے

حضرت سے اجازت لیکر بلدہ سے طبیب بلانے کا ارادہ کیا - حکیم مولوی وحید الدین صاحب کا کمترین نے اور مرد محمد یعقوب صاحب نے حکیم رحمت اللہ خاں صاحب کا انتخاب کیا - چونکہ رحمت اللہ خاں صاحب طبیب سرکاری تھے اسلئے محمد یعقوب صاحب نے بندگان اعلیحضرت سے ان کی اجازت حاصل کی - دونوں اطباء کو ہم دونوں قاضی پیٹھ لائے - وہی مرض استسقاء تشخیص ہوا - رحمت اللہ خاں صاحب نے خاص خاص ادویہ دیا مگر اوس سے بھی کوئی فائدہ رونما نہوا - جب رحمت اللہ خاں صاحب نے حضرت سے مزاج مبارک دریافت کیا - حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جناب سالہا سال سے میرا مزاج جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے - اون دنوں حضرت کی یہ حالت تھی کہ دو ہفتہ سے لیٹنے کی نوبت نہ آئی تھی - شب و روز تکیہ سے بیٹھے گزرتی تھی - لیکن آپ کا استقلال طبع تھا کہ آپ شکایت نہیں فرماتے تھے - بالآخر سب کی رائے ہوی کہ آپ کو درگاہ شریف لے جائیں اور پائین گنبد مبارک کے مکان میں قیام ہو -

چنانچہ آپ درگاہ شریف حاضر ہوے اور مکان پائین میں قیام فرمایا - جملہ متعلقین زنانہ و مردانہ درگاہ شریف ہی میں ساتھ رہے - تخمیناً تین ماہ مرض کی شدت رہی - اس مدت میں حضرت کو بہت تکلیف اوٹھانی پڑی - تین ماہ تکیہ سے بیٹھے ہوے گزری - ہاتھ پاؤں پورے متورم ہو گئے تھے - ہاتھ ٹیکنے سے گھٹے آگئے تھے - مزاج پرسی کو صبح شام لوگ بکثرت آیا کرتے تھے - آپ سب سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے - جب لوگ کہتے کہ آپ پر بہت تکلیف ہے - آپ فرماتے کہ کچھ تکلیف نہیں ہے - میں اپنی مزاج پر کوئی تغیر نہیں پاتا ہوں - اور کبھی فرماتے تھے کہ انسان مرجع تغیرات و حوادث ہے - شاید یہ دن ہمارے لئے مصیبت کے ہیں -

کسی نے عرض کیا کہ عرس شریف کے لئے لوگ آرہے ہیں اسلئے اب گھر چلنا چاہیے - ارشاد ہوا کہ ہم چار روز قبل اپنے گھر جائینگے - چنانچہ عرس شریف سے چار روز پہلے آپ کا انتقال ہوا -

اگرچہ آپ اپنے طور پر نقل و حرکت نہیں کرسکتے تھے - بریں ہم بصورت غلبہ حال شب میں بعض وقت آپ اپنی جگہ سے دور ہٹ جاتے تھے -

ان ایام میں سینکڑوں آدمی بغرض بیعت اور مزاج پرسی آیا کرتے تھے - آپ ہر شخص سے برابر ملتے

اور مریدکبھی فرماتے تھے - آپ کے اخلاق میں اس زمانہ تکلیف مرض میں بھی کوئی فرق نہ آیا - مولوی لطف علی صاحب نے آخری روز دل کر عرض کیا کہ حضرت کو بہت تکلیف ہے - ارشاد ہوا کہ مولوی صاحب دنیا رہنے کا مقام نہیں ہے - یہاں جو آتا ہے اوس کے لئے جانا ضروری ہے - ہم بھی ستر سال سے رہے آخر کب تک - بڈھا حجام آیا - آپ نے اوس کو بھی بلا لیا - والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ آپ کی صحت کی منت سے گنبد شریف کو رنگ کرایا جا رہا ہے - آپ نے فرمایا خدا تجھے ایمان کا رنگ دے - اسی طرح باتیں فرماتے رہے - عصر کے بعد کچھ حالت دگرگوں ہونے لگی - یہ حالت دیکھ کر لوگوں نے مصری کے ریزے حضرت کے دہان مبارک سے لعاب آلود کر کے تبرکاً لینے لگے - یہ ریزے کسی نے محفوظ رکھ لیا - اور کوئی وہیں نوش جان کر کے حلقہ بیعت میں داخل ہو گیا - یہ لعاب آلود مصری اس گنہگار کو عزیزی عزیز پادشاہ صاحبہ سلمہا نے مرحمت فرمایا اور عاصی نے اوسی وقت کھا لیا اور حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا - اوسی روز یعنے ۱۷ صفر المظفر روز چہارشنبہ ۱۳۳۱ھ کو جو ہتروین سال کے آغاز پر سر مغرب آپ کا وصال مبارک ہو گیا - انا للہ و انا الیہ راجعون -

جس وقت روح مبارک جسد عنصری سے پرواز کر کے واصل حق ہوئی ہے - یہ فدوی وہاں موجود تھا - جسم مبارک پر کسی قسم کا تغیر نہ آیا - کوئی معمولی کرب و اضطراب تک پایا نہیں گیا - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی محبوب مجلس عام سے برخواست کر کے اہل محفل کو خیرباد کہا اور محبوب حقیقی کی ملاقات اور وصال کے لئے بنا زروانہ ہوا - اولیاء اللہ کی موت اس سے زیادہ اور کیا ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب - اوس وقت سینکڑوں مرد و زن کا مجمع تھا - آہ و بکا کا وہ عالم تھا کہ میدان حشر نظر آتا تھا - عالم نزاع میں چھوٹی صاحبزادی نے پکارا - آپ نے جواب دیا اور پھر رجوع الی اللہ ہو گئے - بعد وصال شریف بلدہ کو اطلاعی تار دئے گئے - شب بھر قرآن خوانی ہوتی رہی - دوسرے روز بلدہ سے حضرت کے صاحبزادہ سید محی الدین بادشاہ صاحب اور ناچیز مؤلف کے والد ماجد اور بھائی صاحبان، مردہ محمد یعقوب صاحب، سید احمد قادری صاحب اول تعلقدار اور دیگر اشخاص مریدین وغیرہ حاضر ہوے - مقامی عہدہ داران، مریدین، معتقدین نمکندہ، صوبہ داری، عرس وغیرہ

بہ کثرت لوگ جمع ہوگئے - دیہات پر جہاں جہاں اطلاع پہونچی - لوگ آگئے - مولوی سید حسام الدین صاحب بھی جو ماناکنڈور گئے ہوئے تھے - آ گئے - ظہر کے بعد حوض مسجد میں ڈیرہ لگا کر غسل دیا گیا - غسل میں صرف حضرت کے صاحبزادے اور بعض خاص مریدین شریک تھے -

والدہ صاحبہ فرماتی ہیں قبل غسل جب قریب میت جاکر وہ رونے لگیں - حضرت نے آنکھ کھول دیا - حاجی میاں صاحب صاحبزادہ کہتے ہیں کہ اوس وقت آنکھ سے آنسو نکلا جس کو انہوں نے پونچا - پھر آپ خود آنکھ بند کر لئے -

سید و میاں صاحب کہتے ہیں بوقت غسل جب میں قدم چومنا چاہا - آپ نے انگلیاں ہٹا لیا - ایسے متعدد کرامات دفن سے پہلے ہی ظہور پائے اور دفن سے پہلے ہی شب میں آپ متعدد حاضرین کے خواب میں بھی نظر آئے -

غسل کے وقت جو لباس مبارک آپ کے جسد پر تھا لوگوں نے تبرک کر کے تقسیم کر لیا - مغرب سے پہلے ریل آنی تھی اوس کا انتظار کر کے بعد مغرب نماز جنازہ ادا ہوی اور نو بجے شب کے دفن عمل میں آیا - دفن کے بعد زنانہ سب مکان چلا گیا - بلدہ کے اشخاص بلدہ اور مقامی سب لوگ اپنے اپنے مقام پر واپس ہو گئے -

گیارہ بجے شب کے میں جب مکان واپس ہوا راستہ میں سڑک صوبہ داری کے طرف سے ایک مجمع کے رونے کی آوازیں آنے لگے - مگر کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا - جب میں گاؤں سے قبرستان کے قریب پہونچا اسی طرح ایک جماعت کے آہ و بکا کے آوازیں آنے لگیں - میں سمجھ گیا کہ آج ارواح میں بھی حضرت کا غم ہو رہا ہے - آپ زمانۂ علالت میں بمقام درگاہ شریف جس مکان میں قیام فرما رہے اوسی مکان میں تدفین ہوی - اس کی وجہ یہ ہوی کہ حضرت نے وصال شریف کے روز ارشاد فرمایا کہ یہاں ایک ولی کامل کا گنبد ہے - اور ایک وقت یہ بھی ارشاد ہوا کہ یہ مکان توڑ کر پیچھے ہٹانا چاہئے - یہاں ہمارے لئے جگہ ہونا ہے - اور والدہ صاحبہ سے یہ فرمایا تھا کہ تم ہمارے بازو رہنا -

حضرت کے بڑے صاحبزادے جناب سجادہ صاحب قبلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت کے انتقال سے دو چار ماہ قبل میں خواب میں دیکھا تھا کہ یہاں ایک گنبد ہے - پس ان وجوہ سے اوس مکان پائین میں حضرت کا دفن شریف عمل میں آیا - جہاں گنبد کی تعمیر بھی آغاز ہو چکی ہے - اور بفضلہ دیواریں وغیرہ بن چکے ہیں -

کرامات

یعقوب علی خاں صاحب امین رائچور نے انتقال شریف سے دو روز قبل اپنے مستقر پہ خواب دیکھا کہ حضرت اونہیں فرمارہے ہیں کہ تم قاضی پیٹہ جلد آؤ - وہ پہونچے تک حضرت کا انتقال شریف ہوگیا تھا - دیر رسی کا اونہیں بہت ملال ہوا - خاں صاحب کی عادت تھی جب وہ حاضر ہوتے رائچوری جوتے حضرت کے لئے لایا کرتے تھے - اب کے بھی تین جوڑ لائے تھے - امین صاحب نے رویا میں دیکھا - ارشاد ہورہا ہے کہ جوتی کا ایک جوڑ بڑے حضرت کو ایک تمہارے پیرانی کو ایک عبدالکریم میاں کو دو - وہ اسی طرح عمل کئے -

غلام حسین سیٹھ ماناکنڈور کی زوجہ کو اولاد کی تمنا تھی - شادی ہوکر پندرہ سولہ سال ہوچکے تھے - وہ حضرت کے انتقال مبارک کے بعد واپس جانے لگے - خواب میں ارشاد ہوا کہ ہمارے پاس آکر خالی کیسے جاتے ہو - پھر اونہیں اوسی سال لڑکی تولد ہوی - جس کے شکریہ میں وہ گنبد مبارک کے دروازہ پر پورا چاندی کا پتر چڑھوادیا -

سید افضل الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ اون کے خواب میں ارشاد ہوا کہ ہمارا مرنا جینا ایک ہی ہے - اس میں کوئی فرق نہیں ہے -

حضرت نظامی گنجوی ارشاد فرماتے ہیں :-

مرا زندہ پندار چوں خویشتن　　　من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

مداں خالی از ہم نشینی مرا　　　کہ بینم ترا گر نہ بینی مرا

ایک جلالی کا لڑکا آپ کو یاد کرکے بہت روتا تھا اوس کو شدت کا بخار چڑھ گیا - خواب دیکھا کہ حضرت اوس سے استفسار فرما رہے ہیں کہ کیا تجھے بخار آیا - اوس نے کہا - جی ہاں بخار آگیا ہے - آپ نے فرمایا منہ کھول - اوس نے منہ کھولا - حضرت نے اوس کے منہ میں کوئی چیز چھوڑ دیا - صبح اوس کا بخار اتر گیا -

حضرت کی چھوٹی صاحبزادی نے خواب میں عرض کیا مجھے مرید فرما دیجئے - آپ نے فرمایا - منہ کھولو - وہ منہ کھولیں - حضرت نے اپنا لعاب دہن اون کے منہ میں ڈال دیا - چند روز تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ کبھی کبھی گھر میں عود کی بو یکایک آنے لگ جاتی تھی سب لوگ خیال کرتے تھے کہ حضرت کی روح مبارک اس طرف متوجہ ہے -

اونہی دنوں حضرت قدس سرہ کا جب صندل شریف گھر سے نکلا گانوں کے قبرستان تک پہونچا تھا کہ قبرستان سے رونے کی آوازیں آنے لگیں اور حضرت کا نام بھی بعض وقت مفہوم ہوجاتا تھا - صندل شریف کے ہمراہیوں نے یہ آوازیں سنا مگر رونے والا کوئی شخص نظر نہ آتا تھا -

مولوی محمد تاج الدین صاحب جنیدی کا مقدمہ متعلق سجادگی کئی سال سے چل رہا تھا - حضرت نے خواب میں اونہیں دعاء حیدری کی اجازت سرفراز فرمائی - جس کا وہ ورد کرنے لگے اور بفضلہ مقدمہ میں کامیاب ہوگئے -

حضرت حاجی میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک روز خواب میں دیکھا کہ لوگ والدہ صاحبہ کو نذر دیرہے ہیں - اور کوئی وہاں کہہ رہے ہیں حضرت کی جگہ پر والدہ صاحبہ ہیں - پھر حاجی میاں صاحب نے بھی صبح والدہ صاحبہ کو پندرہ روپیہ نذر پیش کیا -

نواب افضل خاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں خواب میں حضرت کے اقدام پر گر کر رونے لگا - تو ارشاد ہوا کہ میں کہیں نہیں گیا - یہیں ہوں -

بادشاہ میاں صاحب گربڑہ کے فرزند بیان کرتے ہیں کہ میں خواب میں حضرت قدس سرہ سے مشرف ہوا - ایک صاحب اپنے مقدمہ کے لئے کچھ عرض کر رہے ہیں - آپ نے ارشاد فرمایا کہ مقدمہ کیلئے ہمارا شیر دنیا سے چلا گیا - اتنے میں ہمارے حضرت پیر و مرشد قبلہ وہاں حاضر ہوئے اور عرض کئے کہ

مالک ایسا نہ فرمانا۔ میری عمر اتنی ہی تھی۔ میرے نصیب میں ایسا ہی لکھا ہوا تھا۔
مولوی داؤد علی صاحب ناظر عدالت ضلع جو حضرت کے بھتیجے اور مرید تھے۔ اپنے انتقال سے کچھ پہلے کہنے لگے کہ دیکھو میاں آئے ہیں۔ وہ حضرت کو میاں کہتے تھے۔
حضرت کی چھوٹی صاحبزادی نے خواب میں حضرت سے عرض کیا کہ مجھے اب لگا کر مجھ کو سرفراز کیجئے آپ نے سرفراز فرمایا۔
چونکہ حضرت کے انتقال شریف کے بعد صرف دو ماہ کے عرصہ میں اس کتاب کی بار اول تدوین عمل میں آئی۔ اس لئے زیادہ کرامات نہ مل سکے۔ اب اس بائیس سالہ مدت میں بہ کثرت کرامات ظہور پائے ہیں۔ مریدین و معتقدین میں ہر شخص ایک نئی کرامت بیان کرتا ہے جو اون کے حصول مقصد میں حضرت کے توجہات روحانی سے ظہور پائے ہیں۔ لیکن میرے لئے اون کا فراہم کرنا اس وقت بہت دشوار ہے تاہم جو مجھے اس وقت یاد ہیں مندرج کر رہا ہوں۔
نواب محمد افضل خاں صاحب کی خوش حالی کا دورہ اون کی برات کے بعد شروع ہو گیا۔ پانچ ماہ حضرت کی علالت کے گزرنے کے بعد خاں صاحب اپنے کاروبار پر متوجہ ہو گئے۔ دیہات واگذاشت ہو گئے۔ جوہینہ فروخت ہونے لگا۔ ہزار ہا کی آمدنیاں ہونے لگے۔ قدیم و جدید احباب کے مجمع ہو گئے عزیز و اقارب جمع ہو گئے۔ کئی شادیاں کئی اولاد، مکانات، باغات سب کچھ لوازمات امیرانہ فراہم ہو گئے۔ بقیہ عمر ان کی بارہ چودہ سال آسایش و فراغت سے کٹی۔ پچاس ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ دیہات کی آمدنی ہونے لگی۔
حضرت کے وصال مبارک کے بعد صابر بن سراج ایک عرب سے ان کو عقیدت پیدا ہوئی۔ عرب موصوف ایک نہایت غریب اور مفلس شخص تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ زبردست عامل ہے۔ سنا جاتا ہے کہ خاں صاحب نے اپنی آمدنی سے اوس کو کوئی حصہ مقرر کر دیا تھا۔ جس کی بدولت وہ مالامال ہو گیا۔ اور ہزار ہا کی جائداد پیدا کر لی۔ اس عرب کی عقیدت کے زمانہ میں خاں صاحب کا خیال حضرت کے خاندان سے منحرف ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ عرس شریف کی نذر تک موقوف کر کے اپنے گھر نیاز ادا کیا کرنے لگے

گنبد مبارک کی تعمیر میں خاں صاحب نے دس ہزار کا چندہ لکھا تھا اور بہت کچھ خدمت وہاں کرنے کا
ارادہ رکھتے تھے - تین ہزار (سالانہ آپنی) جائداد سے عرس شریف کے لئے وقف کرنا چاہتے تھے اسکے متعلق
تحریرات وصیت نامہ بھی بندہ کے پاس موجود ہیں - مگر یہ کچھ نہ کرسکے - درگاہ شریف کی یا حضرت
کی اولاد کی کوئی خدمت ان سے نہ ہوسکی - البتہ اور کار خیر وغیرہ غربا کے لئے کرتے تھے - حج و زیارات
سے بھی مشرف ہوئے تھے - نماز روزہ کے تو پہلے ہی سے پابند ہو گئے تھے - خاں صاحب کی تنگی و
تکلیف کے زمانہ میں بندہ نے دس ہزار روپیہ مردم مکانات اور بعض دیگر اعزا کا زیور وغیرہ رہن کرکے
ان کو دیا تھا اور رہائی کے بعد بھی چند روز تک مختلف طور پر متعدد مرتبہ چھوٹی بڑی رقم دینا پڑتا تھا
مگر بفضلہ تعالیٰ بندہ کسی طرح خاں صاحب کا زیر بار احسان نہیں -

صابر بن سراج کی عقیدت کے زمانہ میں ان کو پورے قاضی پیٹھ سے
بے تعلقی ہو گئی تھی - جس میں ہم بھی داخل تھے - ہم سے بھی رکاوٹ ہو گئی تھی - جب کہیں چار چشم
ہو جائیں سلام علیک ہو جاتی تھی - بس اسی قدر تعلقات باقی رہ گئے تھے مگر آخر زمانہ خاں صاحب اپنے
انتقال سے کوئی دو سال پہلے پھر ہمارے پاس آنے لگے تھے اور وہی محبت و اخلاص قدیمہ سے ملا
کرتے تھے اور تعلقات قدیمہ تازہ ہونے لگے تھے مگر افسوس ہے کہ خاں صاحب نے یک بیک پیک
اجل کو لبیک کہدیا - اللّٰهم اغفرہٗ -

زمانۂ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں بلارم کے رسالے بھی شرکت جنگ کے لئے یورپ گئے تھے ان رسالوں
میں حضرت کے متعدد مریدین شریک تھے - ختم جنگ کے بعد جب یہ لوگ مراجعت کئے ان سے ملنے کا موقع ہوا
متعدد اشخاص سے یہی معلوم ہوا کہ یہ لوگ ہمیشہ میدان جنگ سے صحیح و سالم واپس آجاتے تھے حالانکہ
ان کے ساتھ کے دوسرے رسالے سب کے سب کام میں آجاتے - ان مریدین نے یہ منصوبہ کرلیا تھا کہ
ماہانہ اپنی تنخواہ سے بنام درگاہ شریف کچھ نذر نکالیں اور میدان جاتے وقت حضرت کے طرف خیال رکھیں
عبدالرحمٰن خاں صاحب رسالدار نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض وقت گولہ ہمارے بازو اور سر پر سے
نکل گئے اور ہم برکت حضرت پیر و مرشد قبلہ بچ گئے - غوث خاں صاحب رسالدار نے تو بیرہ کی آدھی لال

اسی قسم کے واقعات بیان کئے۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست　　دست او جز قبضۂ اللہ نیست

نواب شیر یار جنگ، ناظم نظم جمعیت سرکار عالی کی موٹر سے کسی شخص کی ہلاکت واقع ہونے پر سکندرآباد کی عدالت میں مقدمہ چالان ہوا چونکہ نواب صاحب ایک معزز شخص تھے اون کے دوست احباب عزیز اقارب میں بڑی بے چینی تھی۔ نواب صاحب کے والد نواب نظیر جنگ بہادر عرس شریف کے ایام میں قاضی پیٹھ آتے اور کبھی مدینہ ہوا مقیم رہتے۔ درگاہ شریف پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت کی توجہ روحی امید و ہوئی بفضلہ نواب شیر جنگ کی براءت ہوگئی۔

مولوی محمد مسیح اللہ صاحب علیل ہوگئے تھے کچھ رعشہ پر کچھ اثر ہوگیا تھا ان کی والدہ اور بھائیوں نے کئی روز ان کو درگاہ شریف میں رکھا۔ برکات درگاہ شریف سے صحت بھی ہوگئی اور ملازمت بھی ہوگئی۔ بفضلہ اس وقت یہ تحصیلدار سرکار عالی ہیں۔

سید افضل الدین صاحب کے بھائی کے داماد علاقہ برار میں وجع المفاصل سے سخت علیل ہوگئے تھے۔ بخار بہ شدت رہتا تھا۔ نقل و حرکت کے قابل نہ تھے۔ جوڑوں میں تپیس ہوا کرتے تھے۔ رات دن چیختے رہتے تھے۔ ان کی ساس نے سوچا کہ درگاہ شریف ان کو لائیں۔ گود میں اوٹھا کر موٹر سے ہنگولی تک اور ہنگولی سے قاضی پیٹھ تک ریل کے ذریعہ لائے گئے اور درگاہ شریف کے پاس جھونپڑی میں وزحت الی کہ نیچے پرال کا گھانس بچھا کر ان کو لٹا دیا گیا۔ بس یہ لیٹے ہی رہتے تھے۔ خود سے کروٹ بھی نہ ہو سکتے تھے۔ موسم سرما کا سخت تھا۔ اوڑھنے بچھونے کے اسباب پورے نہ تھے۔ بڑی تکلیف تھی۔ دو تین ماہ اسی طرح گزرے۔ اس درمیان میں ان کو دو تین بشارتیں رویا میں صحت سے متعلق ہوتے رہیں۔ روز خواب میں دیکھے کہ حضرت نے سرخ سفوف کے پوڑیاں سرفراز فرمایا اور فرمایا کہ آپ کو کھلا دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ شربت مالک کہاں ہیں۔ ارشاد ہوا کہ یہاں سب حکومت میری ہی ہے۔ بڑے مالک کہیں اور مقام پہ رہتے ہیں۔ انہوں نے خواب میں سفوف کی پوڑی کھا لیا تھا سر کوئی دوا استعمال نہ کئے۔ اعتقاد سے کہ چکے تھے۔ روزانہ عودی کھاتے تھے اور چراغ کے تیل کی

مالش کرتے تھے - بتدریج صحت شروع ہوئی - اوٹھنے بیٹھنے لگے - پھر کچھ کھڑے رہنے کے قابل ہوگئے آہستہ آہستہ چلنے لگے - چند روز میں بالکل اچھے ہوگئے اور نیاز شریف ادا کرکے اپنے مقام پر چلے گئے

اب میں یہاں اس کتاب کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین کرام سے دعاء خیر کا طالب ہوں -

باطاعتم ار نہ بخشی آں نیست کرم
بامعصیتم اگر بہ بخشی کرم است

غزل از حضرت سجادہ صاحب قبلہ

بر رو کشید شاہد رعنا نقاب را
خواہم بہ آہ تیرہ کنم آفتاب را

نور خدا ز چشم زمانہ نہاں بگشت
حد سر تا منزد بد رُم نہ حجاب را

یارب چہ بود مادر گیتی نزاد ے
پادر نہاد ے نہ سراے خراب را

بغداد و یثرب است دو درگاہ ما بما
باید خبر دہید از یں شیخ و شاب را

افضل و سرور آمدہ مہر و مہ کمال
نور قدم گزید اباب و نوباب را

مفتوح باب فیض بود افضلا مدام
برکش ز دل ہواے جہان سراب را

ایضاً

دریغا اے فلک نور خدا از ما جدا کردی
بایماں راست میگویم کہ کوہ غم بجاں کردی

نہ لطف زندگی دارم نہ یارا ے شکیبائی
چرا ایں بے نوا را از ستم اندر زیاں کردی

بہ شب با آہ و گریہ تا سحر باشد مرا کارے
بروزم شورش سودا بجان ناتواں کردی

کجائی خضر ما بارے خدا را جلوہ فرما
چرا روے ترحم باز میر کاروا ں کردی

نیاید در نظر چوں تو دریں طرف زماں دیگر
شیوہ صفا طریقت را [illegible] کردی

گروہ عاشقاں [illegible]
[illegible] نور مطلق [illegible]

نسیں جان و دل نام [illegible]
خدا را رحم در کار [illegible]

ایضاً از مؤلف

چہ گویم شان و عظمت سرور ما — زبان قاصر ز مدحت سرور ما

مریداں را بود پشت و پناہے — کہ دارد دست قدرت سرور ما

بہر دامن پُر از گلہائے مقصود — بیا بر باب رحمت سرور ما

نسیم صبح از درگاہ افضل — دہد ہر سمت نکہت سرور ما

بفیض قدس دارد ربط درویش — کہ داند راز خلوت سرور ما

خاکپائے حضرات بیابانی

درویش محی الدین عفی عنہ

محلہ اردو حیدرآباد دکن

۲۲ ذیحجۃ الحرام ۱۳۵۲ھ ہجری

۱۹۳۴ء

تمت

حضرت خواجہ عبدالوحید المعروف ابولبیان سجانی شاہ بیابانی رفاعی القادری۔